

The dark

اوزائے زہان



Novels
Mania

Urdu Novels Mania Team©

www.urdunovelsmania.com

#THE_DARK

پہلی قسط |

از قلم: اوزائے زبان

|Pakistan|

تم کہیں نہیں جاؤ گی سن یا تم دونوں نے؟
وہ انگلی اٹھا کر ان دونوں کو وارن کرتی غصے سے اپنا بیگ اچکتی باہر نکل گئی
نفرت ہے مجھے تم سے، تم انتہائی خود غرض انسان ہو سنا تم نے میں نفرت کرتی ہوں تم
سے رومیصہ عثمان! ایمان اسکی پشت پر حلق کے بل چلائی
بس بھی کرو ایمان بہت ہو گیا! نبیشہ کمرے میں بکھری اسکے غصے کا شکار ہوئی چیزوں کو اٹھا
کر انکی جگہ پر رکھنے لگی
کیا بس کروں ہاں؟ کیا؟ یہ ہمارے گلے کی ہڈی بن چکی ہے نہ منگلی جا سکتی ہے نہ اگلی!
وہ بدحاطی سے بولی
اپنے لفظوں پر غور کرو انا!! وہ ہماری بہن ہے ہمارا بھلہ ہی چاہے گی! نبیشہ نے اسکی
بات کا ٹٹی کا نچ کے ٹکڑے سمیٹنے لگی

سوتیلی بہن! ایمان سرعت سے اسکی بات کاٹ کر بولی۔ نبیشہ افسوس سے نفی میں سر ہلاتی ایک نظر اس پر ڈالتی باہر نکل گئی۔ نہ جانے ان دونوں کی دوریاں کب ختم ہو گئیں۔

رومیہ عثمان صاحب کی دوسری بیوی کی اولاد تھی جس کے بعد انہوں نے عایشہ بیگم یعنی نبیشہ، ایمان کی ماں سے شادی محبت کی شادی کی تھی۔ جن کے انتقال کو اب دو چار سال ہونے کو تھے انکا کوئی بھائی نہیں تھا۔ رومیہ دونو کیریاں کرنے کے باوجود ہر طرح سے انکی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کیا کرتی۔ جو یقیناً قابل احترام بات تھی۔ وہ واقعی ان سے محبت کرتی تھی شاید خود سے بھی زیادہ۔

لیکن ایمان اور رومیہ کے بیچ یہ دیوار نہ جانے کب سے قائم تھی اور کب تک رہنے والی تھی۔ نبیشہ ہر طرح ان کے بیچ کی سرد دیوار کو توڑنے کی کوشش کرتی رہتی مگر بے سُد۔ ایمان ہمیشہ اپنی من مانیوں اور بد مزاجی سے اسے ناراض کر دیا کرتی۔

www.urdu novelsmania.com

2015: MILAN | ITALY |

ٹائیکر ہلز کی اونچی چوٹی پر بنے سبزلی آئی لینڈ کے ٹیرس کے بیچ و بیچ گول میز کے اطراف رکھی کرسیوں پر براجمان نفوسوں کے بیچ کئی دیر سے جاری بحث اب تلخ کلامی تک پہنچ چکی تھی۔ ان سے زرا دوری پر ہاتھ باندھے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی لیئے کھڑا تھا وہ بھرام علی زمان تھا۔ شرٹ کے اوپری دو بٹن حسب عادت کھلے تھے۔ تیز ہوانے اسکے نفاست سے بنے بالوں کو بگاڑ دیا تھا۔ مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔ وہ بیزاری سے دائیں بائیں گردن کو جھٹکنے لگتا تو کبھی ہاتھوں کی انگلیوں کو چٹاتا۔ ملک سمجھ چکا تھا اسکی حرکات سے سو وہ زرا پرے کھسک کر کھڑا ہو گیا۔ اس سے پہلے مخالفت سمت پارٹی کوئی قدم اٹھاتی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پوری قوت خالی کر سی اٹھا کر آرتھر کے پیچھے کھڑے اسکے خاص آدمی کے سر پر دے ماری۔ اور اسکے ہاتھ بندوق چھین کر دور پھینکتے ہوئے اسکا گلا دبوچ لیا۔ اسکے باپ سمیت سبھی کرسیوں سے اچھلے

بیرو، چھوڑو اسے، ملک تیزی سے اسے دبوچتا ہوا پیچھے لے جانے لگا۔ ہاؤڈیر یو؟ اسکی آنکھوں میں خون اترنے لگا۔ اسے کہاں منظور تھا کوئی اسکے باپ کو میلی نگاہ سے دیکھتا۔ وہ شخص اسکی کل کائنات تھا

بیرَ وو! چھوڑ دو لڑکے کو! شفقت بھرے الفاظ اسکے کانوں سے ٹکرائے اس نے ایک لمبی سانس اندر کھینچی اور اسکے سینے پر پرہاتھ مارتے ہوئے غصیلی نظروں سے گھورتے زور سے ٹیبل کی طرف دھکیل دیا

تم نے اسکین نہیں کیا تھا انکو؟؟؟ وہ کھا جانے والی نظروں سے ملک سے سوال کرنے لگا ک کیا تھا! وہ گر بڑایا

تو پھر یہ کہاں سے آئی انکے پاس؟؟؟ ہاں! وہ چیخا۔ اسکا اشارہ گن کی طرف تھا کام ڈائون بیٹا! کام ڈائون! آل ہینڈل وہ اسکا کندھا تھپتپاتے ہوئے بولے۔ تو وہ غصہ دباتا ٹیبل سے پانی کی بوتل اٹھاتے ہوئے ٹیس کے کنارے آکھڑا ہوا۔ دو گھونٹ حلق میں اتارنے کے بعد اسنے بوتل میں موجود سارا پانی سر پر انڈیل لیا۔ بوتل ایک طرف پھینکے اسنے آنکھیں بند کی اور ٹھنڈی ہوا اپنے اندر اتارنے لگا کیا ہو جاتا ہے تمہیں! صبر اور برداشت سے کام لیا کرو، وہ اسکا کندھا مسلتے ہوئے بولے مجھے ڈبل کر اس کرنے والے دھوکے بازوں سے سخت نفرت ہے! وہ اسی پوزیشن میں کھڑا رہا

جواب دینے کا بھی وقت ہوتا ہے، ہمیشہ سہی وقت، اور سہی جگہ! ہو گئی ڈیل؟؟؟ وہ انکی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ ہمممم ہو گئی! علی زمان اسکے سنجیدہ چہرے پر نگاہ ڈالتا ہوا بولا

وہ سر ہلاتے ہوئے دونوں ہاتھ ریلنگ پر جمائے جزیرے کے نیچے بچ کے شفاف پانی کی لہروں کو گھورنے لگا۔ چھن سے کسی کا سراپا اسکے سامنے لہرایا تو بحرام اپنے اندر سکون اترتا محسوس ہوا اس نے دھیرے سے پلکیں میچ لی۔

کیا سوچ رہے ہو؟ اسکا باپ اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگا۔ وہ اکثر یونہی بیٹھے بیٹھے کہیں کھو جایا کرتا تھا۔ انکے لاکھ پوچھنے کے بعد بھی اس نے آج تک وجہ نہ بتائی تھی۔
بیرو؟؟؟ وہ پھر سے پکارنے لگی۔

ہوں؟ ہاں بابا! وہ جیسے گہرے خواب سے جاگا

کیا بات ہے میرے شیر؟ وہ ہنوز اس پر نظریں گاڑھے ہوئے تھے۔ انہیں وہ تھکا تھکا سا لگ رہا تھا بلکل شکست خوردہ انسان کی طرح جو اپنا سب کھو کر چپی سادھ لے کچھ نہیں! وہ جیوں میں ہاتھ گھسائے زبردستی مسکرایا
ٹھیک ہے چلو پھر، آرام کر لو تھوڑی دیر، آج رات وکیل صاحب سے بہت ضروری میٹنگ ہے، تمہارا وہاں ہونا بہت ضروری ہے، اسکے بعد ہمیں واپس لوٹنا ہے وہ سمجھ گئے وہ بتانا نہیں چاہتا تھا۔ اسی لیے جلدی سے بات مکمل کیئے مڑ گئے
مجھے پتا ہے آپ کیا چاہتے ہیں! بیرو کی آواز نے انکے بڑھتے قدم روکے

مجھے کچھ نہیں چاہیے بابا، کچھ بھی نہیں سوائے آپکے! بحرام کی آواز پر علی زمان نے ہلکا سا رخ موڑا۔ وہ کیسے اسکے دل کا بھید جان لیتا تھا وہ آج تک سمجھ نہیں پائے۔ کاش وہ بھی جان پاتا آخر کیا دکھ تھا جو دیمک کی طرح اسکے بیٹے کو اندر ہی اندر رکھائے جا رہا تھا۔ اسکی آنکھوں میں سرخ ڈورے چمکنے لگے

انہیں وہ کتنے سالوں بعد ملا تھا۔ تمام بدگمانیاں ختم ہونے کو تھی۔ وہ بس اپنے باپ کی خاطر واپس لوٹا تھا اسے کروڑوں اربوں روپے کی جائیداد سے سروکار نہیں تھا۔

بابا میں! وہ مڑا ہی تھا کہ اچانک سرخ چھینٹے اسکے چہرے پر آگرے۔ اس سختی سے پلکیں میچیں۔ نہ محسوس طریقے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے جیسے ہی نظروں کے سامنے کیا اسے اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ اسکے ہاتھوں سمیت اسکی سفید شرٹ خون سے تر تھی۔ اسکا باپ آنسوؤں سے تر آنکھیں اور خون میں لت پت شریر کے ساتھ ہاتھ ہوا میں لہراتا ہوا دھڑام سے زمین پر جاگرا۔ بحرام حیرت اور صدمے سے اپنے خون آلود ہاتھوں گھورنے لگا۔ دھڑام کی آواز پر اس نے جب سر اٹھایا تو اسکا زمین پر جاگرا۔ بابا! وہ حلق کے بل چیخا۔ اس سے پہلے وہ انکی طرف بڑھتا۔ ایک گولی اسکے سینے پر آگئی۔ اسکی پلکوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی اور وہ کسی قدم پیچھے لڑکھڑاتا ہوا ٹیس کی ریلنگ سے ٹکرایا اور زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

* * * * * * * * * * * *

جلدی جلدی کھا تو ہم لیٹ ہو رہے ہیں! نبیشہ عجلت میں اس کے برابر میں بیٹھتی نوالے لینے لگی وہ چلی گئی؟ ایمان چور نظروں سے رومیصہ کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی

وہ کون؟ نبیشہ نہ سمجھی سے جوس کا گلاس حلق میں انڈیلنے لگی

رومی؟ اور کون! وہ بد مزگی سے بولی

ہاں وہ تو صبح ہی چلی گئی! ہمارے لیے ناشتہ بھی ریڈی کر کے گئی ماشا اللہ ہم اتنے سگھڑ ہیں کہ پھر بھی لیٹ ہیں کالج سے! وہ کتابیں بیگ میں ٹھونسٹی خود کو کوسنے لگی۔ جبکہ ایمان کسی گہری سوچ میں ڈوبی جوس کے گلاس کے گرد انگلی گھمانے لگی

چلو بھی! کیا سوچ رہی ہو ہم پندرہ منٹ آل ریڈی لیٹ ہیں! وہ تقریباً چیخی

آں ہاں ہاں! چلو! وہ بیگ کندھے پر لٹکانے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا دماغ تیزی سے چل رہا تھا ارے آج ہمیں فیس پے کرنی تھی نا؟ بھول گئی تم! کچھ یاد آنے پر وہ رکی اور جھومتے ہوئے نبیشہ کو یاد دلانے لگی

اسکی فکر تم مت کرو وہ رومی نے ریڈی کر کے ہمارے بیگ میں رکھ دی ہوگی ہمیشہ کی طرح! وہ فخر سے سر بلند کیئے اسکا ہاتھ کھینچتی ہوئی اپنے ساتھ گھسیٹنے لگی۔ ایمان کے ارمانوں اوس آ پڑی۔ اسے اپنا منصوبہ برباد ہوتے نظر آنے لگا۔

تو تم سمجھاؤ نا اپنی بہن کو ایسے موقع بار بار تھوڑی نہ ملتے ہیں! فیجہ اسکا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے بولی

یار وہ مانے تب نہ!! پتہ نہیں کن گناہوں کی سزا مل رہی اسکی صورت میں! ایمان اپنی قسمت کو کوسنے لگی۔ بیگ کی زپ کھولتے ہوئے اس نے ہاتھ نوٹس کی جانب بڑھائے ہی تھے کہ اسے خاکی لفاظہ نظر آیا۔ یقیناً فیس کے پیسے تھے۔ ہونہ! ہمیشہ کی طرح دی گریٹ رومیسہ نے ایک بار پھر بڑی بہن ہونے فرض ادا کر دیا تھا! وہ جل کر رہ گئی ایک منٹ وہ رکی، اور کچھ سوچتے ہوئے لفاظہ نکال کر فیجہ کی جانب بڑھایا یہ کیا؟ وہ نہ سمجھی سے بولی

یہ کچھ پیسے میں نے جمع کیئے ہیں شاپنگ کے لیے! تمہارے پاس امانت ہیں میں وقت آنے پر لے لوں گی! وہ مسکراتی ہوئی صفائی سے جھوٹ بولنے لگی جیسے تم کو! فیجہ کندھے اچکاتے لفاظہ بیگ میں رکھنے لگی

سمبھال کر رکھنا۔ دلکش سی مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا احاطہ کیا۔ اسکا پلین ریڈی تھا۔ کچھ مہینے پہلے ان دونوں نے اٹلی یونیورسٹی میں اسکا لرشپ اپلائی کی تھی جو خوش قسمتی انکی اکیڈمی کی ہائی ریننگ اور انکی قابلیت کے بنا پر اپروو بھی ہو چکی تھی۔ مگر رومیسہ انہیں میلوں دور بھیجنے پر کسی صورت راضی نہ تھی۔ مگر پھر سوچتی تو ایک طرح سے اچھا ہی تھا وہ دونوں اعلیٰ تعلیم حاصل کرتیں جسکا اس نے اپنے ماں اور باپ سے وعدہ کیا تھا وہ اکیلے انکی تعلیم اور اخراجات نہیں افورڈ کر سکتی تھی۔ یہ واقعی ایک گولڈن چانس تھا مگر جو بھی تھا رومیسہ کا دل مطمئن نہیں تھا۔ وہ دونوں اسکے پاس اسکی چھوٹی ماما کی امانتیں تھی اسے ہر صورت انکا جی جان سے خیال رکھنا تھا۔ جب تک وہ ان دونوں کو کسی محفوظ ہاتھوں میں نہ سونپ دیتی۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

* **** *

اپنی عمر دیکھو اور کام دیکھو! مسز کاظمی ناراض نظروں سے اسے دیکھنے لگی ک کیا ہوا؟ وہ تمام سوچوں کو جھٹکتی ہوئی ان سے سوال کرنے لگی تمہارا بی بی ہائی ہے! کیوں؟ کیا پر اہلم ہے! وہ جانچتی نگاہوں سے پوچھنے لگیں رومیسہ نے ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے۔ سر نفی میں ہلایا۔ کچھ تو ہے؟ وہ بضد ہوئیں

رومیہ نے ایک نظر ان پر ڈالی اور لمبی سانس کھینچتے ہوئے ہارمان لی۔ وہ دونوں اٹلی جانا چاہتی ہیں! مسز کاظمی کئی سالوں سے اسکی ڈاکٹر اور اسکی ماں کی پرانی سہیلی تھی۔ وہ چاہ کر بھی ان سے کچھ چھپا نہیں سکتی تھی

اور تم انہیں روکنا چاہتی ہو! انہوں نے اسکی اداسی کی وجہ بوجھ لی تھی۔ وہ آنکھوں میں آنسو لیتے بے بسی سے سر ہلا کر رہ گئی

دیکھو میری جان! تم بلا وجہ خود کو ہلکان کر رہی ہو انکی پروہ میں، میری بات مانو اور انہیں جانے دو وہ پہلے ہی تم سے بہت بدگمان رہتی ہیں! اور پھر اپنی جگہ وہ بالکل سہی ہیں انکا شاندار کریئر انکا انتظار کر رہا ہے انہیں اپنے پیروں پر کھڑا ہونے دو! تاکہ تمہیں بھی کچھ راحت ملے! دیکھو خود کو اتنی سی عمر میں کیا سے کیا ہوتی جا رہی ہو! میری بات مانو تو ان دونوں کو جانے دو! ہمسم؟ وہ اسکا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے محبت سے سمجھانے لگیں

وہ بے بسی سے اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو گھورتی سر ہلانے لگی

www.urdu-novelsmania.com

اسی میں تم سب کی بھلائی ہے! تم سمجھ رہی ہو نا میری بات؟؟ مسز کاظمی اسکے ہاتھ پر دباؤ ڈالتے ہوئے بولیں۔ ہوں ہاں! وہ ہونکوں کی طرح سر ہلاتی اپنا بیگ کندھے پر ڈالتی اٹھ کھڑی ہوتی

اپنی میڈیسنز ٹائم پر لینا اور اگلے سیشن کے یاد سے آجانا۔ مسز کاظمی اسے جاتا دیکھ کر بولی

شکریہ وہ پھسکی سی مسکراہٹ سے سر ہلاتی باہر نکل آئی۔ کوئی اسے نہیں سمجھ رہا تھا۔ اگر ان دونوں کو وہاں کچھ ہو گیا تو وہ اکیلی کیا کرے گی؟ اپنے ماں باپ کو کیا منہ دکھائے گی؟ اسکا تو کوئی اور ہے بھی نہیں ان دونوں کے علاوہ! شاید ان دونوں کو احساس تک نہ تھا کہ وہ اسکے لیے کیا معنی رکھتی ہیں۔ لفظ 'سوتیلی' نے اسکی تمام تر محبت، احساسات، قربانیاں اکارت کر دیں تھی اگر اسکے بس میں ہوتا تو وہ اس لفظ کو ہی اپنی زندگی کھروچ کر پھینک دیتی۔ کیونکہ جتنی محبت وہ نبیشہ اور ایمان سے کرتی تھی۔ شاید ہی اسکے 'سگے' 'کرپاتے'۔ وہ اپنی سوچوں میں اس قدر غرق تھی کہ سامنے آتے انسان سے بری طرح ٹکرائی

س سسوری! آئم ریٹلی سوری! وہ جھٹ سے اپنی صفائی میں بولی مگر وہ اسکے لفظوں سے زیادہ اسکے چہرے پر توجہ دے رہا تھا۔ لہروں کے مانند اسکے بال اسکے چہرے کے اطراف لہرا رہے تھے۔ شفاف آنکھیں، لمبی ناک، سرخ ہونٹ، وہ ہقیننا روئی تھی۔ وہ اسکے چہرے کے خدو خال کو محویت سے دیکھنے لگا۔ گردن میں رنگ برنگے پھولوں والا اسکارف جھول رہا تھا۔ بلیک جینز، شرٹ پر خاکی لونگ کورٹ پہنے وہ بہت بھلی لگ رہی تھی

ہیلو؟ وہ اس شخص کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہراتی ہوئی بولی۔ مگر بے سدھ۔ اسے اسکی نظروں سے ابھرنے لگی۔ وہ ناگواری سے کندھے پر بیگ درست کرتی آگے بڑھ گئی۔ اور اس شخص کی نظروں نے دور تک اسکا پیچھا کیا۔

#THE_DARK

دوسری قسط

از قلم: اوزائے زبان



[ROME]

ITALY-(2015) 10-PM

www.urdu novelsmania.com

قبرستان میں اس وقت بلا کا سناٹا تھا۔ ٹرٹڑ برستی بارش میں نفوس سیاہ چھتریوں سے اپنے سروں کو ڈھکے بارش سے بچنے کی کوشش میں تھے۔ سینوں پر پچاس سالہ 'مرحوم علی زمان' کی (پاسپورٹ سائز) مسکراتی تصویر چسپاں کیے۔ سروں پر سیاہ اسار فلیپٹ، آنکھوں پر چشمے لگائے، تمام عورتوں کے چہروں پر افسردگی چھائی ہوئی۔ ان سے زرا

آگے 'زمان حیدر' کے نام کی تختی کے قریب وہ بارش سے بے نیاز، بھگیے کپڑوں، مٹی کی پرواہ کیے بغیر تازہ بنائی گئی قبر کی مٹی پر محبت سے ہاتھ پھیر رہا تھا۔ آنکھوں میں غم و غصے اور چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔ سلطانہ آنکھوں میں آنسو لیے انتہائی دکھ سے پوتے کی پشت کی گھور رہی تھیں۔ وہ اسے یکے دیگرے پانچ سالوں بعد دیکھ رہی تھی مگر انکی یہ خواہش بیٹے کے جنازے پر پوری ہوگی اسکا انہیں علم نہیں تھا

تبھی وہاں گاڑیوں کے ٹائر چرچرانے کی آوازیں آئیں اور پھر گارڈز دوڑتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولے مالک کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔ سیاہ لباس میں ملبوس رین کوٹ پر کلیسی بوٹس پہنے وہ شاندار شخص آنکھوں سے چشمہ ہٹاتے ہوئے گارڈز کو وہیں رہنے کا اشارہ کیا اور آگے بڑھنے لگا قبر پر ہاتھ حرکت بحرام کے ہاتھ تھے اسکی توقع کے عین مطابق 'وہ' چلا آیا تھا اپنا Aura قبرستان کے باہر چھوڑ کر آؤ! وہ روکھے لہجے میں بولا۔

Condolence!

وہ شخص اسکی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا اور عین اسکی پشت کے قریب جا کھڑا ہوا۔ اور ہاتھ آگے باندھ لیے

دوستی کا دعویٰ مت کرنا؟ جبکہ تمہاری دشمنی کی زندہ مثال میرے سامنے ہے! بحرام
اس پر نگاہ غلط ڈالے بغیر بولا۔

‘REST IN PEACE’

وزم نگاہوں سے قبر کے جانب منہ کیے دو انگلیاں ماتھے پھر سینے، اور پھر دائیں بائیں
اپنے کندھوں پر لگاتے ہوئے بولا

بحرام اپنا سوال نظر انداز کیے جانے پر اٹھ کھڑا ہوا
کل رات میں تھوڑا نشے میں تھا، اسلئے آ نہیں،

تم ابھی بھی نشے میں لگ رہے ہو! وہ اسکی بات کاٹ کر مڑے بغیر بولا
معزرت، لیکن یہ میں نے نہیں کیا میں اس حد! سرد کجے میں کہتے ہوئے یمان نے نگاہوں
کارخ پھیر لیا

معافی مانگنی ہے تو صفائی مت دو، صفائی دینا چاہتے ہو تو معافی مت مانگو! وہ مڑ کر سخت
نگاہوں سے اس شخص کو دیکھا

یہ قبرستان ہے، یہاں تماشہ مت کرو بحرام، میں صرف تمہارے باپ کی تعزیت کے
لئے آیا ہوں

یمان نے جیسے یاد دلایا اور لہجے میں نرمی برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی

سسی فرمایا ایمان عاطر، یہ قبرستان ہے اطراف میں نگاہ دوڑاؤ، اور اپنے لئے جگہ تلاش کر لو کیونکہ میں یہ قبرستان تمہارے لوگوں سے بھر دوں گا! وہ بولا۔ نہ ہی دکھ، نہ غم نہ غصہ اسے کچھ محسوس نہ ہوا۔ وہ شخص پتھر ہو جیسے

اوپر والا تمہیں سکون بخشنے! وہ اس کے سینے پر تھکی دیتے ہوئے بولا۔ مگر، وہ رکا۔ اسے نمی محسوس ہوئی تھی

اچھا ہوا جنگ کی شروعات میں پہل تم نے کی!

آج سے تم اپنے باپ کی اولاد، اور میں اپنے باپ کی!

اتنے سالوں سے وہ دونوں ہی اپنے ساتھ دوستی کا بوسیدہ سارشتہ گھسیٹتے آرہے تھے مگر

محرام کسی صورت اپنے باپ کا خون انہیں معاف کرنے کے حق میں نہیں تھا

اسکی دھیمی آواز پر وہ شاکہ نظروں سے کبھی اپنے خون آلود ہاتھ تو کبھی اس کے سینے کو دیکھتا

وہ زخمی تھا! لیکن، اس نے یہ نہیں کیا تھا!

اس ملک میں اور کس کی اتنی جرات تھی بھلا؟

ہاں، اور وہ تھا اسکا باپ! ایمان دنگ رہ گیا محرام کی کسی گئی بات کا عنوان اب صاف سمجھ آیا۔

اس کے باپ نے اس کے علم میں لائے بغیر علی زمان کو قتل کر دیا؟ وہ بھی اپنے 'لیڈر' کو!

فون کی رینگنے پر وہ سوچوں سے باہر آیا۔

اور ایک نظر بحرام پر ڈالی۔ جو اسکی طرف پشت کیئے قبر کے قریب بیٹھا تھا

اور تیز تیز چلتا ہوا نظروں سے اوجھل ہو گیا

فیملی کو ٹائیگر ہلز پر پہنچانا تمہاری ذمہ داری ہے، اور ڈاکٹر سیانا کو انفارم کروایم جنسی ہے،

میں انہیں ہاسپٹل لے جا رہا ہوں، دو بجے ہمارے جہاز تزلہ پورٹ پر آئیں گے، انہیں جہاز

میں شفٹ کرنا اور پاکستان بھجوا دینا!

سمجھ گئی تم؟

ملک نے کان میں موجود آلے پر ہاتھ رکھے سرگوشی کی۔ جبکہ نظریں خواتین کی صف میں
کھڑی بحرام کی مینیجر مینیجر پر تھیں

جیسے تم کو! دیورہ نے اسے دیکھ کر متوہانہ سر جھکایا۔

معذورت، آپ سبھی کو یہاں سے جانا ہوگا میم، وہ بولی۔ مجھے میرے بیٹے سے بات کرنی

ہے! وہ عورت آنسوؤں کے درمیان بولی

یہ پاسبل نہیں ہے میم اس وقت، پلیز ٹرانے این انڈراسٹینڈ!

وہ میرا بیٹا ہے تم کون ہوتی ہو مجھے انسٹرکشنز دینے والی! وہ برہم ہوئیں

پلیز سمجھنے کی کوشش کریں، وہ اس وقت زخمی ہیں انہیں ٹریٹمنٹ کی سخت ضرورت ہے مجھے جوائنٹرکشن ملے ہیں اسی کو فالو کر رہی ہو پلیز کو پریٹ میم پلیز! وہ منت بھرے انداز میں بولی

سلطانہ سمیت وہ سبھی شاکی نگاہوں سے اسکی پیٹھ کو گھورتی آگے بڑھنے لگیں پلیز! دیورہ نے باقی خواتین کو راستہ دکھایا اور سکیورٹی انچارج سے بات کرنے لگی اس نے سفید رومال پچھا کر قبر کی کچھ مٹی اس میں قید کر لی۔ اور سر اٹھا کر ایک نظر ملک کو دیکھا جو مضطرب نظر آ رہا تھا۔ اسکی آنکھیں اب دھیرے دھیرے بند ہونے لگیں تھیں۔
- باس، باس وہ فکر مندی کہتا ہوا اسکی طرف بڑھنے لگا۔

بحرام پوری قوت سے اسکا کندھا تھام کر اپنے پیروں پر اٹھا۔
میں ڈھونڈ لوگا بابا، ڈھونڈ لوگا اس قاتل کو بھی اور ایسی سزا دوں گا کہ اسکی آنے والی نسلیں اپنے حشر پر ماتم منائیں گی! افسردگی سے کہتے اس نے رومال مٹھی میں دبوچا اور ملک کا کندھا تھامے دھیرے دھیرے قدم اٹھانے لگا۔

***** ●

رومیہ نے گھڑی پر وقت دیکھا جو شام کے سات بج رہی تھی۔ کچھ یاد آنے پر اس نے جلدی جلدی اپنے سامنے رکھے پیپر جس میں اخبارات کے کٹے ہوئے حصے بھی تھے کا زخیرہ سمیٹا اور کمپیوٹر شٹ ڈاؤن کرنے کے بعد پیپرز بیگ میں ٹھونستی آفس سے باہر نکل آئی۔ ہاتھ بڑھا کر ٹیکسی روکتے ہوئے اس نے پولیس اسٹیشن کا ایڈریس سمجھایا اور مضطرب انداز میں انگلیاں چٹھانے لگی۔ آج وہ کسی بھی حالت میں آفیسر کو جانے نہیں دے سکتی تھی وہ ان سے جان کر ہی دم لے گی اس نے سوچ لیا تھا۔ ٹیکسی پولیس اسٹیشن کے سامنے رکتے ہی وہ تیزی باہر نکل آئی۔ کرایہ ادا کرنے کے بعد اس نے ایک نظر اطراف میں ڈالی لوگوں کی نظریں اس اپنے اندر پیوست ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ اوپر سے شام ڈھل رہی تھی ایک پل کو اس کا دل چاہا بھاگ جائے یہاں مگر وہ اتنے ہفتوں کی محنت برباد نہیں جانے دے سکتی تھی۔

اگلے ہی پل وہ ارادہ بدلتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گئی۔ حوالدار کے چہرے پر اسے دیکھتے ہی ناگواری چھا گئی

تم پھر آگئی؟؟ وہ رعبدار آواز میں غرایا
 کون ہے مقصود؟؟ اندر سے آواز آئی
 یقیناً انسپکٹر صاحب کی تھی وہ پہچانتی تھی اس آواز کو

سرپلیز مجھے ایک بار فالتزدیکھنے دیں! اس نے اندر کی طرف منہ کرتے ہوئے ہانک لگائی صاب جی وہی جرنلسٹ صاحبہ ہیں۔ روز دماغ کی دہی کرنے کے لیے تشریف لے آتی ہیں جاناؤ بی! اپنا کام کرو، تنگ نہ کرو! مقصود ناگواری سے گویا ہوا۔ ان آوازوں سے انسپکٹر صاحب کے چہرے پر ناگواری اور غصے سے ملے جلے تاثرات شان سے صاف نوٹ کیے سر ایک منٹ! میں ابھی آیا۔ وہ شان سے معذرت کرتا اٹھا اور باہر نکل گیا تمہیں ایک بات سمجھ میں نہیں آتی لڑکی! روز منہ اٹھا کر چلی آتی ہو! دفغان ہو جاناؤ یہاں سے ورنہ بہت برا ہوگا! وہ تقریباً چیخا

شان اٹھا اور دروازہ سے باہر نکل آیا

سرپلیز! بس ایک بار میری ہیلپ کر دیں میں زندگی بھر آپکی مشکور رہوگی! پلیز سرپلیز وہ منتوں پر اتر آئی۔ اسکی ہٹ دھرمی انسپکٹر کو غصہ دلا گئی وہ غصے سے اسکی کہنی دبوچے کھسیٹتا ہوا لایا اور پولیس اسٹیشن سے باہر زور دھکا دیا اور ٹھاہ سے دروازہ بند کر دیا۔ شان افسوس سے مٹھیاں بھیجنے کر رہ گیا کس قدر نا معقول سلوک تھا ایک قانونی افسر کا اپنے شہری کے ساتھ سوری سر بیٹھیں آپ! انسپکٹر اپنی کرسی سمبھالتا ہوا بولا کون تھی یہ؟ وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا

چھوڑیں سر! پیشے سے جرنلسٹ ہے! روز منہ اٹھا کے آجاتی ہے! بتاؤ میرا باپ کس سے ملتا تھا جیل میں! کسے خط لکھتا تھا؟ وغیرہ وغیرہ! بتاؤ؟ ہمیں اور کوئی کام نہیں بس سب چھوڑ پھاڑ کر ایک مردہ شخص کے بارے تفتیش جاری کر دیں! حد ہے انسپکٹر اکتائے ہوئے لہجے میں کہتا اسکی بتائی گئی فائل تلاشنے میں مصروف تھا

تو مطلب مر گیا وہ شخص؟ یعنی اسکا باپ؟ شان قدرے حیرت سے پوچھنے لگا
ہاں! کچھ سال پہلے جیل میں ہارٹ اٹیک سے مر گیا تھا! وہ جھلایا۔ شان کو عجیب سا لگا سن کر یہ لیں سر آپکی فائل! فائل ملنے پر انسپکٹر کے چہرے سے اکتاہٹ ہوا ہو گئی اور وہ جان پھڑانے کے سے انداز میں بولا۔ شکریہ! وہ کہتے ہی تیزی سے باہر نکل آیا۔ مگر وہ لڑکی کہیں موجود نہ تھی۔ بیرونی سیڑھیوں پر خون کی بوندیں چمک رہی تھی۔ یقیناً اس لڑکی چوٹ لگی ہوگی

اگر کسی اور مدد کی ضرورت ہو تو بتانا سر! انسپکٹر داخلی دروازے پر کھڑا فخر سے سر بلند کیئے بولا

وہ رک کر مڑا اور کھا جانے والی نظروں سے انسپکٹر کو دیکھتے ہوئے بولا
ہم اپنے کیس خود سولو کرتے ہیں اور یہ جسے تم مدد کہہ رہے ہو یہ مدد نہیں تمہارا فرض ہے اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو ریزائن کر دو! سمجھے؟ شان کو اسکی ڈھٹائی پر بے حد غصہ آیا

وہ افسوس سے سر جھٹکتا فون پر چیف کا نمبر ڈائل کرتے ہوئے اپنے جیب کی جانب بڑھ گیا۔

وہ اپنی ہتھیلی کی پرواہ کیے بغیر اٹھی اور گھر آ گئی۔ بیگ صوفے پر پھنکتے ہوئے وہ شکست خوردہ قدموں سے چلتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی اور بیڈ پر گرنے کے سے انداز میں لیٹ گئی۔ آنسو آنکھوں سے رواں سے تھے۔ اسے اپنی ہتھیلی سمیت پورا جسم جلتا ہوئی محسوس ہو رہا تھا۔ کچن سے گزرتے ہوئے ایمان کی نظر اس پر پڑی وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھی۔

تمہاری مجھ سے کیا دشمنی ہے آخر؟ تم نے نبیشہ کی فیس پے کر دی لیکن میرے لیے تمہارے پاس پیسے نہیں ہیں؟

ہے نا؟ گلا کنگھارتے ہوئے وہ جان بوجھ کر زرا اونچی آواز میں بولی

مگر سامنے سے کوئی جواب نہ ملا تو پھر سے جھلائی تمہاری وجہ سے آج مجھے ہیڈ سے اتنی ڈانٹ پڑی، اگر نہیں افوارڈ کر سکتی تو ہمیں گورمنٹ کالج میں ایڈمٹ کروادیتی! یہ دکھاوا

کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ تم ہم پر اپنی تمام تر پونجی خرچ کر رہی ہو! وہ بغیر سوچے سمجھے بولتی جا رہی تھی

رومیسہ کے دل میں اس کے الفاظ تیز کی طرح پیوست ہوئے تھے

کیا ہو رہا ہے یہاں؟ نبیشہ اسکی آوازوں سے آنکھیں مسلتی باہر آئی

یہ تم اس سے کیوں نہیں پوچھتی! تمہیں فیس کے پیسے دیئے اس نے اور مجھے نہیں دیئے، کیوں آخر؟ وہ چیخی۔ تمیز کے دائرے میں رہو ایمان! مت بھولو اپنی بڑی بہن سے بات کر رہی ہو نبیشہ کو اسکا رویہ ایک آنکھ نہ بھایا

بلا ارادہ اسکی نظر بیڈ پر بے حال پڑی رومیسہ کی جانب گئی

رومی؟؟؟ وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھی

کیا ہوا تمہیں؟ وہ پریشانی سے اسکا ٹمپر پھر چیک کرنے لگی

کچھ نہیں ہوا! میں ٹھیک ہوں! وہ اسکا ہاتھ ہٹاتی ہوئی ایمان سے مخاطب ہوئی! میں بھول گئی تھی، تم کل اپنی فیس لے لینا! کل میری سیلیری آجائے گی اور میں خود تمہاری ہیڈ سے معذرت کر آؤنگی!

ہونہہ! ایمان سفاکی سے کہتی باہر نکل گئی۔

تم ٹھیک ہونا؟؟؟ نبیشہ کا لہجہ بھیگا

وہ اسے ٹھیک نہیں لگ رہی تھی
 ہممم! پھلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلاتے ہوئے رومیہ نے نہ محسوس طریقے سے
 اپنا زخمی ہاتھ کمر سے لگایا
 اچھا! تم کھانا کھاؤ گی؟ وہ مسکراتے ہوئے پوچھنے لگی۔ نہیں مجھے بھوک نہیں میں آرام کرنا
 چاہتی ہوں! وہ تھکے تھکے سے انداز میں بولی
 نبیشہ خاموشی سے اٹھی اور ایک نظر بیڈ شیٹ پر خون کے دھبے پر ڈالتے ہوئے خاموشی
 سے باہر نکل گئی
 وہ دیکھ چکی تھی اسکے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا۔ اسکے کمرے کا دروازہ بند کرنے کے بعد وہ
 اپنے اور ایمان کے مشترکہ کمرے میں آگئی
 کیا حرکت تھی یہ؟؟؟ وہ دبہ دبہ غرائی
 کیا؟ وہ بھنویں اچکا کر ایسے پوچھنے لگی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو
 تم بہت پچھتاؤ گی ایک دن! اور اس دن تمہارے پاس سوائے پچھتانے کے کچھ نہیں ہوگا
 کچھ بھی نہیں، وہ لفظوں پر زور دیتی ہوئی بولی
 ڈرو اس وقت سے اور اپنی حرکتیں سدھا رو! ورنہ میں بہت برا پیش آؤنگی! سمجھی تم؟ وہ
 اسے جھاڑ پلائی۔ سائیڈ ٹیبل سے فرسٹائیڈ باکس لیے باہر نکل گئی

ایمان پیر پٹخ کر رہ گئی۔ رومیصہ یقینا سوچکی ہوگی وہ کچھ دیر بعد خاموشی اسکے کمرے میں داخل ہوئی۔ سائیڈ ٹیبل پر سلپنگ پلزدیکھ کر اسکا دل دکھ سے بھر گیا۔ وہ اپنی ذات کے مکمل بھلائے انکے لیئے جی رہی تھی۔ اس پر ایمان کا رویہ رومیصہ کے لیئے کس قدر اذیت کا باعث بنتا ہوگا وہ سمجھ سکتی تھی۔ اس نے سلپنز پلزد سائیڈ ڈار میں رکھی اور اسے کمفرٹ اورٹھانے کے بعد فرسٹ ایڈ باکس کھولے اسکے ہاتھ کا معائنہ کرنے لگی۔ جس پر خون نجانے کب کا جم چکا تھا۔

آج سیاستدان خاور حسین کو نیب کے سامنے پیش کیا جانا تھا۔ وہ سب عمارت کے سامنے بنے گراؤنڈ میں انتظار کر رہے تھے ہر طرف پولیس کے کارکنان سیورٹی کو یقینی بنانے کی کوشش میں تھے

وہ اپنے زخمی ہاتھ کو گھورتی نہ جانے کن سوچوں میں مصروف تھی جب کالے رنگ کی چھماتی گاڑی اس سے کچھ دوری پر آرکی وہ چونک کر مڑی اور نظریں سامنے جمادیں۔ گارڈز بھاگتے ہوئے بیک سیٹ کا دروازہ کھولے اسکے باہر آنے کا انتظار کرنے لگے۔

آنکھوں پر بلیک گلاسز جمائے، سفید چست شرٹ پر بلیک رنگ کی بلٹ پروف جیکٹ پہنے وہ جو کوئی بھی بہت خوبصورت تھا گولیاں گن میں لوڈ کرتے ہوئے اس نے گن پشت میں اڑسی اور اپنے اسٹنٹ سے مخاطب ہوا

ہاں شان؟ کیا رپورٹ ہے؟ وہ بالوں کو انگلیوں سے سیٹ کرتے ہوئے شان سے سوال کرنے لگا

مطمئن رہیں سر! ہم نے ہر طرف چیک کر کے تسلی کر لی ہے سب کلیئر ہے، ہممم! ٹھیک ہے تم یہی رکومیں آتا ہو! وہ سر ہلاتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گیا یہ کون ہے؟؟ وہ بھنویں سکھڑے اپنے ٹیم میٹ سے پوچھنے لگی

کون وہ جو ابھی اندر گیا؟؟ وہ بلڈنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا ہاں وہی! وہ تھکے تھکے انداز میں بچ پرٹک گئی

یہ اطرہ ہے، اطرہ کاظمی نام ہے اسکا! کرائم آرگنائزڈ پارٹمنٹ کا ہیڈ ہے، اور وہ جو باہر ابھی اس سے بات کر رہا تھا وہ اسکا اسٹنٹ ہے! وہ تفصیل سے بیان کرنے لگا تم کیوں پوچھ رہی ہو؟ اسے تشویش ہونے لگی

ایسے ہی وہ کندھے اچکاتی اٹھ کھڑی ہوئی

تم مجھے پانی لادو گے پلیز! اسے طبیعت عجیب ہوتی معلوم ہو رہی تھی۔ وہ سر ہلاتا ہوا وہاں سے چلا گیا

اس نے صبح جلدی کے چکر میں بریک فاسٹ کیے بغیر پین لکر کھالی تھی۔ اب اسے چکر آنے لگے تھے

وہ اپنا سر تھامے لڑکھڑائی اس سے پہلے وہ گرتی شان تیزی سے بھاگتا ہوا کیا ریاں پھلانگتے اسکی طرف آیا

آریو او کے؟؟ وہ اسکی کہنی تھامے نرمی سے گویا ہوا

وہ ادھ لکھی آنکھوں سے اسے پہچاننے کی کوشش کرنے لگی مگر اسکی آنکھوں کے

سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ وہ اسکی بانہوں میں جھول گئی

ہے ہے! وہ ہڑبڑاتے ہوئے اسے تھامے بچ تک لے آیا

کیا ہوا اسے؟؟ رومیصہ؟؟ اسکا ٹیم میٹ پانی کی بوتل تھامے تقریباً بھاگتا ہوا اسکی طرف آیا

یہ مس یہاں بے ہوش ہو گئی ہیں! وہ جلدی سے بولا

پانی کی چند بوتلیں اسے ہوش میں لے آئی

آریو او کے؟؟ وہ اپنا سوال پھر سے دہرانے لگا

وہ معذرت خواہاں نظروں سے ان دونوں کو دیکھتی تیزی سے اثبات میں سر ہلانے لگی ٹھیک ہے میں چلتا ہوں! اپنا خیال رکھیے! وہ اسکے زخمی ہاتھ کو دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ اسے پہچان چکا تھا وہ وہی پولیس اسٹیشن والی لڑکی تھی۔ اسکے دل میں نہ جانے کیا سمائی وہ رک کر مڑا اور!

اگر کسی ہیلپ کی ضرورت ہو تو مجھے بتائیے گا! کہتے ہوئے واپس مڑ گیا ایک منٹ؟ رومیسہ نا سمجھی سے ہانکی جی؟ میں؟ وہ مسکرایا

آپ مجھے جانتے ہیں؟ وہ تجسس سے پوچھنے لگی

نہیں تو! وہ مزے سے کندھے اچکاتے ہوئے بولا

تو پھر آپ کو کیسے پتا مجھے کسی ہیلپ کی ضرورت ہے؟؟؟ شان اسکے سوال پر مسکرایا اور دائیں بائیں رپورٹرز اور جرنلسٹ کو ایک نظر دیکھتے ہوئے زرا اسکے نزدیک ہوتے ہوئے بولا

تو مطلب آپ کو اپنے بابا کے بارے میں نہیں جانا! اتنا کہنا تھا کہ رومیسہ کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ جیسے کسی نے زندگی کی نوید سنا دی ہو

اسے مسکراتا دیکھ کر شان مسکرایا اور جیب سے اپنا کارڈ نکالتے ہوئے اسکے ہاتھ میں تھا دیا۔ اور انگوٹھا کان کے قریب کرتے ہوئے اسے کال کرنے اشارہ کرنے لگا

وہ بے اختیار ہنس دی۔ اظہر کو باہر آتا دیکھ کر وہ تیزی سے مڑ گیا
رومیہ کارڈ کو دیکھ کر دل سے مسکرائی آخر کار خدا نے اسکی سن لی تھی
افس میں بھی کتنی بے وقوف ہوں اپنا تعارف تو کروایا ہی نہیں!
رومیہ! وہ اسکی پشت پر تیزی سے چلائی

شان! وہ تقریباً چیختے ہوئے بولا اور کیا ریاں پھلانگتے ہوئے بلیک مرسدیز کے قریب جا کھڑا ہوا

رومیہ مسکراتے ہوئے کارڈ کو بیگ کے انر میں رکھنے لگی
چلو! وہ باہر آتے ہی تقریباً خاور حسین کی کہنی کھینچتے ہوئے اسے گاڑی سے نکالے اندر لے جانے لگا۔ اور شان اسکی مدد کو آتے ہوئے میڈیا اور رپورٹرز کو ہٹانے لگا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی پیشی کے بعد وہ اسی طرح اسے کھینچے باہر لایا اور میڈیا اور جرنلسٹ کو ڈپٹے ہوئے خاموش رہنے کا اشارہ دیا اور انہیں پندرہ منٹ کا وقت دیتے ہوئے اپنے فون پر کوئی نمبر ڈائل کرنے لگا

چلو جلدی ہمارے پاس صرف پندرہ منٹ ہیں اسکاٹیم میٹ اسکے پاس آتے ہی عجلت سے اپنے چیزیں سمیٹنے لگا

تم جا کر نوٹ کرو میں ریکارڈ کرونگی آج! میرے ہاتھ میں چوٹ آئی ہے میں لکھ نہیں سکتی!

وہ بیگ سمیٹی اٹھ کھڑی ہوئی

اتنے لوگوں کی بھیڑ اور شور میں اسے دور سے ہی چکر آنے لگے تھے۔ وہ زرا دور کھڑی بھیڑ کم ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ مگر میڈیا تو گڑھے مردے اکھاڑنے بیٹھ گیا تھا۔ وہ سخت اکتاہٹ کا شکار ہونے لگی

اتنے میں وقت تمام ہو چکا تھا۔ اطہر کا نظمی نامی بلا کی دھاڑ سنتے ہی تمام لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ پولیس کے کچھ لوگ اور شان اسے ساتھ موجود تھے جبکہ وہ ہیڈ اسے کہیں نظر نہیں آیا

شان؟؟؟ وہ دھیرے سے اسکے پاس آتے ہوئے بولی

یس میم؟؟ وہ حیرت اور خوشی ملے جلے تاثرات سے اسکی پکار کا جواب دینے لگا

کیا میں پانچ منٹ بات کر سکتی ہوں؟؟ وہ درخواست کرنے لگی

ٹائم اوور ہو چکا ہے ڈیر! اور تم جانتی نہیں ہمارے چیف بہت اسٹرکٹ ہیں! وہ آخری کے الفاظ رازداری سے کہنے لگا پلیز!! وہ مصر ہوئی

ٹھیک ہے اتنی سی فیور تو تمہیں دے ہی سکتا ہوں! ہماری نئی نئی دوستی ہے نام! وہ دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے بولا تو رومیصہ کے چہرے پر بھی خوشی کے تاثرات جگمگائے۔ جبکہ گاڑی کے اس پار فون پر نمبر ڈائل کرتے اظہر کاظمی نے انکی تمام گفتگو دیکھی اور سنی تھی۔ لیکن صرف پانچ منٹ؟ ورنہ چیف مجھے فائر کر دینگے! وہ انگلی اٹھائے تاکید کرنے لگا

اور ساتھ گاڑی کا دروازہ ایک طرف سر کا یا جہاں خاور حسین کو رکھا گیا تھا۔ وہ پولیس کو ہدایت دیتا بلڈنگ کے اندر کی جانب بڑھ گیا اسکے جاتے ہی وہ تیزی سے اسکی طرف بڑھی۔ خاور حسین اسے دیکھ کر ناگواری سے ماتھا شکن ہونے لگا۔ تو؟؟؟ کیسے ہیں آپ؟ میرے پیارے ماموں جان! آخر کے الفاظ اس نے چبا چبا کر ادا کیئے گاڑی کے اس پار کھڑے اظہر کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ نا سمجھی سے بھنویں سکیرتا فون کان سے ہٹا کر انکی گفتگو پر دھیان دینے لگا تم یہاں بھی آگئی!

آں آں! آپ بھول گئے آپ نے میری لاء کی ڈگری بار کو نسل کو بھیج کر مجھے فائر کروادیا ہے! کیا کروں، اب میں جرنلسٹ ہوں نا! تو یہ میری ڈیوٹی ہے!

وہ ڈرامائی انداز میں بولی

یہ تو ابھی شروعات ہے! کہا تھا نا میں نے! تمہاری سات نسلیں جیل کاٹیں گی! وہ زور سے ہاتھ گاڑی کی روف پر مارتے ہوئے نفرت سے بولی

اٹھر چونک کر اس ادنی سی لڑکی کو دیکھنے لگا جس کے چہرے سے لگ رہا تھا ابھی رو دے گی اور باتوں سے میدان جنگ فتح کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی خاور اسکی باتوں پر ہنسا اور ہنستا چلا گیا!

میں کورٹ میں یہ ثابت کر دوں گی کہ میری ماں، میرے باپ، میرے بھائی کے قاتل بھی تم ہی ہو! دیکھنا تم،

یہ تو تب ہو گا نا جب تم زندہ رہو گی! وہ نفرت سے پھنکارتے ہوئے اسکا زخمی ہاتھ دبوچے اپنے طرف کھینچا۔ آہہ! وہ جبرے بھینچتے ہوئے برادشت کی آخری حد پر تھی۔ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، کچھ بھی نہیں! وہ اسکی ہتھیلی پر دباؤ ڈالتے ہوئے غرایا

بہتر ہو گا کہ تم اپنی سوتیلی بہنوں کو لو اور یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ اپنی ماں کی طرح تم بھی ازیت ناک موت مرو گی اور کسی کو خبر بھی نہیں ہو گی! وہ زہرا گلے ہوئے اسکا ہاتھ دور جھٹکتے ہوئے بولا

مجھے اگر کچھ ہوا تو میں تمہیں بھی نہیں چھوڑوں گی، تم ہماری زندگی برباد کی ہے نا تم جیل میں بے عیار و مدگار مرو گے، دیکھنا اپنی پیدائش کے دن کو کو سو گے تم، جہنمی انسان! وہ نفرت سے پھنکاری

چہ چہ میں تمہارے باپ کی طرح نہیں ہوں جو جیل میں لاوارثوں کی طرح مرجاؤنگا میں خاور حسین ہوں، تم دیکھو گی ایک بار پھر میری شہرت کے عروج کو! وہ زہر خند لہجے میں مسکرایا تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے بابا کا نام بھی لینے کی! اسکی برداشت جواب دے گئی ارے ارے کیا کر رہی ہو! اس سے پہلے وہ اس شخص پر جھپٹ پڑتی

شان کی آواز پر اپنا زخمی ہاتھ جھٹکتی ایک طرف ہو گئی۔ ہر عروج کو زوال ہے خاور حسین! تمہارا برا وقت اب سے شروع ہے جلد پچانسی کے پھندا تمہارے گلے میں ہو گا یہ میرا وعدہ ہے تم سے وہ نفرت سے چلائی

شان حیرت سے کبھی اسکے لال بھھو کے چہرے کو دیکھتا تو کبھی خاور حسین کو چلو! اطہر آنکھوں پر گا گلز جھاتا ہوا گاڑی میں آ بیٹھا۔ شان ہڑبڑاتے ہوئے تیزی سے دروازہ بند کیا اور گاڑی آگے بڑھ گئی

تم بہت جلد اپنی اصلی جگہ پر ہو گے، یاد رکھنا وہ انکی پشت پر چلائی

شان حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھا جبکہ اطہر کے کانوں نے اسکے جملے لفظ بہ لفظ سنے۔ وہ انکی گفتگو سننے کے بعد سچ اور جھوٹ کے درمیان الجھن کا شکار تھا

#THE_DARK

تیسری قسط |

از قلم: اوزائے زبان

ROME|ITALY|-|CENTERELHOSPITAL|

خون بہت بہ چکا ہے ایلیں ہمیں جلد از جلد خون کی ضرورت ہے!

وہ اوٹی سے پیشانی رگڑتی باہر آئی۔

ہو جائے گا، ہر چیز کا انتظار ہو جائے گا بس باس کو کچھ نہیں ہونا چاہیے! وہ فوراً سے پہلے

www.urdu novelsmania.com

بولا۔

اچھا ٹھیک ہے تم بلد کا انتظام کرو! جلدی

وہ اسکا کندھا تھپتھپاتی باہر نکل گئی

اور ملک کی اگلی ایک فون کال پر آدھے گھنٹے میں 'خون' حاضر تھا۔ وہ ویٹنگ روم میں آکر
تھکے ماندے شکستہ حال ساسیٹ پر گرا۔ اور پشت سے سر ٹکا لیا۔ تبھی ایک نامعلوم سا شور
اٹھا اور چونک کر کھڑکی کے پردے سر کا تانچے کا جائزہ لینے لگا۔

ایلین ؟؟؟؟

ایلین نہیں 'عالیان'، اس نے چڑ کر ڈاکٹر سیانا کو ٹوکا جو ہمیشہ ہی اسکا نام غلط
'pronounce' کر کے نام کا حشر نشر کر دیا کرتی تھی۔ وہ پردے برابر کرتا مڑ کر اسے
سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ جبکہ اسکے چہرے کا اڑارنگ اسے کوئی اور ہی کہانی سنا
رہا تھا۔ ملک کے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں

ن ن نہیں نہیں! وہ چیختا ہوا بجلی کی رفتاری سے اوٹی کی جانب بھاگا۔ جہاں ایک خالی
اسٹریچر نے اسکا استقبال کیا۔ بحرام وہاں سے غائب تھا۔
ایسی حالت میں وہ خود تو چل کر جانے سے رہا اصل پریشانی کی بات تو یہ تھی۔ ملک نے
لٹے پٹی حالت میں لڑکھڑاتے قدموں کو پیچھے کی جانب دھکیل کر دیوار کا سہارا لیا۔ اور
دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔

ک کہاں گیا بیر و؟؟؟ وہ از حد پریشان لہجے میں بولی۔ سیلین، ملک کے لب
پھڑپھڑائے۔

سیلین اٹھالے گئے انہیں! وہ آہستگی سے بولا اتنا آہستہ کہ سیانا بمشکل اسے سن سکی۔
اب کیا ہوگا؟؟؟ وہ صدمے سے چوراسٹریچر کا سہارا لیتی ہوئی بولی۔

جبکہ وہ سن ہی کہاں رہا تھا اسکی دماغی صلاحیتیں جیسے جیسے پھر سے کام کرنا شروع ہوئیں
اس نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ جو صبح کے پانچ بجنے کا پیغام دے رہی تھی۔ دو بجے انکے
جہاز آنے والے تھے۔ اس نے دیپورہ کے زمے کام لگایا تھا کو مکمل کرنے کے بعد
'اسے' ملک اطلاع دینی تھی۔ جو اس نے ابھی تک نہیں دی تھی۔ اس کے ہاتھ پیر پھولنے
لگے۔ جلدی سے فون نکال کر چیک کیا اسکی بیٹری ڈیڈ ہو چکی تھی۔

ڈیم اٹ! اس نے طیش سے فون دیوار دے مارا اور برق رفتاری سے بھاگتے ہوئے گاڑی
کارخ کیا۔ آج پندرہ کی مسافت بھی اسے طویل صدیوں کے برابر لگ رہی تھی۔
جب وہ جزیرے پہنچا تو ایک اور بری خبر اسکا انتظار کر رہی تھی۔
دیپورہ؟؟؟ وہ سوکھے کی پتے کی مانند لرز رہی تھی۔

دیپورہ؟ ملک نے پھر سے اسے پکارا۔

ہاں؟ وہ چونکی اور اسے دیکھ کر تیزی سے اسکی طرف آئی۔ اسکے چہرے سے صاف واضح
تھا کچھ تو ہوا ہے۔ ہمارے جہاز تب تباہ ہو گئے! کہتے ساتھ ہی وہ رو دی۔

بحرام کی فیملی اسکے ذمہ تھی۔ جو اس نے نبھائی بھی۔ مگر!

ملک نے زوروں سے مٹھیاں بھیختے ہوئے خود کو کچھ انتہائی کرنے سے روکا۔

آآ اب ہم کیا کریں گے ملک؟ وہ بے طرح سے روتی خود کو مورد الزام ٹھہرانے لگی۔

سوال یہ نہیں کہ ہم کیا کریں گے دیہورہ اب سوال یہ ہے کہ باس انکے ساتھ کیا کرتے ہیں! کہتے ہوئے اس نے گن میں گولیاں لوڈ کی اور اسکی جانب بڑھائی۔

کیا مطلب؟؟ دیہورہ نے چونک کر سر اٹھایا اور اسکے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا۔

مطلب یہ کہ سیسلین باس کو 'بھی' اٹھالے گئے ہیں! اور یہ بھی انہی کی کرتوت ہے اس رکھواپنے ساتھ دفاع کے لئے! ساتھ ہی گن اسکے ہاتھ میں دی۔

میں سمجھی نہیں! وہ الجھن کا شکار ہوئی۔

سمجھنے سمجھانے کا وقت نہیں ہے دیہورہ، میری بات دھیان سے سنو ہمارے سارے بپ، کسینو، ہاسپٹل، ریسٹورنٹ حتیٰ کہ ایئرلائنز،

سب بند کروادو، اور کوئی بھی نیوز چینل یا سوشل ایکٹیویسٹ، سرکاری افسران کو صرف اتنا جواب دو کہ ہم 'لورڈ' (علی زمان) کے قتل کی وجہ سے یہ سوگ تین دن تک جاری رکھیں گے! سمجھ گئی؟؟

وہ پوری آب و تاب سے اسے سنتی ہاں میں ہاں ملانے لگی۔ آاور فی فیملی؟ باس؟ انکا کیا؟

ہم انہیں کیسے بچائیں گے؟

اسکے دماغ میں شدت سے سوال گردش کرنے لگا۔

انہیں بچانے کے لئے باس خود ہی کافی ہیں، تم اپنا کام کرو اور مجھے بھی کرنے دو!

وہ اسکے سوالوں سے عاجز آنے لگا۔

دیپورہ ایک نظر اس پر ڈال کر تیزی سے آئی پیڈ پر انگلیاں چلاتی وہاں سے غائب ہو گئی۔

اگر کسی کو بھی کچھ ہوا تو میں اس شہر میں تباہی مچا دوں گا! وہ بڑبڑاتے ہوئے تیزی سے اٹھا اور

میٹنگ روم کا رخ کرنے لگا اسے بہت سارے کام پٹانے تھے۔

جی دادی!

وہ فون کان سے لگائے اپنے آفس میں داخل ہوتے ہوئے چیزیں سمیٹنے لگا

جی جی بس منگل رہا ہوں! جی لے آؤں گا!

وہ عجلت میں ٹیبل سے چابی اٹھاتے ہوئے۔ کائونٹر پر مطلوبہ فائل دینے لگا

یہ نشان سے کہنا اسٹڈی کرنے کے بعد میرے گھر پہنچا دے! شیورچیف! وہ حکم کی تعمیل

کرتی فائلیں اٹھانے لگی۔ وہ تیزی سے باہر منگل گیا۔ آج اسکی دادی کی ویڈنگ اینیورسری

تھی اور اسے کسی بھی حالت میں انکا فیورٹ گفٹ کیک لینے وقت پر گھر پہنچنا تھا۔ گفٹ لینا

وہ بھول گیا تھا مگر کیک لینا اس نے ضروری سمجھا۔ کیک لینے وہ ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے گھر پہنچا

میں لیٹ تو نہیں ہو گیا نا؟؟؟ کیک کا نوٹر پر رکھتے ہوئے اس نے مدھم لہجے میں نہ جانے کس سے سوال کیا۔ کیونکہ وہاں کوئی موجود نہیں تھا

بلکل نہیں بھائی! اوپر آجائیں آج ڈائینگ ٹیبل اوپر لگایا ہے دادی کی فرمائش پر! ایمل ریلنگ سے نیچے جھانکتی کسی بھوت کی طرح اپنی بات مکمل کرتی غائب ہو چکی تھی وہ کیک فریزر میں رکھنے کے بعد فریش ہونے کمرے میں چلا آیا۔ شاو رلینے کے بعد اس نے ڈھیلی ڈھالی بلیک شرٹ اور جینز پہنی اور بال سنوارنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ کیک اٹھائے وہ ٹیرس پر آگیا۔ نومبر کی ٹھیک ٹھاک سرد موسم تھا۔ مگر دادی اور انکی انوکھی فرمائشیں وہ مسکرا کر سر جھٹکتا آگے بڑھ گیا

سلام بیو ٹیفل لیڈیز! وہ مشترکہ سلام کیے انکے درمیان بیٹھ گیا
واللہ دادی کسی ظالم حسینہ سے کم نہیں لگ رہی آپ! اگر دادا ہوتے تو یقیناً آپ سے ایک بار پھر شادی کرنے کی ڈیمانڈ کرتے

چل شریر کہیں کا! زینب بیگم اسکی باتوں پر جھینپی

وہ ہمیشہ ہنس مکھ اور زندہ دل رہنے والی خاتون تھی۔ حالانکہ انکا شوہر کئی برس پہلے اس دنیا سے رخصت ہو چکا تھا مگر وہ انکی یاد میں ہمیشہ یہ دن سیلیبریٹ کرتیں انکی پسند کے کھانے بناتی، کجاکہ روایتی عورتوں کی طرح رونادھونا چھوڑ کر ماماں ہیں؟ وہ بلون سیٹ کرتی ایمیل سے سوال کرنے لگا کچن میں ہونگی! وہ مصروف سے انداز میں بولی وہ اٹھا اور کچن کی جانب بڑھ گیا ہیلو مسز کاظمی! وہ خوشدلی سے گویا ہوا آگیا میرا شہزادہ! وہ اسے دیکھ کر مسکرائی شہزادے صاحب تو آچکے ہیں مگر آپکا دسترخوان ریڈی نہیں ہوا؟ بہت بھوک لگی ہے! وہ بے صبری سے آنکھیں مٹکانے لگا بالکل ریڈی ہے میری جان! وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی بابا نہیں آئے؟ وہ انہیں نہ پا کر پوچھنے لگا نہیں بیٹا! انہیں آفیشل میٹنگ سے جانا پڑا! ضروری تھی اسلئے میں اسرار نہ کر سکی ورنہ میں روک لیتی انہیں! ہممم! وہ پرسوچ سر ہلانے لگا حالانکہ اسے یہ بات کچھ جہمی نہ تھی

تم یہ ڈشز ایمل کے ساتھ ٹیبل پر لگائیں زرافریش ہو کر آتی ہوں! وہ ساتھ ہی ایمل کو آواز لگاتی

سیڑھیاں اتر گئی

ایمل کی گہری نگاہوں سے بے خبر وہ خاموشی ڈشز اٹھائے ٹیبل پر سجانے لگا۔ ایمل نے نوٹ کیا تھا وہ ڈیلی روٹین کے مقابلے میں آج کچھ چپ تھا سین آن ہے؟ آں! وہ شوخی سے اسے کہنی مارتی ہوئی بولی کیا مطلب؟ کونسا سین؟ اطہر نے بھنویں اچکائیں بڑے چپ چپ ہو آج ضرور کوئی بات ہے وہ گنگنائی اطہر اس کے انداز پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا آں ہاں! مسکرائے بھی؟؟؟ وہ لہراتے ہوئے اس کے راستے میں آئی اب تو پکا کوئی بات ہے؟؟؟ وہ بھی کہاں ہار ماننے والی تھی دور ہٹو! اطہر اسے گھور کر رہ گیا

کہیں محبت تو نہیں ہو گئی بھائی! وہ جانچتی نگاہوں سے سوال کرتی کھلکھلائی۔ اطہر خاموشی سے کھانے کی ٹرے اٹھائے ٹیبل تک لے جانے لگا

ہے نا؟ ہے نا؟ ہے نا؟ وہ ابرو اٹھانے تصدیق چاہنے لگی۔ اطہر اسکے سوالوں کا عادی ہو چکا تھا۔ سو وہ خاموشی سے منہ پر نولفٹ کا بوڑد لگائے مصروف نظر آنے لگا کیا نام ہے اسکا؟ کہاں رہتی ہے؟ کیسی دکھتی ہے؟

وہ رازداری سے ابرو اٹھانے نان اسٹاپ بولنے میں مصروف تھی کون کیسی دکھتی ہے؟ مسز کاظمی انکی گفتگو میں حصہ ڈالا

چہ بجا بھی اور کون! کب سے پوچھ رہی ہوں لیکن مجال ہے بھائی بتادیں، وہ ہارمانتے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ تو تم وہ سوال کیوں پوچھتی ہو جن کے جواب میرے معصوم بیٹے کے پاس نہیں ہیں! مسز کاظمی سمجھ چکی تھی انکی گفتگو کا محور

اللہ اللہ! بہت ہی معصوم ہے آپکا بیٹا ایمل کو صدمہ ہوا۔ اطہر نے بمشکل لب دبا ئے جلنے کی بو آ رہی ہے! وہ چڑانے کے سے انداز میں بولا۔ ہونہ! ایمل برا سا منہ بنا کر رہ گئی۔ کھانا کھانے کے بعد انہوں نے کیک کاٹا۔ اور خاندان کی خوشحالی کے لیے ڈھیروں دعائیں مانگیں

بس اب مجھے اس گھر میں بچے کی کلکاریاں سننی ہیں! دادی نے آخر کا ایمل کے دل کی کسی ہوں ہوں! ایمل نے شوخی سے اسکے کندھے پر کہنی ٹکائی۔ جیسے کہہ رہی ہو 'ہاں اب بتاؤ، بچ کر کہاں جاؤ گے!'

وہ خاموشی سے سینے پر ہاتھ جمائے انکی رواداد سننے لگا۔ بولو بھی! اگر تمہیں کوئی پسند ہے تو ٹھیک ورنہ! میں ایک چاند سی لڑکی ڈھونڈو گی اپنے پوتے کے لیے!

دادی اسکی بلائیں لینے لگی

واہ دادی چاند سی ہو! ہاں؟ دھیان سے کہیں آپکا سورج سا پوتا جلا کر رکھ نہ کر دے بے چاری کو!

وہ اپنی بات کہتے ہی کھلکھلا کر ہنس پڑی

بکومت! اطہر برا سا منہ بناتے ہوئے بولا

چلو جاؤ! سو جاؤ تمہیں صبح کا بج بھی جانا ہے!

وہ اسکی ٹیل پونی کھینچتے ہوئے بولا

کیا ہے نا؟ مجھے بھی سننا ہے بھابھی کے بارے میں

وہ چڑتے ہوئے اپنے بال چھڑانے لگی

سننا نہیں تم نے دادی نے کیا کہا! چاند سی ہوگی میری بیوی! چاند سی وہ شوخی سے بولا

طوبہ طوبہ!

وہ ڈرامائی انداز میں کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے سیڑھیاں اترنے لگی۔ اطہر کھلکھلا کر ہنس پڑا

پتا ہے میں کیا کہتی ہو! وہ کچھ یاد آنے پر واپس آئی۔ شادی وادی کو رہنے دیتے ہیں کیوں کسی معصوم کو گھر کم اور 'ٹارچر سیل' میں بیاہ کر لانا، یہ انکے ہزبنڈ کم اور تفتیشی آفیسر زیادہ ہونگے کہاں سے آئی ہو؟ کہاں جانو گی؟ کیا کھاتی ہو؟ کیا پہنتی ہو؟ یہ مت کرو؟ وہ مت کرو؟ مجھے یہ پسند نہیں؟ مجھے وہ پسند نہیں؟ بے چاری کی آدھی زندگی تو ان سوالوں کے جواب دیتے ہی گزر جائے گی! وہ نان اسٹاپ کسی ریوٹ سے چلنے والے کھلونے کی طرح شروع ہو چکی تھی

وہیں رکو تم زرا! اطر بمشکل لب دباتا ہوا اسے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ وہ 'سچ تو کہہ رہی اس میں جھوٹ کیا ہے' چلاتی ہوئی نیچے کی طرف بھاگی اطر؟؟ مسز کاظمی کی آواز پر اسکی ہنسی کو بریک لگی۔ کیا خیال ہے پھر تمہارا؟؟ وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔ کس بارے میں مام؟ وہ جان بوجھ کر انجان بنا شادی کے بارے میں! وہ نرمی سے گویا ہوئی مام! وہ انکا ہاتھ تھامتے ہوئے انکے قریب بیٹھ گیا میں ابھی مینٹلی کسی بھی رشتے میں بندھنے کے لیے تیار نہیں ہوں! جب مجھے کوئی پسند آئی گی، یا میں مینٹلی ایزی فیل کرونگا میں آپکو بتا دوں گا۔ ہمم؟ پکا؟؟؟ وہ مطمئن انداز میں مسکرائی

پکا! اس نے آنکھیں میچے زور سے اثبات میں سر ہلایا
مسز کاظمی اسے اندر پر کھلکھلاتی۔

گھڑی دن کے آٹھ بج رہی تھی۔ وہ کئی بار اسکا نمبر پیش کرتے کرتے ہاتھ روک لیتی۔ مگر
اور کوئی چارہ نہیں تھا اسکے سوا۔ اس نے نمبر پیش کرتے ہوئے کان سے لگایا اور اسٹڈی
ٹیبل سے چیزیں سمٹنے لگی
ہیلو؟ کون؟ خمار آلود اسکے کانوں سے ٹکرائی۔ ایک پل کو اسکا دل کیا کال کاٹ دے مگر
ہمت جٹا کر بول پڑی۔ رومیصہ!
تم؟ وہ مارے حیرت کے بیڈ سے تقریباً اچھلا
تمہیں ڈسٹرب تو نہیں کیا؟؟؟ وہ مدعے پر آئی
ایسا ہو سکتا ہے بھلا! وہ سوال پر سوال کرنے لگا
تم سے ایک ہیلپ چاہیے تھی! ثنان! وہ جھجکی
آں ہاں! حکم؟ وہ شاہانہ انداز میں بولا

ایسے نہیں، اسے اپنا مسئلہ بیان کرنے کے لیے لفظ نہیں مل رہے تھے
تو پھر کیسے؟ وہ جھٹ سے بولا

یعنی تم مل سکتے ہو کہیں باہر! اگر فری ہو تو!

وہ شرمندہ سی ہونے لگی ابھی کل کی ہی تو بات تھی وہ ملے تھے اور اب اس سے مدد مانگا
اسے عجیب سا لگ رہا تھا

شیور! میں آفس سے فری ہوتے ہی لوکیشن شیئر کرونگا تم وہاں آ جانا! پھر بات کرتے ہیں!
وہ سمجھ چکا تھا اسے کیا مدد چاہیے تھی۔ اور وہ خوشدلی سے اسکی تمام پریشانیاں حل کرنا چاہتا
تھا۔ تھینک یو ٹھان! وہ مشکور تھی اسکی
نیو رمانڈ! بے تکلفی سے کہتے اس نے فون بند کر دیا

کتنا بے لوث اور رحم دل انسان ہے۔ وہ فون کی سیاہ اسکرین کو گھورتی ہوئی سوچنے لگی
نبیشہ اور ایمان کو جگانے کے بعد اس نے آفس کا رخ کیا۔ اسکا کام تقریباً مکمل ہونے کو
تھا جب شان کا پیغام موصول ہوا۔ وہ اسے کھڑکی کے قریب آنے کا کہہ رہا تھا
وہ حیرت بھری نگاہوں سے پیغام کو دیکھتے ہی کرسی پر سے دھکیلتی کھڑکی سے نیچے
جھانکنے لگی

وہ اپنے گھاڑی میں موجود اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلانے لگا

رومیہ سر تھام کر رہ گئی۔ تیزی سے چیزیں سمیٹتے ہوئے وہ گاڑی میں آ بیٹھی۔ اسکے بیٹھتے ہی وہ گاڑی آگے بڑھالے گیا

ہم کہاں جا رہے ہیں؟؟ وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکی
آپ کی مطلوبہ جگہ پر! وہ مزے سے بولا

ک کیا مطلب؟ تمہیں کیسے پتا؟ مجھے کہاں جانا ہے! وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی
تم قیدیوں کا ریکارڈ چیک کرنا چاہتی ہو رائٹ؟ وہ اسکی حالت سے محفوظ ہوتا مزے بولا
ہاں بلکل! وہ فوراً بولی

ہم میرے ڈپارٹمنٹ جا رہے ہیں، وہاں کمپیوٹر ریکارڈ تو نہیں مگر فائلز موجود ہیں ہزاروں
کی تعداد میں تمہیں انہی میں سے تلاش نہ ہوگا کر لوگی؟؟؟ وہ تفصیل بتانے لگا۔ ہمسم مجھے کوئی
پراہلم نہیں! وہ مضبوط لہجے میں بولی۔ وہ توقع کے عین مطابق جواب ملنے پر مسکرایا

گاڑی آسمانوں سے باتیں کرتی ایک خوبصورت طرز کی عمارت کے سامنے رکی۔ وہ گاڑی
پارکنگ میں کھڑی کرنے کے بعد اسکی طرف آیا

ایک بات سنو یا ر! وہ کنپٹی کھجاتا ہوا مضطرب انداز میں گویا ہوا
کیا ہوا کوئی پراہلم ہے؟ وہ نا سمجھی سے گویا ہوئی

آں ہاں! مطلب نہیں! دیکھو! چیف اس وقت جا چکے ہونگے میں آ فیشل کیس پر ہوں
 اسلیئے آج رات یہی ہوں، میں نے سوچا تمہاری ہیلپ کردوں! آٹوٹ سائیڈرز کو یہاں آنا
 آٹوٹوڈ نہیں ہے، اسلئے محتاط رہنا جسٹ میک شیور کہ تم چیف کی نظروں میں نہ آؤ، ویسے تو
 وہ جا چکے ہونگے لیکن پھر بھی تم محتاط رہنا ورنہ میرے لیئے پرابلم ہو جائے گی! واللہ انکی
 نظریں انکے سوالوں سے زیادہ خطرناک ہیں! وہ محتاط انداز میں دائیں بائیں دیکھتا لفٹ کا
 بٹن دبانے لگا

رومیصہ سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلانے لگی

لفٹ تھرڈ فلور پر آرکی

سامنے ایک لمبی سی گلی نما راہداری میں کئی کمرے تھے۔ میرا آفس فورٹھ فلور پر ہے۔ وہ
 سامنے رائیٹ سائیڈ پر ففٹھ روم میں تمام فائلز رکھی ہیں!
 وہ راہداری کی طرف اشارہ کرنے لگا

تھینکس! وہ واقعی اسکی شکر گزار تھی

پلیزر! وہ کندھے اچکاتا ہوا لفٹ میں داخل ہو گیا

شان؟؟ اس نے کچھ سوچتے ہوئے اسے پکارا

ہمممم؟؟؟ وہ رکا

اگر میں پکڑی جانوں تو تم کہنا تم مجھے نہیں جانتے!

وہ عام سے انداز میں بولی۔ جبکہ نشان حیرت غش کھا کر گرنے کو تھا

ہے ہے ۹۹۹ اس سے پہلے وہ کچھ کہتا لفٹ اوپر کی طرف سلائیڈ کر گئی۔ وہ تیزی سے

اطراف میں نظر گھماتی مطلوبہ کمرے میں داخل ہو گئی

باپ رے باپ! وہ سر اٹھائے پریشان سے بڑے بڑے ریک میں رکھی فائلوں کو دیکھنے

لگی۔ وسیع کمرہ تمام تر فائلوں سے بھرا پڑا تھا۔ وہ کیسے اتنا سارا ریکارڈ چیک کرے گی۔ اسے

نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا

2015! ہاں جس سال بابا کی ڈیوٹی ہوئی وہاں سے اسٹارٹ کرتی ہوں!

فائنلی اسکا دماغ کام کرنا شروع ہوا

گلے سے اسکا رفاتار کر ایک طرف رکھتے ہوئے اس نے بیگ فون کی ٹارچ آن کی اور

کام میں جُٹ گئی

www.urdu novelsmania.com

1950, 1960, 1980, 1970 انگلی فائلوں پر جمائے ہوئے وہ زیر لب بڑبڑاتی

جاری تھی

اففف اللہ میری مدد کر! اسے ابھی سے گردن میں ٹھیسیں اٹھتی محسوس ہونے لگیں

گلاس وال کے اس پار جیسوں میں ہاتھ پر سوچ انداز میں وہ روشنیوں کو گھورتا مگن انداز میں کچھ سوچ رہا تھا جب پارکنک ایریا میں شان کی گاڑی جاتے دیکھ کر وہ چونکا۔
یہ اس وقت کہاں گیا تھا؟؟ اظہر نے زیر لب بڑبڑاتے ہوئے کریڈل اٹھایا
شان کہیں گیا تھا؟؟

جی سر وہ پندرہ منٹ کے لیے باہر گئے تھے اسکے بعد واپس آ گئے
اور کون تھا اسکے ساتھ؟؟

وہ پراسرار انداز میں پوچھنے لگا۔ کیونکہ وہ گاڑی میں دوسرے نفوس کو محسوس کر چکا تھا
کوئی بھی نہیں سر! وہ اکیلے گئے تھے اور اکیلے واپس آئے! ریسپشنسٹ کے موعدا بنہ
جواب پر اس نے کریڈل واپس پٹ دیا۔ اور شان کے آفس کا رخ کیا
تم کہیں باہر گئے تھے؟

شان اسے آفس میں دیکھ اپنی کرسی سے اچھلا۔ وہ اسکی موجودگی کی توقع نہیں کر رہا تھا
ج جی میں کسی کام سے باہر گیا تھا!

وہ پراعتما دانداز میں بولا۔ مگر اظہر تو پھر اظہر تھا وہ اسکی ہڑبڑاہٹ نوٹ کر چکا تھا
کون تھی وہ لڑکی؟ اظہر کی بھنویں سکڑیں
کون لڑکی چیف؟ شان کو گڑبڑی کا احساس ہوا

وہی سیاہ بالوں والی خوبصورت سی لڑکی، جسے کل تم فیور دے رہے تھے! وہ گہری نظریں اس پر گاڑھے ہوئے تھا۔ اسکا حلیہ بیان کرنے شان کے لب بے اختیار مسکرائے، اس نے پہلی بار اطہر کے منہ سے کسی لڑکی کو 'خوبصورت' کہتے سنا تھا۔ اطہر ابرو اٹھائے اس کے جواب کا منتظر تھا۔ وہ میری دوست تھی! وہ مسکرایا

دوست؟ اطہر نے تصدیق چاہی

جی! شان کا سر جھٹ سے دائیں بائیں ہلا
ٹھیک ہے، تم کیس ریڈی کرو اور مجھے ڈیٹل میل کر دینا۔ وہ حکم صادر کرتا ہوا باہر نکل گیا
راہداری سے گزرتے ہوئے اسے غیر ارادی طور پر آوازیں سنائی دی۔ وہ رکا اور کچھ قدم پیچھے لیتے ہوئے

دروازے سے کان لگا کر اندر کی صورتحال جاننے کی کوشش کرنے لگا
2012, 2013, 2015! وہ چونکا

کوئی نسوانی آواز تھی۔ دھیرے سے دروازے کا لاک گھماتے ہوئے وہ اندر داخل ہو گیا
۔ ٹیبل پر ایک طرف اسکا رف اور بیگ پڑا تھا۔ جبکہ وہ اطمینان سے ٹارچ کی مدد سے فائلوں کا معائنہ کرنے میں مصروف تھی
اطہر نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں

اسے شان کی ہڑبڑاہٹ کا قصہ پلوں میں سمجھ آگیا

کیا کر رہی ہو تم یہاں پر؟؟؟

وہ اسکی پشت پر جا کھڑا ہوا

اس ناگہانی آفت پر رومیہ ہڑبڑا کر پلٹی

فون اسکی گرفت سے چھوٹا اطر کے قدموں میں جا گرا۔ یہ کیا طریقہ ہے؟ ڈرا دیا مجھے!

وہ سینے پر ہاتھ جمائے تیز تیز سانسیں لینے لگی

میں نے پوچھا کیا کر رہی ہو تم یہاں؟؟

وہ سخت تاثرات لیے اپنے سوال پر اٹل تھا

رکوزر مجھے تمھاری شکل تو دیکھے دو!

وہ برہمی کا اظہار کرتی۔ جھک کر اپنا فون اٹھانے لگی

شکر ہے بچ گیا! وہ بڑبڑائی
www.urdu novelsmania.com

جبکہ اطر کی گہری نظریں اسکے چہرے پر جمیں تھی

وہ روشنی اسکے چہرے پر مارتے ہی دنگ رہ گئی

شان نے تو کہا تھا چیف جا چکے ہیں! وہ زیر لب بڑبڑائی

ہا ہائے چیف! وہ دانت دکھاتی بمشکل بولی۔

اسکی سمجھ سے بالاتر تھا وہ کیا کہے!

پکڑی جو جا چکی تھی

میں نے پوچھا تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟

وہ شعلہ بارنگا ہوں سے گھورتا دو قدم آگے آیا

آں آن! ٹھیک ہے، ٹھیک ہے! وہ دونوں ہاتھ اسکے سینے کے قریب کرتے ہوئے بولی

- اور بیگ سے ایک کاغذ نما نوٹس نکال کر اسکے ہاتھ میں تھمایا

یہ کیا ہے؟ تقریباً چھیننے کے سے انداز میں اسکے ہاتھ نوٹس سے لیا اور ایک نظر اس پر ڈال کر

کاغذ کو کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا

تم خود کو بہت اسمارٹ سمجھتی ہو یا مجھے بے وقوف! اس کے ابرو تنے

پریشن لیٹر اصلی تھا!

رومیہ کو اسکی حرکت پر سخت غصہ آیا

وٹ ایور! وہ ناک سے مکھی اڑانے کے سے انداز میں بولا۔ یہ میرا ڈپارٹمنٹ ہے اور تم

میری اجازت کے بغیر یہاں ایک کاغذ کو بھی چھو نہیں سکتی

وہ لفظ چبا چبا کر بولا

تو ٹھیک ہے مسٹر چیف! وہ اسی کے انداز میں بولی

یہ میرے لیگل ڈائمنٹس ہیں، اور میں پرفیشنل لائر ہوں، کیا اب میں اپنا کام کر سکتی ہوں؟ وہ بیگ سے فائل نکال کر اسکے سامنے پٹختے ہوئے قدرے اونچی آواز میں بولی

اطہر ایک قہر بھری نگاہ اس پر ڈال کر فائل پر نظر دوڑانے لگا۔ اور انتہائی بے یقینی سے ان تمام کاغذوں کو الٹ پلٹ دیکھنے لگا۔ جو دیکھنے میں اصلی معلوم ہو رہے تھے۔ تو پھر جو اس نے انکی گفتگو میں سنا تھا کہ خاور حیات نے اسے جھوٹے کیس میں پھنسا کر اسکی ڈگری بار کونسل کو سمت کرادی تھی۔ وہ سب کیا تھا؟؟؟ سچ یا جھوٹ!

اسے مصروف پا کر رومیہ نے نامحسوس طریقے سے اپنی مطلوبہ فائل کھولی اور ڈھراڈھڑا تمام صفحات کی تصویریں نکال لیں۔ وہ اپنی محنت ایسے ہی رائیگاں نہیں جانے دے سکتی تھی

ہوگئی تسلی؟؟؟ اس نے جھٹ سے اپنی فائل اسکے ہاتھوں سے کھینچی

اطہر کو اسکی حرکت پر سخت تاؤ آیا

یقیناً نہیں ہوئی ہوگئی! خیر کوئی بات نہیں، میں کوئی اور طریقہ تلاش کر لوں گی! وہ اپنی بات کے جواب میں خود ہی بولی۔ اور بیگ کندھے پر لٹکانے تیزی سے باہر نکل گئی۔

اطہر ایک بار پھر اس لڑکی کو سمجھنے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

رومیہ؟؟؟ شان اسے راہداری سے گزرتے ہوئے دیکھ کر اسکی طرف آیا

سوری؟ میں آپکو نہیں جانتی! وہ ایک آنکھ دبا کر کہتی آگے بڑھ گئی۔
 نشان ہکا بکا اسے جاتا دیکھنے لگا۔

تم نے تو کہا تھا وہ تمہاری دوست ہے؟؟؟ اظہر کی آواز پر وہ کرنٹ کھا کر مڑا۔ یعنی چیف
 سب جان چکے تھے۔

ج جی مجھے لگا وہ مجھے دوست سمجھتی ہے مگر کوئی بات نہیں! نشان جملہ ادھورا چھوڑ کر تیزی
 سے آفس کی طرف بڑھتا اپنا دامن بچا گیا
 اسے چیف کی نظریں اپنے اندر گڑھتی محسوس ہو رہی تھی۔ زرا دیر اسکی نظروں سے سامنے
 رہتا تو سارا سچ بوجھ لیتا۔

اظہر دانت پیس کر رہ گیا۔ اسکے آفس کی طرف بڑھتے قدم رکے۔ فائل کمرے میں جوں
 توں پڑی تھی اور اسکا اسکارف بھی۔ یقیناً وہ اسی فائل کی تلاش میں آئی تھی۔ اس نے وہ
 فائل اٹھالی۔ اس بند کمرے میں ہر طرف اسکے کلوں کی خوشبو پھیل چکی تھی۔ اور کچھ سوچتے
 ہوئے اسکارف بھی اپنی ہتھیلی میں دبوچہ اور ایگزٹ کا رخ کیا۔ وہ گھر جانے کا ارادہ رکھتا
 تھا۔

رومی تم کچھ کھا لوگی؟؟ نبیشہ کی آواز پر اسکی تیزی سے پیڈ پر چلتی انگلیاں تھمی
نہیں یا رب مجھے ایک کپ کافی لادو بس!

کہتے ہوئے وہ پھر سے مصروف نظر آنے لگی۔

گھڑی رات کے آٹھ بجنے کا سندیش دے رہی تھی۔

نبیشہ اور ایمان ڈنر کے بعد اپنے کمرے میں تھی

جبکہ وہ اخبارات کے کئی ٹکڑے اپنے سامنے بکھیرے ٹیس پر موجود تھی۔ اسے جو نام
ملا تھا وہ کسی قیامت خیز انکشاف سے کم نہیں تھا۔ سو وہ معاملے کی جڑ تک پہنچنے میں جٹ گئی
تھی۔

تمہاری کافی!

نبیشہ کافی کا کپ اسکے سامنے رکھتے ہوئے برابر والی کرسی پر براجمان ہوئی۔

کیا کر رہی ہو تم؟ وہ اخبارات کے ذخیرے پر نظر ڈال کر سرسری سا پوچھنے لگی۔ اور ساتھ

ہی ایک اخبار کا ٹکڑا اٹھائے نظروں کے سامنے کیا۔

'حیدر گروپ آف انڈسٹریز کے مالک زمان حیدر اور انکے صاحب زادے بحرام زمان کونا

معلوم افراد نے اٹلی میں قتل کر دیا' وہ زیر لب بڑبڑائی۔

تم ان سب کے ساتھ کیا کر رہی ہو؟؟؟ یہ تو دو سال پرانا ہے! وہ اچھنبے سے پوچھنے لگی۔

رومیہ سوچ میں پڑ گئی اسے بتائے یا نہ بتائے،

نبیشہ ابرو اٹھائے جواب کی منتظر تھی۔

چونکے تم میری بہن ہو اسلیئے تمہیں بھی یہ جاننے کا حق کا ہے کہ،

شاید میں بھی تمہاری بہن ہو ڈیئر رومی!

ایمان اس کی بات کا ٹٹے ہوئے تمزیہ بولی۔

کیا باتیں ہو رہی ہیں یہاں؟ اور کافی کا کپ تھامے انکے قریب ٹیس کی ریلنگ کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

میں آج پولیس اسٹیشن گئی تھی! رومیہ ایک نظرایمان کی پشت پر ڈال کر سلسلہ کلام دوبارہ جوڑنے لگی۔

کیوں؟ خیریت؟

نبیشہ حیرت سے کہتی کپ ٹیبل پر رکھے سیدھی ہو بیٹھی

ایمان بھی توجہ سے اسے سننے لگی۔ البتہ اسنے رخ نہیں موڑا تھا۔

ہاں بالکل خیریت ہے، میں بس یہ جاننے گئی تھی کہ ہمارے بابا سے جیل میں کون ملنے آتا

تھا، اور وہ کسے خط لکھتے تھے! تمہیں یاد ہوگا ہم سے مل کر وہ اکثر اس ہو جایا کرتے تھے

اسلئے ہمیں وہاں جانے روک دیا تھا بابا نے

وہ تفصیل سے بتانے لگی۔

پھر؟؟؟ ہمیشہ بے تابی سے بولی۔

یہ دیکھو! 'زمان حیدر' کا نام سامنے آیا ہے رومیسہ پیر اسکے سامنے رکھتے ہوئے بولی۔

ناممکن! بابا کا ان جیسے کر منزل اور مافیاز سے کیا تعلق بھلا! ایمان نے برہمی سے گویا ہوئی۔

میں بھی یہی جاننے کی کوشش کر رہی ہوں، ہو سکتا کوئی اور زمان حیدر ہو!

رومیسہ نے اسکی بات سے اتفاق کیا۔

ویسے تم کیسے جانتی ہو انکا مافیاز سے تعلق ہے؟؟

وہ حیرت سے پوچھنے لگی۔

انکے بارے میں کون نہیں جانتا، آئے دن کبھی CNN تو کبھی BBC میں انکے کارناموں

کے چرچے ہوتے رہتے ہیں! ایمان ناگواری سے بولی۔

لیکن اس پرانے اخبار میں تو لکھا ہے کہ وہ دونوں باپ بیٹا قتل کیے جا چکے، وہ بھی دو سال

پہلے!

ہمیشہ حیرانی سے گویا ہوئی۔

ایسے لوگ تو مر جاتے ہیں، لیکن انکے نقشے قدم پر چلنے والے زندہ رہتے ہیں،

ایمان چائے کاکپ لبوں سے لگاتی نفرت انگیزی سے بولی وہ یقیناً زندہ ہے! یہ دیکھو، دو سال پہلے کی خبر 'ٹائمز آف نیویارک' نے اسے 'ہیرو آف نیشن' کا نام دیا۔
رومیصہ لیپ ٹاپ نبیشہ کو تھماتی ہوئی بولی۔

طوبی کس قدر شرم کی بات ہے! ہزاروں لاکھوں لوگوں کے قاتل، فساد اور بربریت پھیلانے والے اب 'قوم کے ہیرو' کہلائیں گے!
ایمان نے ناپسندیدگی سے لقمہ دیا۔

اسکی بھی کوئی وجہ ہوگی ایمان! نبیشہ مصروف انداز میں تیزی سے انگلیاں پیڈ پر چلاتی ہوئی بولی۔

ہونہ! ایمان نے ناگواری سے رخ موڑ لیا۔
جبکہ رومیصہ کافی کاکپ لبوں سے لگایا۔ اسکے سر میں شدید درد تھا۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ۔ وہ الجھ کر رہی گئی۔
دیکھا میں نے کہا تھا نا اسکی بھی کوئی وجہ ہوگی!
نبیشہ کی زبان پھسلی۔

کیا ہے؟ رومیصہ نے بھنویں سکڑیں۔

"حیدریز کے پریزڈنٹ نے دو سوارب اٹیلین گورمنٹ کو ایک انی ڈونیٹ کی، اور لاسٹ ایئر ٹائمز آف نیویارک نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اٹلی میں انکے دس ہزار سے زیادہ ہاسپٹل، ریسٹورنٹ اور ریزورٹ ہیں جہاں وہ لوگوں کو مفت ہیل، اور فیڈ کرتے ہیں!

So here is the 'grand' reason of calling them 'pride of italy' and 'hero of the nation'

وہ کسی نیوز اینکر کی طرح تنقید سے بھرپور لہجے میں اپنی بات مکمل کیے لمبی سانس لینے لگی۔
رومیہ خاموشی سے اسکا چہرہ تیکنے لگی۔
جبکہ ایمان ہکا بکا رہ گئی۔

کس قدر دوغلی ہے اتا لوی سرکار! کیسے ایک کر منل کو ہیر و قرار دے دیا! نبیشہ نے لقمہ دیا۔

یہ تو ہونا ہی تھا، اس نے خرید لیا ہے سرکار کو، وہ اب اسکے گن نہ گائے تو اور کیا کرے!
ان جیسے خطرناک لوگوں سے گورمنٹ بھی خوفزدہ ہے بات سیدھی اور صاف ہے رومیہ پر سوچ انداز میں بولی۔

جو بھی ہے تم ان دہشت گردوں کا نام میرے بابا کے ساتھ مت جوڑو انکا ان سے کوئی لینا دینا نہیں وہ ایک عزت دار شہری تھے! ایمان برہمی سے کہتی واک آؤٹ کر گئی۔ ہمسم! مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے

رومیصہ نے پر سوچ انداز میں سرگوشی کی۔

خیر مجھے نیند آرہی ہے میں سونے جا رہی ہوں! گڈ نائٹ، نبیشہ کافی کا خالی مگ اٹھائے اسکے گال سے گال مس کرتی کمرے کا رخ کرنے لگی۔

جبکہ رومیصہ نے آنکھیں مندے سر کر سی کی پشت سے ٹکالیا۔ وہ یقین کر لینا چاہتی تھی کہ اسکے بابا کا حیدر ریز سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اگر ایسا نہ ہوا تو؟؟؟؟ یہ سوچ ہی اسکے لیے جان لیوا تھی۔ اس سب میں الجھن کا شکار وہ 'علی زمان' اور 'زمان حیدر' کے بیچ فرق کی پہچان نہ کر پائی۔

www.urdu novelsmania.com

MOSCOW|RUSSIA|

AND OUR NEXT DESIGNER OF TONIGHT
A PRELO'NEIL

اسکے نام کی پکار کے ساتھ وہ بھاگتی ہوئی اسکے کمرے کی طرف گئی۔

یش اٹھو، کم آن جلدی کرو

وہ اسکا کوٹ اٹھائے عجلت میں اسکی طرف بڑھی۔

جو ہنوز ارد گرد سے بے نیاز فون پر بڑی نظر آ رہا تھا۔

اٹھو بھی! ایپرل چیخی۔

وٹس یور پرابلم ل؟ وہ تپ کر بولا۔

خدا کے لیے، تمہاری اسٹیج پر ایک واک میرے نئے نویلے برینڈ کو آسمانوں تک پہنچا سکتی، پلیز میری خاطر اتنا کرو! وہ بلا کی معصومیت پر سجائے درخواست کرنے لگی۔ ایک شرط پر

؟ وہ معنی خیزی سے کہتا اسکی طرف جھکا

یشششسم! وہ آتی جاتی ماڈلز کی جانب اسکی توجہ دلاتی ہوئے گھور کر بولی

تمہاری ساری شرطیں منظور؟ چلو اب جلدی کرو

وہ جھٹ سے بولی۔

تو ٹھیک ہے، تم آج رات پارٹی دوگی، نانٹ کلب میں، وہ اسکی پیشانی پر لب رکھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

ڈن! وہ فوراً سے مان گئی۔ ساتھ ہی اسے کوٹ پہناتے ہوئے باہر لے آئی۔ بیک اسٹیج سے گزرتے ہوئے وہ ریپ پر آپہنچے۔ اسکی کہنی تھامے چہرے پر خوبصورت سی مسکراہٹ سجائے ایپرل اپنے خوبصورت 'اینتھلیٹ بوائے فرینڈ' کے ہمراہ لوگوں کی داد وصول کرتی خوش نظر آرہی تھی۔ جبکہ یشم زبردستی بڑی سی مسکان چہرے پر سجائے اپنے فینز کو ہاتھ ہلانے لگا۔ وہ اس 'نیم فیم' والی سیلبریٹی لائف سے سخت عاجز آچکا تھا۔ یہاں بھی وہ صرف ایپرل کے خیال سے آیا تھا کچھ ہی دیر میں انکی فائنل واک ختم ہوئی۔ یشم اکتائے ہوئے انداز میں کوٹ اتار کر اپنی مینیجر کی طرف اچھالتا ایگزٹ کی جانب بڑھتا تھا۔ جو اس بے چاری سے ہڑبڑا کر کچھ کیا اور تیزی سے اسکے ہم قدم ہوئی۔

مجھے اکیلا چھوڑ دو! وہ دو ٹوک بولا اور کیز سے اپنی گاڑی انلاک کرتا آگے بڑھ گیا۔

لیکن سر میں تاتیا میڈم کو کیا جواب دوں!

بمشکل اسکے گلے سے آواز نکلی۔

دیکھو شرائے تم میری مینیجر ہونہ کہ میڈم تاتیا کی، اب جاؤ یہاں سے اور کوئی بھی بہانہ بنا دینا۔

وہ عاجزی سے کہتے ہوئے زن سے گاڑی آگے بڑھالے گیا۔ جبکہ بے چاری شرائے میڈم تاتیا کو کنوینس کرنے کے لیے نیا بہانہ سوچنے لگی۔ ہمیشہ کی طرح۔

#THE_DARK

چوتھی قسط |

از قلم: اوزائے زبان

تم کیا چاہتی ہو آج بھی مجھے ڈانٹ پڑے ؟؟

ایمان صبح صبح غصے سے بھری اسکے سر پر آکھڑی ہوئی۔ میں ایسا کیوں چاہوں گی ایمان !
وہ دھیمے لہجے میں بولی۔تو مجھے ایگزٹنگ فیس دینا پسند کرو گی شہزادی صاحبہ تاکہ میں پے کر سکو کیونکہ آج لاسٹ ڈیٹ
ہے !

اسکا لہجہ تمسخر اڑاتا ہوا تھا۔

سیلیری کی تمام رقم بار کونسل کے سپرد کر چکی تھی۔ اسے جلد سے جلد اپنی ڈگری کلیئر
چاہیے تھی۔

ٹھیک ہے میں آج پے کر دوں گی !

وہ ٹھنڈی آہ بھرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

میں تمام عمر آپکی مشکور رہوگی! بہت شکریہ آپکا!

تنز سے بھرپور لہجے کہتی وہ بیگ کندھے سے لٹکاتی باہر نکل گئی۔ جہاں نبیشہ اسے مسلسل آوازیں لگا رہی تھی۔ فائنلی ون اینڈ ہاف منتہ رہ گیا ہم ایگزٹ کے بعد اٹلی ہونگے! وہ ایڑھیوں کے بل گھومی۔

نبیشہ اسکے چہرے پر جگمگاتی خوشی دیکھ کر بمشکل خود کو کچھ کہنے سے ٹوکا۔ ورنہ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ رومیصہ کچھ بھی کرے گی مگر انہیں اتنی دور جانے کی اجازت کبھی نہیں دے گی۔

رومیصہ عجلت میں دو چار نوالے زہر مار کرتی ٹیبل چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے ایک نئی ٹینشن نے آیا تھا۔ وہ ایمان کی فیس کیسے ادا کرتی۔ اسکی دوسری جاب کی سیلیری آنے میں ابھی وقت تھا۔ بلا ارادہ اسکا دھیان گلے میں جھولتے پینڈنٹ پر گیا۔ وہ اسکی ماں کی آخری نشانی تھی۔ اسے بچ نہیں سکتی تھی۔ مگر کیا کرتی کوئی دوسرا راستہ بھی تو نہ تھا وہ آنسو ضبط سے اندر دھکیلتی لاکٹ اتار کر بیگ میں رکھتے ہوئے جیولرز کا رخ کرنے لگی۔ آپ سے ایک ریکویسٹ ہے انکل، وہ جھجکی دکاندارنا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

یہ میری مام کی آخری نشانی ہے اگر مجبوری نہ ہوتی تو میں اسے کبھی نہ بچتی آپ پلیز اسے امانت کے طور پر گروری رکھ لیں، جب میرے پاس پیسے ہونگے میں آپکے پیسے ادا کر کے واپس لے لوں گی

!وہ التجانیہ انداز میں گویا ہوئی
میں پوری کوشش کرونگا بیٹا، وہ خوشدلی سے گویا ہوا۔ شکریہ انکل! وہ بھگی آواز میں کہتی
شاپ سے نکل گئی۔

رومیہ اپنے آفس میں مصروف تھی جب اسکے سیل فون پر مسز کاظمی کا کال آنے لگی۔
اس وقت؟ خیریت ہو بس!

اس نے بڑبڑاتے ہوئے فون کان سے لگایا۔

ہیلو! رومی تم فری ہو؟ مسز کاظمی کی پریشانی سے بھرپور آواز اسکے کانوں سے ٹکرانی۔
کیا ہوا سب خیریت؟ وہ فکر مندی سے بولی۔

تمہاری ہیلپ کی ضرورت ہے بیٹا، ہاسپٹل سے ایک پشینٹ منگ ہے اور سی سی ٹی
یکمراز بھی کام نہیں کر رہے، پلیز تم جہاں کہیں بھی ہو میرے ہاسپٹل آ جاؤ اس ویری
ارجنٹ ہاسپٹل کی ریپوٹیشن کا سوال ہے! انکے لہجے سے چھلکتی پریشانی بتا رہی تھی کہ معاملہ
کتنا گھمبیر ہے

میں اپنے ڈرائیور کو بھیجتی ہوں تم جلدی سے آ جاؤ!
 ٹھیک ہے میں آتی ہوں، آپ فکر نہ کریں!
 وہ انہیں تسلی دیتی عجلت میں اپنا سامان سمیٹنے لگی۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد وہ مسز کاظمی کے آفس میں موجود تھی۔ وہ اسے تمام صورتحال سے آگاہ کرنے کے بعد پریشانی سے چکر کاٹ رہی تھی۔

آپ پریشان نہ ہو، آپ بس مجھے کنٹرول روم تک پہنچا دیں اور مجھے بیس منٹ دیں آپ کا کام ہو جائے گا!

وہ اپنا ٹیب سنبھالتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

پلیز جلدی کچھ کرو رومی! وہ پولیس کو اس معاملے میں کسی طور شامل کرنا نہیں چاہتی تھی مسز کاظمی اسے کنٹرول روم تک لے آئی۔

یہ پولیس ڈیپارٹمنٹ سے آئی ہیں، تم انہیں کچھ وقت دویہ کمیراز کی فوٹیج دیکھنا چاہتی ہیں!
 مسز کاظمی نے مسکراتے ہوئے صفائی سے جھوٹ گھڑا اور سکیورٹی انچارج سے مخاطب ہوئی۔ اور آنکھوں ہی آنکھوں میں مڑکرا سے اشارہ کیا

شیور میم! وہ ایک نظرانکے برابر میں کھڑی رومیہ پر ڈال کر ایک طرف ہو گیا۔

میک شیور کوئی اندر نہ آنے مجھے کوئی ڈسٹر بنس نہیں چاہیے! وہ مسز کاظمی کے کان میں سرگوشی کرنے لگی۔ تو وہ سر ہلاتی باہر نکل گئی۔

اور وہ تیزی سے کمپیوٹر اسکرین پر انگلیاں چلاتی مگن نظر آنے لگی۔ تقریباً آدھے گھنٹے میں اس نے تمام اگلی پچھلی ڈیلیٹڈ فوٹیج ریکورڈ کر دی اور گہری سانس لیتے ہوئے۔ بیگ اٹھائے باہر نکل آئی۔

کیا ہوا میم پر اہلم سولو ہو گئی؟ انچارج اسے باہر آتا دیکھ کر پوچھنے لگا۔
ہاں یہ تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا! وہ کندھے اچکا کر کہتی آگے بڑھ گئی۔ اور یہی اسکی سب سے بڑی غلطی تھی

تم نے یہ کر دیا؟ اومانی گاڈ آئی جسٹ کانٹ بلیو رومی؟ مجھا لگا تم مجھے کوئی سبجیشن دو گی اس سے نکلنے کا مگر تم نے تو پراہلم ہی سولو کر دی؟ حیرانی سے انکی آنکھیں باہر آنے کو تھیں۔
رومیصہ نے لاپراوہی سے کندھے اچکا لے جیسے کہہ رہی ہو! اب ایسی بھی کوئی بات نہیں تھینک یو سوچ! وہ اسکا ہاتھ دباتے ہوئے بولی۔

کوئی بات نہیں، بس یہ بات ہم دونوں کے درمیان رہنی چاہیے مسز کاظمی! وہ اپنا 'راز' راز ہی رکھنا چاہتی تھی۔ شیور، شیور تم بالکل فکر مت کرو۔ وہ اسے یقین دہانی کروانے لگی۔
اب مجھے جازت دیں، نبیشہ پریشان ہو رہی ہوگی

اللہ حافظ! وہ کھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے انکے آفس سے نکل آئی۔ شام ڈھل رہی تھی اسے کھر پہنچنا تھا۔ ہاسپٹل کے باہر ٹیکسی کا انتظار کر رہی تھی۔ جب اطہر اپنی کار پارکنگ لاٹ میں کھڑی کرنے کے بعد ہاسپٹل کی طرف بڑھا۔ غیر ارادی طور پر اسکی نظر رومیصہ پر پڑی۔ یہ وہی لڑکی تھی جسے شان نے اس دن اپنی دوست بتایا تھا۔

لیکن یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟؟

ہاسپٹل ہے کوئی بھی آجاسکتا ہے میں بھی کیسی بے تکی باتیں سوچ رہا ہوں، وہ اگلے ہی لمحے اپنی سوچ کو مسترد کرتے ہوئے اسے نظر انداز کرتا آگے بڑھ گیا۔

تم یہاں؟؟؟ مسز کاظمی اسے دیکھ کر خوشگوار حیرت سے بولی۔

آفیشل کیس پر کام کر رہا ہوں! آپکے ہاسپٹل سے کچھ ڈیٹیل چاہیے تھی تو سوچا آپ سے ملتا جاؤ!

وہ پیپر ویٹ گھماتے ہوئے کرسی پر ڈھے گیا۔

ٹھیک ہے تم اپنا کام مکمل لرلو، تب تک میں ایک پشینٹ کو دیکھ آؤں، پھر تمہیں ایک اچھی کافی پلاتی ہوں!

وہ اسکا گال تھپتھپاتی کوٹ اٹھائے آفس سے نکل گئی۔

تواطر نے کنٹرول روم کا رخ کیا۔

سلام سر! وہ اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

اس ڈیٹ کی تمام فوٹیج دکھاؤ! وہ جواباً سر خم دیتا ایک چٹ انچارج کے سامنے رکھتے ہوئے برابر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ہاسپٹل کے تمام ورکرز اسے 'پرفیشنل' اور 'مسز کاظمی' کے بیٹے ہونے کے حوالے سے بھی جانتے تھے سو اس سے سوال کرنے کی جرات نہ کرتے۔

بھلا ہو سر آپ کا جنہوں نے جس نے ہمارے ہاسپٹل کی پرابلم منٹوں میں سولو کر دی!

انچارج مصروف سے انداز میں بڑبڑایا۔

کیا مطلب؟ وہ نا سمجھی سے بولا۔

اس ڈیٹ سمیت اور بھی کافی جگہوں کی فوٹیج غائب تھی! آج آپکے ڈپارٹمنٹ سے کوئی لڑکی آئی تھی اس نے تمام ڈیٹا کچھ ہی وقت میں ریکور کر دیا سر! ماشاء اللہ بہت ذہین تھی اللہ ترقی دے۔

کون لڑکی؟ ہم نے کسی لڑکی کو نہیں بھیجا؟

وہ ہکا بکا اسکا چہرہ تکنے لگا۔

سر آپ ضرور بھول رہے ہیں! اس نے کہا تھا وہ پولیس ڈپارٹمنٹ سے ہے! انچارج ہنوز مطمئن انداز میں بولا۔ کیسی دکھتی تھی وہ؟؟ مطلب حلیہ کیا تھا اسکا؟

اسے تشویش ہوئی۔ لمبے سے بال تھے اسکے، قد بھی ماشا اللہ لمبا چوڑا تھا دکھنے میں بھی اچھے خاصے گھر کی لگتی تھی، وہ اپنی ہی جون میں بولے جا رہا تھا اسکا راف بھی تھا اسکے گلے میں؟
جب اطہر نے پرسوج لہجے میں مگن اسکی بات کاٹی۔

ہاں سر! اسکا راف بھی لیا ہوا تھا اس نے! انچارج جھٹ سے بولا۔ اور اسکے شک کی تصدیق ہو گئی۔ اوپر سے وہ انٹرینس کے وقت اسی لڑکی کو ہاسپٹل کے باہر دیکھ چکا تھا۔
یہاں سے کب گئی وہ؟؟ وہ تیزی سے کرسی چھوڑتا اٹھ کھڑا ہوا۔
آپ کے آنے سے کچھ دیر پہلے سر! اتنا کہنا تھا کہ اطہر تقریباً بھاگتے ہوئے ہاسپٹل سے باہر جانے لگا۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

اسے تقریباً پانچ منٹ گزر چکے تھے مگر ٹیکسی تھی کے آ کے نہیں دے رہی تھی۔
ہائے! تبھی اسے اپنی پشت پر کسی کی مردانہ آواز کا گمان ہوا۔

جی؟؟ وہ نا سمجھی سے اس لڑکے کو دیکھنے لگی۔ جو نا جانے کہاں سے برآمد ہوا تھا۔ وانٹ شرٹ پر بلیک لیدر کی جیکٹ اور ہاتھوں میں کئی ریبن نما چیزیں پہنے وہ امیر گھرانے کا معلوم ہوتا تھا مگر بگڑا ہوا۔

میں چھوڑ دوں؟؟؟ وہ بھرپور نظر اس پر ڈالتے ہوئے بولا۔ نہیں شکریہ! وہ اسکی نظروں سے خار کھانے لگی۔ اسے لگا اس نے پہلے بھی کہیں دیکھا تھا اس شخص کو۔ مگر کہاں؟ اسے یاد نہیں۔

چلو تمہیں ایک گفٹ بھی دینا ہے! وہ مصر ہوا۔

میں تم جیسے لوگوں کے کسی بھی گفٹ میں انٹر سٹڈ نہیں ہو! وہ چپا چبا کر بولی۔ اور زرا دور جا کھڑی ہوئی۔

اچھا! اس میں بھی نہیں۔ وہ جیب سے لاکٹ نکال کر اسکے سامنے لہراتا ہوا بولا۔
یہ یہ کہاں سے ملا تمہیں! وہ حیرانی سے بولی۔ یہ اسکی ماں کا لاکٹ تھا جو وہ جیولر کو دے آئی تھی۔

اب تمہاری چیزوں کی ہم حفاظت نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا! وہ آنکھ دباتا ہوا بولا۔ اور لاکٹ واپس مٹھی میں دبوچ کر جیب میں گھسایا

کیا بکواس ہے یہ؟ وہ زہر خند لہجے میں بولی۔ رحمان، رحمان خاور نام ہے میرا! ڈیسر کزن

وہ سنجیدگی سے کہتا دو قدم آگے آیا۔

رومیصہ کے سر پر گویا کسی نے بم پھوڑ دیا ہو۔ اسکا باپ کیا ایک کم تھا جو بیٹا بھی انکی زندگی میں زہر گھولنے آگیا تھا۔

کیا مسئلہ ہے تمہارا؟ کیا چاہیے تمہیں اب؟ وہ غرائی۔

تم، تم، اور صرف تم! وہ گہری نگاہوں سے اسے دیکھتا ہوا بولا۔

اپنی بکواس بند کرو اور چلتے پھرتے نظر آؤ یہاں سے ورنہ بہت برا ہوگا! وہ نفرت سے پھنکاری۔

ورنہ کیا؟ مثلاً کیا برا ہوگا؟؟

وہ اسکے عین نزدیک آکھڑا ہوا۔

دور ہٹو مجھے! وہ ناگواری سے بولی۔

کیا ہوا؟ ہاں؟ بہت ہوائوں میں اڑ رہی تھی تم بابا کے سامنے، مس جرنلسٹ ساری

دھمکیاں ہوا ہو گئیں اب

وہ قدم قدم اسے طرف بڑھنے لگا۔

رومیصہ ضبط سے مٹھیاں بھیجنے لگی۔

تمہاری دھڑکنوں کی آواز مجھے یہاں تک سنائی دے رہی ہے! وہ اسکے کان میں سرگوشی کرنے لگا۔

دور ہٹو مجھ سے جاہل انسان! وہ ہڑبڑائی۔

ڈر گئی؟ ہاں؟ وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا ہنس پڑا

رومیہ ضبط سے جبرے بھینچنے اور جواب دیئے بغیر جانے کے لیئے مڑی۔ وہ اس سے بلا جواز الجھنا نہیں چاہتی تھی۔ ارے رے؟ کہاں چلی؟ وہ لپک کر اسکی کہنی دبوچتے ہوئے بولا۔

کیا بد تمیزی ہے چھوڑو مجھے! وہ مچلی۔

بد تمیزی تو ابھی میں نے کی ہی نہیں! دراصل تمہارے لیئے میرے پاس ایک آفر ہے کل میرے بھیجے گئے ایڈریس پر آجانا! آرام سے پیٹھ کربات کریں گے! اپنی بات مکمل کیئے اس نے اسکی کلانی چھوڑ دی۔ اور کسی آندھی طوفان کی طرح غائب ہو گیا۔ رومیہ دل تھام کر رہ گئی۔

جبکہ گارڈن ایریا کے قریب درخت کی اوٹ میں کھڑے اطر نے تمام منظر ملاحظہ کیا۔ وہ اور الجھ گیا۔

کوئی نمبر ڈائل کرتے ہوئے اس نے فون کان سے لگایا۔ اور واپس مڑ گیا۔

تمہیں ایک لڑکی کی تصویر بھیج رہا ہوں، کہاں آتی جاتی، کس ملتی ہے اس کی ہر ہر حرکت پر نظر رکھو اور مجھے خبر کرتے رہو حکم صادر کرتے ہوئے اس نے فون بند کر دیا۔

وہ تمام رات مختلف سوچوں اور خوف کے بحث سو نہیں پائی۔ ایک نئی مصیبت اسے گلے پڑ چکی تھی۔

اگلی صبح آفس میں بھی وہ گم سم سی تھی تقریباً دس بجے کے قریب اسے رحمان خاور کا پیغام موصول ہوا۔ وہ اسے کسی کیفے میں بلا رہا تھا۔ اس نے لمبی سانس اندر کھینچی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ اسے رشوت یا لالچ دینے کی کوشش کرے گا اپنے باپ کی طرح مگر وہ اسکی آفر اسکے منہ پر مار کر قصہ تمام کر دے گی اس نے سوچ لیا تھا۔

کئی لمحوں بعد وہ اسکے بتائے گئے ایڈریس پر موجود تھی۔ میں نے زیادہ انتظار تو نہیں کروایا! وہ اسکے مقابل کر سی سنبھالتا ہوا بولا۔

مدعے کی بات پر آؤ! وہ دو ٹوک بولی۔

کیا لوگی کافی یا جوس؟؟ وہ کسی اور موڈ میں تھا۔ تمہارا مسئلہ کیا ہے؟ کیا چاہتے ہو تم مجھ سے

وہ دانت پیسنے لگی۔

تمہیں، وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

کیا بیہودگی ہے یہ؟ رومیصہ ہاتھ ہوا میں اٹھا کر رہ گئی۔ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں! وہ اسے نظروں کے حصار میں لئیے بولا۔

گویا اسکے سر پر دھماکہ کیا۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ اسے 'اس' قسم کے آفر کی توقع ہرگز نہیں تھی۔ اسکے چہرے سے صاف ظاہر تھا۔

کیا ہوا؟ ایسے کیا دیکھ رہی ہو! میں سیریس ہوں سچ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں! وہ اپنی بات پر اٹل تھا۔ ناممکن! وہ زہر خند لہجے میں کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

کیوں آخر؟؟ وہ چیخا۔

یہ تم اپنے باپ سے پوچھو تو بہتر ہوگا! وہ دوبارہ بولی۔ دیکھو وہ سب پاسٹ کی غلطیاں تھی، جو بھی ہوا بھول جاؤ سب!

رومیصہ کے دل میں یہ الفاظ تیر کی طرح پیوست ہونے لگے۔ وہ پتھرائی آنکھوں میں آنسو لئے اسے گھورنے لگی اسکی ماں، اسکے معصوم بھائی کو اس سے چھین کر۔

کس قدر وثوق سے کہہ رہا تھا کہ غلطی ہو گئی سب بھول جاؤ۔ کیا کسی کی زندگی ان لوگوں کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی؟

مجھ سے شادی کر لو ایک نئی زندگی شروع کرو، میرا یقین کرو میں تمہاری بہنوں کو بھی بہت خوش رکھوں گا۔ رومیصہ نے طیش میں آ کر ہاتھ میں پکڑا ٹیب اسکے سر پر دے مارا۔ اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوا۔

قاتل کا بیٹا بھی قاتل ہی کہلاتا ہے! اور میں ایک قاتل سے شادی ہرگز نہیں کرونگی! باسٹرڈ وہ زہر خند لہجے میں چلاتی تیز تیز قدم اٹھاتی کیفے سے نکل گئی۔ میلوں دور بیٹھے اطہر کاظمی کے چہرے پر یہ سن کر بے ساختہ جاندار سی مسکراہٹ ابھری۔ آگے کیا کرنا ہے سر؟ کیفے میں کچھ دوری پر رخ موڑے بیٹھا شخص اسکے اگلے حکم کے انتظار میں تھا

ٹیب اٹھاؤ اور اسے ریپڑ کروا کے میرے آفس لے آؤ! اگلا حکم صادر کیئے اس نے وڈیو لنک ڈسکینیٹ کر کے فون ٹیبل پر اچھال دیا

دن پر لگا کر اڑتے جارہے تھے لیکن بار کونسل سے اسے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ وہ دو سال تک ایذا لے لار کوئی آفیشل کام سرانجام نہیں دے سکتی تھی۔ اور ستم تو یہ تھا کہ وہ پولیس کے پاس جا سکتی تھی نہ خود کچھ کر سکتی تھی۔ اوپر سے رحمان نامی بلا کی بے خویاں

بڑھتی ہی جا رہی تھی وہ کرتی بھی تو کیا کرتی۔ اسکے پاس اب کوئی چارہ نہیں تھا سوا اسکے کہ وہ نشان کو سب بتا دیتی شاید وہ اسکی کوئی مدد کر پاتا۔

انگلیاں چٹختی وہ عمارت کے باہر کھڑی تھی۔ اس شش و پنج میں مبتلا کہ اندر جائے یا نہ جائے۔ وہیں کھڑے اس نے نشان کو میسج کیا۔ خوش قسمتی سے وہ آج فری تھا سوا سے لینے کیفے ٹیریا آگیا۔

کیا لوگی؟؟

کچھ نہیں بس پانی کا گلاس!

وہ ٹیبل پر ہاتھ جماتی آگے کو آئی۔

کیا ہوا تم کچھ پریشان لگ رہی ہو؟

وہ فکر مند ہوا۔

نشان؟ مجھے تمہاری ہیلپ چاہیے! وہ جھکی۔

ہاں بولو! وہ تیار تھا ہمیشہ کی طرح۔

نہیں! تم پہلے میری پوری بات سنو، اور پھر فیصلہ کرو میں تمہیں یا تمہاری نوکری کو کسی

خطرے میں نہیں ڈال سکتی۔ وہ بولی

ٹھیک ہے لیکن بات کیا ہے؟؟ اسے تجسس ہوا۔

تم نہیں جانتے شاید، لیکن میں ایک لائبریری ہوں!
کیا؟؟؟ وہ حیرانی سے چیخا۔

ہاں! اس نے سر ہلایا۔

تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا یا ر! وہ سخت برہم ہوا۔

وہ اس لیے کہ اب میں آفیشلی دو سال تک کام نہیں کر پائوں گی! میں نے اپیل بھی دائر کی ہے مگر،

اس نے افسوس سے جملہ ادھورا چھوڑا۔

مگر اسکی بھی کوئی وجہ ہوگی؟ وہ الجھا۔

خاور حین ہے اسکی وجہ!

اس نے تاسف سے ہتھیلیاں رگڑی۔

کیا؟ وہ پولیٹیشن؟ خاور حین! مطلب میں سمجھا نہیں تفصیل سے بتاؤ! وہ مزید الجھا۔

کچھ سال پہلے میری ماما کی اچانک ڈیٹھ ہو گئی۔ جب فارنسک رپورٹ آئی تو پتا چلا انکی ڈاکٹر

انہیں دوا کے نام پر سلو پوائزن دے رہی تھی۔ میں نے اپنی لاء کی ڈگری کمپلیٹ ہوتے

ساتھ ہی کورٹ میں ڈاکٹر کے خلاف کیس فائل کر دیا۔ مگر ثبوت اور گواہاں محدود ہونے کی

وجہ سے کورٹ نے اس ڈاکٹر کو رہا کر دیا مگر میں نے ہار نہیں مانی۔ میں مسلسل اسکے

تعاقب میں تھی پھر ایک دن میں نے اسے خاور حسین سے ملتے دیکھا۔ میں نہیں جانتی تھی انکے بیچ کے کیا معاملات تھے مگر اسکے بعد میں نے ایک دن منصوبہ بنا کر اس ڈاکٹر کو اغوا کر لیا۔ کیونکہ میرے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا میں سیدھا خاور حسین پر ہاتھ نہیں ڈال سکتی تھی

کیا؟؟؟ وہ حیران پریشان رہ گیا۔

ہمم، میں نے اس سے تمام سچ اگلوایا اور اسکے بعد چھوڑ دیا! کیا کہا اس ڈاکٹر نے؟؟؟ وہ دلچسپی سے گویا ہوا۔

اس نے کہا اس یہ سب میرے ماموں کے کہنے پر کیا، اس نے اگلا بم اسکے سر پر پھوڑا۔

ماموں؟ خاور حسین تمہارے ماموں ہیں؟؟؟ وہ شاکٹ تھا۔ ہاں، اور اس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ ممانے بابا سے شادی اپنی فیملی کے خلاف جا کر کی تھی تب انکی فیملی نے انہیں اپنی تمام جائیداد اور حتیٰ کہ اپنے نام سے بھی عاق کر دیا تھا، ممانے بابا نے مجھ سے یہ بات چھپائی۔

وہ بے بسی سے اپنی ہتھیلیاں رگڑنے لگی۔ اور پھر سے سلسلہ کلام جوڑا

جبکہ کچھ عرصے بعد نانا کا انتقال ہو گیا اور نانی بیمار رہنے لگی، انہیں اپنی اکلوتی بیٹی کی آخر کار یاد ستانے لگی، وہ ماما کو واپس بلانا چاہتی تھی جبکہ ماموں ایسا نہیں چاہتے تھے، انہیں معلوم

تھا اگر ماما سے رشتہ دوبارہ جوڑا تو انہیں قانوناً جائیداد کا آدھا حصہ ماما یا انکے بعد انکی اولاد یعنی مجھے یا زوہان کو دینا کو پڑے گا، اور اسی لئے انہوں نے! وہ بے ساختہ رو پڑی۔

رومت یار، لو پانی پیو

شان کو اب سارا قصہ سمجھ آنے لگا۔

انہوں نے میرے معصوم بھائی کو بھی نہ بخشا!

تمہارا بھائی بھی تھا؟؟؟ شان حیران ہوا۔ کیونکہ اس نے ابھی تک اسکا ذکر نہیں کیا تھا۔

ہاں زوہان نام تھا اسکا، وہ پیدا نشی زرا ابنا رمل تھا! اسکا ٹریٹمنٹ چل رہا تھا زیادہ تر وہ

ہاسپٹل میں ہی رہتا تھا جب ماما کی ڈیوٹی ہوئی تو میں اسے گھر لے آئی، وہ میرے ساتھ کافی

وقت گزارنے لگا، مجھے پہچاننے لگا تھا وہ دھیرے دھیرے نارمل ہو رہا تھا پھر ایک دن وہ

سیر پھیلے سے گرا اور، وہ رکی۔ اسکا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

شان کے دل کو کچھ ہوا۔
www.urdu novelsmania.com

میں کئی دن صدمے میں رہی اسکی اچانک موت پر، پھر دھیرے دھیرے میں بھی اپنی

زندگی میں مصروف ہو گئی، میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ ایکسپڈنٹل موت نہیں بلکہ

جان بوجھ کے کی گئی سازش تھی۔ اسے بھی قتل کر دیا گیا تھا، میری ماما کی طرح اور میں بے

وقوف ہمیشہ کی طرح دیر سے سمجھی! اس نے خود کو کوسا۔

تم، تمہیں کیسے پتا چلا؟ اس نے حیرانی سے پوچھا۔

جب میری ماما کی طبیعت زیادہ بگڑی تو انہیں بابا نے الگ انیکسی میں شفٹ کر دیا، تاکہ میں انکی حالت سے بے خبر رہوں، میرے ایگزام چل رہے تھے ان دنوں، ظاہر ہے میں پریشان ہو جاتی وہ تو کسی کسی دن بستر پر بنا کچھ کھائے پیے پڑی رہتی، انہیں دنیا کا کوئی ہوش نہیں تھا حتیٰ کہ وہ مجھے بھی نہ پہچانتی! وہ رو پڑی۔

شان اسکے ہاتھ پر ہاتھ جمائے تسلی دینے لگا۔

چونکہ بابا آفس میں رہتے تھے سارا دن تو کبھی رات رات بھر، اسلینے انہوں نے انیکسی میں ایک چھوٹا سا کیمرا لگا دیا تھا تاکہ وہ ماما کو دیکھ سکیں، ویسے تو کیمرا ٹیکر بھی موجود تھی مگر وہ بہت پریشان تھے انہیں لے کر، بیوی کو اس حال میں دیکھ کر وہ آدھے رہ گئے تھے! اس نے ٹشونا کر گڑا۔

تو تم نے رکیارڈنگ دیکھی ان کیمرا راز کی؟؟؟ شان نے پوچھا۔

ہم ماما کے بعد وہ گھر خالی تھا اسلینے میں زوہان کو وہاں لے گئی، وہاں ایسی کوئی چیز نہیں تھی جو ہارم لیس ہو، میں نے کچن لاکڈ کر دیا تھا اور باقی پورا گھر بھی اسی حساب سے سیٹ کیا تھا! حتیٰ کہ ٹیرس کا دروازہ تک لاک کیا تھا میں نے، وہ وہیں رہتا تھا میں اکثر شام میں اور ویک اینڈ کا دن اسکے ساتھ گزارتی تھی، میرے علاوہ اس جگہ کا کسی کو علم نہیں تھا! پھر کیسے! انہوں

نے پتا لگایا تھا، اور پھر اسکے قتل کو ایکسڈنٹ کا نام دے دیا گیا۔ انکے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا کیونکہ زوہان ابنار مل تھا وہ عدالت میں آسانی سے ثابت کر سکتے تھے! میرے پاس سوائے ایک آدھ فوٹیج کے اور کچھ بھی نہیں تھا! فوٹیج والے انسان کو وہ پہلے ہی راستے سے ہٹا چکے تھے! ثنان نے تاسف سے سر جھٹکا۔

اور تمہاری ڈگری؟ وہ کیسے؟

میری مام کی ڈاکٹر نے میرے خلاف کیس دائر کیا کہ میں نے انہیں مارا پیٹا اور ڈرا دھمکایا کہ انہوں نے کورٹ میں سچ کیوں نہیں بولا کہ میری ماں کو فلاح فلاح بیماری تھی اسلیئے وہ مر گئی! حالانکہ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے انہیں کوئی بیماری تھی ہی نہیں! جھوٹی رپورٹس اور جھوٹے گواہان جن میں وہ ڈاکٹر بھی شامل تھی سب ایک جال تھا!

اور مجھے ایسا لگتا ہے اس ڈاکٹر نے تمہارے خلاف کیس بھی خاور حسین کے کہنے پر کیا؟؟؟ ثنان پر سوچ لہجے میں کڑیاں جوڑنے لگا

ظاہر ہے، وہ ڈاکٹر شہر کی مشہور ڈاکٹر تھی تبھی جج نے اسکے حق میں فیصلہ دیا! اور میری ڈگری پر اسٹرائک لگ گیا، الٹا مجھے جرمانہ بھی ادا کرنا پڑا

بے بسی ہی بے بسی تھی اسکے لہجے میں۔

اب کہاں ہیں وہ؟؟ ثنان نے پوچھا۔

مرچکی ہے تبھی تو یہ مصیبت میرے گلے آپڑی ہے وہ بھی دو سال تک! خود تو وہ مری ہی ساتھ میں میرا کمر بھی تباہ کر گئی! ناگواری کے بل اسکے ماتھے پر پڑے۔

کیسے مری وہ؟ شان کی چھٹی حس اسے سنگل دینے لگی۔ ایکسیڈنٹ! وہ سرسری سا بولی۔

تمہیں واقعی لگتا ہے یہ موت ایکسیڈنٹ ہے! شان کو شک ہوا۔

یہ تو تم یا میں جانتے ہیں شان! کس کس کو یقین دلائیں گے کہ یہ موت ایکسیڈنٹ نہیں ہے!

اس نے سر د آہ بھری۔ تم سب جان چکے ہو شان! فیصلہ تمہارا ہے ایک دوست ہونے کے ناطے تم پر یہ فرض نہیں ہے کہ تم ہر حال میں میرا ساتھ دو، تم انکار بھی کر سکتے ہو، یقین مانو مجھے زرا بھی برا نہیں لگے گا، مگر میں نہیں چاہتی تم کسی مصیبت میں پڑو اسلیئے اپنا فائدہ اور نقصان مد نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرنا! وہ سنجیدگی سے بولی۔

ہممم وہ مسکرایا۔

خیر اب میں چلتی ہوں! بیگ کندھے پر ڈالتی وہ جیسے ہی اٹھی اسے زوردار چکر آیا۔ اس نے لڑکھڑا کر کرسی کی پشت تھامی۔

کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو؟ رومیصہ؟

وہ سرعت سے اسکی طرف بڑھا۔

ہاہا میں ٹھیک ہوں! اس نے پلکیں جھپکی۔

تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی، چاہو تو ڈاکٹر کے پاس چل سکتے ہیں ہم! وہ فکر مند ہونے لگا۔
 آہہ نہیں اسکی ضرورت نہیں! رومیصہ نے ایک لمبی سانس اندر کھینچی اور نفی میں سر ہلایا۔
 میں نے شاید ٹیبلٹ نہیں لی آج صبح اسی لیے یہ سب ہو رہا ہے تم فکر مت کرو میں بس گھر
 ہی جا رہی ہوں!

وہ زبردستی مسکرائی۔

کیسی ٹیبلٹ؟ وہ چونکا۔

ایسی بہت سی باتیں ہیں جو تم میرے بارے میں ابھی بھی نہیں جانتے، ڈونٹ وری جلد
 ہی جان جاؤ گے!

اس نے شرارتاً کہتے ایک آنکھ دبائی۔

شان نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔ اور کتنے راز چھپا رکھے تھے اس لڑکی نے خود میں! وہ حیرت
 زدہ تھا۔

#THE_DARK

پانچویں قسط |

از قلم: اوزائے زبان

سوری سر ہم نے پوری کوشش کی لیکن یہ پاسورڈ کھلنے کا نام نہیں لے رہا،
کمپیوٹر اسکرین کے سامنے بیٹھے شخص نے سر اسکی جانب اٹھاتے ہوئے مایوسی سے کہا
کیا مطلب کھل نہیں رہا؟
اظہر نے زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارا۔

تمہارا کام ہے یہ، کھولو اسے ہر صورت میں! اسی دوران اسکا فون رنگ کرنے لگا۔
وہ کمپیوٹر کی طرف اشارہ کرتا دروازہ بند کیئے کمرے سے باہر آیا۔
ہاں بولو! وہ فون کان سے لگاتے ہوئے بولا۔

سر وہ لڑکی آپکے آفس کی بلڈنگ کے کیفے میں موجود تھی، اب واپس جا رہی ہے!
احمق انسان تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا! وہ خبری کی پیش گوئی پر بھڑکا۔

سوری سر، میں نے کال کی تھی مگر آپ نے ایمنڈ نہیں کی،
ٹھیک ہے اسے انویسٹی گیشن روم میں لے آؤ، میں آ رہا ہوں! وہ تیزی سے کتا لفظ کی
جانب بڑھا۔

ایکسیکوز می مس!

کی آواز پر رومیصہ نہ سمجھی سے پلٹی۔

وہیں نشان راہداری سے گزرتے ہوئے چونک کر مڑا۔

چیف آپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں! اس نے پیغام رسانی کی۔
کون اطہر کاظمی؟؟

رومیصہ نے بے خوفی اسے اسکا نام لے کر کہا۔

جی جی! اس شخص نے جھٹ سے سر ہلایا۔

وہ حیران ہوئی۔ کیا بات ہو سکتی ہے آخر؟؟

مارے گئے! نشان دونوں ہاتھ سر پر رکھے اپنے کیبن کی طرف دوڑا۔ چیف یقیناً اسکی کلاس
لینے والے تھے۔ مگر کیوں؟؟ یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا لیکن اسکی چھٹی حس اس سے یہی
کہہ رہی تھی۔

پلیزمیم دس وے! وہ شخص اسے راستہ دکھانے لگا۔ وہ اثبات میں سر ہلاتی اسکے ہمراہ چلتی
ہوئی۔ ایک کمرے میں آگئی۔ کمرہ صاف ستھرا کشادہ تھا۔ مگر ایک ٹیبل کے گرد دو وچیر
کے علاوہ کمرہ تمام تر خالی تھا۔ سامنے کی دیوار کے بیچ و بیچ کھڑکی نما گلاس نسب تھا۔ جسکے
اس پار ایک اور کمرہ تھا جو یقیناً یہاں پر نظر رکھنے کے کام آتا ہوگا۔ ایسا اس نے سوچا۔ اور
بیگ کندھے سے اتار کر دائیں بائیں چکر کاٹنے لگی۔

کہاں سے آرہے ہو! وہ ہانپتا ہوا آفس میں داخل ہو رہا تھا جب اطر کی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔

کیف کیفے میں تھا چیف، بریک لیا تھا کچھ وقت کا!
وہ برا سامنہ بنا کر مڑا۔

بہتر ہوگا کام پردھیان دو تم، یہ نہ ہوتہیں ایک طویل بریک لیٹی پڑ جائے! وہ ڈھکے چھپے لفظوں میں اسے وارن کرتا آگے بڑھ گیا۔

سلام! کی آواز پر اسکے مسلسل حرکت کرتے قدموں کو بریک لگی۔ وہ ٹیبل کے اس پار اسکے عین مقابل آکھڑا ہوا۔ کرسی کی طرف ہاتھ اٹھائے وہ اسے بیٹھنے کا اشارہ دینے لگا۔ وہ نا سمجھی سے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

نام کیا ہے تمہارا؟ وہ جیوں ہاتھ ڈالے اسکی طرف متوجہ ہوا۔
کیا؟؟؟ وہ تقریباً چلائی۔
www.urdu novelsmania.com

نام! نام جو ہر انسان کا ہوتا، جس سے وہ پہچانا جاتا ہے
وہ ایسے اسے سمجھانے لگا جیسے وہ کسی اور دنیا سے آئی ہو۔
رومیصہ! وہ شعلہ بارنگا ہوں سے گھورتی ہوئی بولی۔
پورا نام؟؟ وہ جھٹ سے بولا۔

رومیصہ عثمان وہ احسان کرنے کے انداز میں بولی۔
کرتی کیا ہو؟ یعنی پروفیشن کیا ہے تمہارا؟

اگلا سوال حاضر تھا۔

اس انوسٹیکیشن کی وجہ! وہ اکتائی۔

میرے سوال کا جواب دو! وہ لفظوں پر زور دیتا ہوا بولا۔ نہیں دوں گی! وہ اسے کھا جانے والی نگاہوں سے گھورنے لگی۔

دیکھو لڑکی! وہ ٹیبل پر ہاتھ جمائے اسکی طرف جھکا۔ میرے پاس جواز بھی ہے اور حق بھی، اب خاموشی سے میرے سوالوں کے جواب دو، اسکے بغیر تم یہاں سے نہیں جاسکتی! رومیصہ نے نوٹ کیا شان سہی کہتا تھا اسکے سوالوں سے زیادہ اسکی نظریں جان لیوا تھیں۔ اس نے نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

سمجھ گئی؟ وہ سیدھا ہوتے ہوئے بولا۔

پروفیشن؟ اس نے سوال دہرایا۔

جرنلسٹ، وہ سرسری سا بولی۔

کچھ دن پہلے تم لائرت تھی، حیرت ہے ویسے لوگ کس قدر ایڈوانس ہو چکے ہیں! اسکا انداز تمسخر اڑاتا ہوا تھا۔

ہو گیا آپکا؟ یا کچھ اور بھی باقی ہے؟

رومیصہ کو سخت تاناؤ آیا۔

کل ٹھیک سات بجے تم نیشنل ہاسپٹل گئی تھی،

ہاں تو؟؟ وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بول پڑی۔

تم کیا کرنے گئی تھی وہاں؟؟؟ اظہر اپنا سوال چھوڑ کر اس سے اسی کے انداز میں مخاطب ہوا

ایک فرینڈ کو وزٹ کو کرنے گئی تھی! وہ بڑا بڑائی۔

آریوشیور؟؟ اسکی نظریں مسلسل اسی پر ٹکیں تھی۔

آف آفکورس! رومیصہ نے نظریں چرائیں۔

کب سے جانتی ہو تم جمن کو؟؟؟

وہ مطمئن انداز میں کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

کون جمن؟ اس نے بھنویں اچکائیں۔

ارے کل کی ہی تو بات ہے اتنی جلدی بھول گئی تم! وہ بولا

میں نے کہا نا میں کسی جمن کو نہیں جانتی! وہ اکتائی۔ وہی جمن جس سے کل تم ہاسپٹل میں ملنے

گئی تھی، تم نے کنٹرول روم میں کافی وقت گزارا اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ تم نے

اسے پہلے کبھی بتایا ہی نہیں کہ تم پولیس ڈپارٹمنٹ سے 'بھی' ہونہ ہی تم نے خاطر داری کا موقع دیا اسے! ویسے تم کس ڈپارٹمنٹ سے ہو محترمہ؟
وہ یقیناً اسکا مزاک اڑا رہا تھا۔

اسکے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکنے لگیں۔ وہ اتنا سب کیسے جانتا تھا؟؟؟
ایسا، ایسا کچھ نہیں، کپکپاتے ہاتھوں سے پیشانی تھپتھپاتی ہوئی بولی۔ اطر سے اسکی یہ حرکت چھپی نہ رہ سکی۔

جاسکتی ہوں اب میں؟؟؟ وہ ادھر ادھر دیکھتی ہوئی بولی۔ جبکہ اطر لبوں پر انگلیاں جمائے
اس پر نظریں گھاڑے ہوئے تھا۔ کچھ تو تھا اس لڑکی میں جو وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔ رومیصہ
ہنوز جواب کی منتظر تھی۔

ایک آخری سوال کا جواب دو اور پھر تم جاسکتی ہو! سچ بولنا، میں صرف سچ سننا چاہتا ہوں!
وہ آخری لفظوں پر زور دیتا ہوا بولا۔

تم ہیئر ہو؟؟؟ اسکے الفاظ تھے گویا کمرے کی چھٹ اسکے سر پر آگری۔
اسے کیسے پتا چلا؟ وہ شاکڈ تھی۔

بولو؟ وہ جواب کا منتظر تھا۔

نن ن نہیں نہیں تو! اس نے کپکپاتے ہاتھ ٹیبل سے کھینچ کر جھولی میں دھرے۔ مگر اطرہ تو پھر اطرہ تھا اسکی نظروں سے کچھ چھپا نہیں رہ سکتا تھا۔

وہ سخت غصے کے عالم میں کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کنپٹی مسلتے ہوئے اس نے بمشکل اپنے غصے پر قابو پایا۔ وہ لڑکی مسلسل اسکے غصے کو ہوا دے رہی تھی اسے جھوٹ سے نفرت تھی اور وہ جھوٹ پر جھوٹ بولے جا رہی تھی۔ میں جاسکتی ہو؟؟ وہ بمشکل بولی۔

شٹ اپ! وہ ناگواری سے بولا۔ آپ کو!

آئی سیڈ جسٹ شٹ اپ! وہ پوری قوت سے ٹیبل پر ہاتھ مار کر چیخا۔

رومیہ دھک سے رہ گئی۔

جھوٹ پر جھوٹ بولے جا رہی ہو اوپر سے زبان درازی، اور کتنا جھوٹ بولو گی تم؟ ہاں! وہ غرایا۔

اسکے انتہائی رویے پر رومیہ کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔ اس سے پہلے وہ کچھ اور کتنا رومیہ لب بھیجنے آنسو ضبط کرنے لگی۔ اطرہ ہکا بکا اسے تکنے لگا۔ غلطی پر ہونے کے باوجود وہ لڑکی اسے رو کر دکھا رہی تھی مگر سچ نہیں بول رہی تھی؟؟؟ اسکی سرخ میں چمکتے موتی دیکھ کر وہ اپنی بات بھول چکا تھا۔ عجب سے جذبات اسکے سینے میں سر اٹھانے لگے۔ وہ آخری نگاہ

اس پر ڈال کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔ جبکہ رومیصہ لمبی لمبی سانیں بھرنے لگی۔
اسکی طبیعت بگڑنے لگی تھی۔

شان جلے پیر کی بلی کی طرح اپنے آفس میں چکر لگا رہا تھا۔ نہ جانے چیف نے رومیصہ کو
کیوں طلب کیا تھا؟ اگر وہ کچھ بھی پتا چلا لیتا اس بارے میں تو اسکی نوکری خطرے میں پڑ سکتی
تھی۔ اس پہلے وہ خود انہیں اسکے بارے میں سب بتا دے گا۔ زیادہ سے زیادہ کیا ہوتا وہ
ناراض ہو جاتی! لیکن وہ اسے کسی مشکل میں نہیں پڑنے دے سکتا تھا۔ وہ سوچتے ہوئے
آفس سے نکلا۔

مجھے اپنے گھر پر ایک میسج تو کرنے دواٹ لیسٹ، میری بہنیں پریشان ہو رہی ہوں گی! پلیز
گی می آفیور!

اٹھر کے حکم پر آفیسر نے اسکی تمام چیزیں اپنے قبضے میں لے لیں تھیں۔ وہ چیختی چلاتی۔
تو کبھی دروازہ پیٹتی مگر بے سدھ۔ سب گونگے بہرے بنے اپنے کام میں مصروف تھے۔
کیا ہوا؟ کیا پرالیم ہے؟؟ شان نے کوریڈور سے گزرتے احمد سے پوچھا۔

معلوم نہیں یار! لیکن چیف بہت گرم معلوم ہو رہے ہیں! احمد نے مکمل لاعلمی ظاہر کی۔ یہ سن کر اس نے اطرہ سے بات کا ارادہ ترک کر دیا۔ ایسی سچویشن میں اسے کچھ سمجھانا اپنے ہی پیر پر کھاڑی مارنے کے مترادف تھا۔

یہ کیا ہے؟ اسکے ہاتھ میں رومیصہ کا بیگ تھا اسنے پہچان لیا تھا۔

یہ سپیکٹ کا بیگ ہے، اسے آج کسٹڈی میں رکھنے کے آرڈرز ملے ہیں! احمد بولا
یار میں ایک میسج کر سکتا ہوں اسکے فون سے پلیمز! اس نے درخواست کی۔
ہاں تو تم اپنے فون سے کرونا! وہ نا سمجھی سے بولا۔

یار پلیمز وہ میری دوست ہے چیف کو کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے، اسکے گھر والے پریشان ہو رہے ہونگے مجھے بس ایک میسج کرنے دو اسکے گھر! وہ اسرار کرنے لگا۔ ٹھیک ہے یار،
جلدی کرو مروامت دینا!

احمد راہداری میں نظر دوڑاتے ہوئے بیگ سے فون نکال کر اسے تھماتے ہوئے بولا۔
رومیصہ کے نام سے ایک پیغام اسکی بہنوں کے نام سینڈ اس نے کر دیا تھا۔ مگر اتنا کافی نہیں تھا۔ چیف کیسے کسی بھی 'رینڈم پرسن' کو اٹھا لائے تفتیش کے لیے حلائکہ انکے پاس کوئی ثبوت بھی نہیں اسکے خلاف اسے پہلی بار اطرہ پر سخت غصہ آیا۔ اس بات سے انجان کہ اطرہ نے رومیصہ پر چوبیس گھنٹے ایک خبری طعینات کر رکھا تھا۔

آہاں سوپر! خبری کی بات پر اس نے مسکراتے ہوئے کاٹ دیا۔ چلو بھائیو! تمہاری ہونے والی بھابھی گھر پر نہیں ہے کیوں نہ سالی صاحبہ سے ملاقات کی جائے! کیا کہتے ہو؟؟ وہ جذبات سے آنکھ دباتا ہوا بولا۔

چلو، چلو، چلو کی آوازیں ہر طرف بلند ہونے لگیں۔

تو پھر دیر کس بات کی! چلو وہ یہاں وہاں پڑے اپنے آوارہ دوستوں کو کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

ایمان نے اونگھتے ہوئے لائونج میں قدم رکھا۔ تو صوفے پر سوئی نبیشہ پر نظر پڑی۔

یہ یہاں کیوں سو رہی ہے؟؟ وہ حیرانی سے بڑبڑاتی اسکی اور بڑھی۔

نبیشہ؟؟ اسکا گال تھپتھپاتے ہوئے اسے پکارا۔

ک کیا ہوا؟؟ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

ہوا کچھ نہیں! تم یہاں کیوں سوئی رات؟
اسے اچھنبہ ہوا۔

رومیصہ کا انتظار کرتے کرتے یہیں سو گئی تھی، اسکا میسج بہت لیٹ موصول ہوا کہ وہ رات آفس میں گزارے گی اسے کام تھا! نبیشہ کمفرٹر ہٹاتے ہوئے بالوں کو پونی میں مقید کرنے لگی۔

ہاں تو ٹھیک ہے نا! کرنے دو اسے اپنی مرضی، ویسے بھی اسے کونسا ہماری پرواہ ہے!
ایمان کڑھ کر بولی

ڈر تو اسے بھی لگا تھا اکیلی گھر میں۔ مگر اس نے ظاہر نہیں ہونے دیا۔
اب صبح صبح شروع نہ ہو جانا ایمان! نبیشہ برہم ہوئی۔

تم سچ سننا نہیں چاہتی تو ٹھیک ہے!

وہ کندھے اچکاتی کچن کی جانب بڑھ گئی۔
www.urdu novels mania

میں فریش ہونے جا رہی ہوں! پھر ناشتے کا کچھ سوچتے ہیں! نبیشہ پیروں میں چپل اڑستی
کمفرٹر سمیٹنے لگی۔ سنو آج سنڈے ہے! سنڈے بریانی ہو جائے!

ایمان کچن سے جھانکتی ہوئی بولی۔

صبح صبح ۹۹۹ نبیشہ حیرت سے مڑی۔

ہاں، تم فریش ہو کر آ جاؤ، میں مصالحہ تیار کرتی ہوں پھر تم اپنے خوبصورت ہاتھوں سے مجھے بریانی بنا کر کھلانا! ایمان ایک ادا سے لہراتی ہوئی بولی۔

ٹھیک ہے! نبیشہ مسکراتی ہوئی کمرے کی جانب مڑی۔ ایمان کا موڈ بھی دھوپ چھانوں کی طرح تھا۔ کبھی کبھی تو وہ خود بھی اسے سمجھ نہیں پاتی تھی۔ رات وہ ایک پل کے لیے تو رومیسہ کے انتظار میں ہلکان ہوئے جا رہی تھی اور اگلے ہی پل لا تعلق سی نظر آنے لگی۔ اسکے بعد صبح اسکا رویہ ناقابل سمجھ تھا۔

وہ سر جھٹک کر سوچوں سے جان پھڑپھڑاتی کمفرٹر الماری میں رکھ کر واشروم میں گھسی۔ فریش ہونے کے بعد اس نے کافی کاگ کچن سے اٹھایا اور اپنی آدھی ادھوری اسائنمنٹ کمپلیٹ کرنے بیٹھ گئی۔ جبکہ ایمان کچن میں ہی بریانی کی تیاریاں کر رہی تھی۔

رومی آگئی! ڈور بیل کی آواز پر وہ لیپ ٹاپ آف کرتی باہر نکل آئی۔ اسے لگا ایمان کچن میں ہوگی۔ مگر وہ اس سے بھی پہلے دروازے پر پہنچ چکی تھی۔ اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔ یعنی وہ بھی رومیسہ کے لیے پریشان تھی۔ شکر ہے محترمہ آپ آگئی ورنہ تو! ایمان کے لفظ لبوں پر دم توڑ گئے۔ دروازے پر نا معلوم لوگ تھے۔ انکی نظریں بتا رہی تھی انکا کس طبقے سے تعلق ہے۔ وہ کچھ کہتی اس سے پہلے وہ بغیر کہے سے اندر چلے آئے۔ کیا حرکت ہے یہ؟؟؟ وہ چیخی۔

کمرے کی طرف واپس لوٹتی نبیشہ چوکھٹ سے آگے کوہوتی۔ اسکے پہروں تلے زمین سرکنے لگی جب اس نے دیکھا کئی لڑکے اندر چلے آرہے ہیں۔

ک ک کون ہیں یہ لوگ؟؟ اسکے گلے کی گلی ڈوب کر ابھری۔ اپنی جون میں ٹہلتے رحمان کی نظر اس پر پڑی۔ ارے تم نے تو ہمیں پہچانا ہی نہیں! وہ لائونج کا صوفہ پھلانگ کر اسکی طرف کودا۔

میں تمہارا ہونے والا 'برادران لاء' وہ اسکے چہرے پر جھولتی لٹھوں کو لبوں سے لگاتا ہوا بولا۔

نبیشہ! خوف سے ان دونوں کی چیخیں پورے گھر میں گونجنے لگی۔ ایمان مارے خوف کے بھاگ کر اس سے آلیٹی۔ کون ہو تم لوگ! وہ بلند آواز چلائی۔

آہ ہاں! کافی نازک مزاج ہیں تمہاری ہونے والی سائیاں! رضا گہری نظروں سے انہیں گھورتا ہوا بولا۔

بھابھی بھی ایسی ہی ہوگی! اسکے کندھے جھولتے ہوئے علی نے لقمہ دیا۔

اونے بسس!!! پریشان مت کرو میری کزنوں کو! رحمان نے ڈرامائی انداز میں دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

ک ک کون سی کزنیں؟ ہم تمہیں نہیں جانتے، دفعہ ہو جائو یہاں سے! نبیشہ چلائی۔

چلیں جائیں گے تعارف تو کروادیں!

وہ خباثت سے آنکھ دباتا زرا انکی طرف جھکا۔

ایمان خوف سے نبیشہ کے بالوں میں منہ چھپا گئی۔

رحمان خاور نام ہے میرا، سوتیلا ہی سہی مگر میں تمہارا کزن پلس ہونے والا بیجا ہوں سنا تم دونوں نے! وہ یک دم سنجیدہ ہوا۔

میں رضا، اور میں علی اسکے دونوں کندھے پر جھولتے ان لفنگوں نے بھی اپنا تعارف کروایا۔

ابے تم لوگ تو چپ کرو، ہر جگہ اپنا ٹانگہ فٹ کرنے مت بیٹھ جایا کرو! رحمان برہمی سے بولا اور سنو لڑکیوں! وہ انگلی اٹھا کر کہتا دو قدم آگے آیا۔ جبکہ وہ دونوں خوف سے کئی قدم پیچھے ہوئیں۔

اپنی بہن کے کانوں میں یہ بات ڈال دو، شادی تو میں اسی سے کرونگا چاہے وہ کتنے بھی ہاتھ پیر مار لے! اگر اس نے پھر بھی انکار کیا تو انجام بہت برا ہوگا! وہ کھلے عام انہیں دھمکانے لگا۔

سمجھ گئی لڑکی؟ وہ اسکا ناک چھو کر بولا۔

جبکہ نبیشہ نے ناگوار سی سے پلیکیں بھیجنیں۔

چلو اب! وہ اپنے ساتھیوں کو لیئے باہر نکل گیا۔

تو ان دونوں نے شکر کا کلمہ پڑھا۔ جبکہ ایمان ہنوز کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں تھی۔

ایمان تم ٹھیک ہونا؟

وہ اسکی حالت نوٹ کرتی پانی کا گلاس لیئے اسکی طرف دوڑی۔ آآگروہ واپس آگیا تو؟ اگر

اگر رومیصہ نے اس شادی سے انکار کر دیا تو، تو وہ ہم سب کو مار دے!

وہ خوف سے کانپنے۔

ایسا کچھ نہیں ہوگا میری جان! رومیصہ ہے نا وہ سب سنبھال لے گی! نبیشہ اسے پچھارتے

ہوئے بولی۔

بس کرو نبیشہ خدا کے لئے، میں تنگ آچکی اس رومیصہ نامے سے، ہماری سب سے بڑی

دشمن وہی ہے، تم دیکھنا یہ لڑکی ہمیں برباد کر کے چھوڑے گی، وہ بلند آواز روتی ہوئی

چلائی۔ اور اسکے قریب اٹھتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ جبکہ نبیشہ نے دونوں ہاتھوں سے

سر تھام لیا

ایک پوری شام اور رات کے بعد دن نکل آیا تھا۔
رومیہ ابھی تک اس خالی کمرے میں قید تھی۔

دونوں بازو ٹیبل پر پھیلائے وہ سران پر دھرے گویا نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی۔ اس نے کل صبح سے کچھ ٹھیک سے کھایا نہیں تھا اور نہ ہی اپنی میڈیسن لی تھی۔ بمشکل پلکیں وا کیں تو اسے تمام مناظر گھومتے ہوئے دکھائی دیئے۔ پلکیں بھاری ہو رہی تھی۔ ٹیبلٹ میں ناغہ اسے اس حال میں لے آیا تھا کہ وہ دو قدم چلنے کا رسک بھی نہیں لے سکتی تھی۔

گاڑی سے اترتے اس نے کیزواچ مین کی طرف اچھالی اور تیز رفتاری سے اندر کی طرف بڑھا۔

گڈ مارنگ، سلام جیسی کئی آوازوں پر سر ہلاتا وہ آفس کی طرف بڑھنے لگا۔
احمد کو میرے آفس بھیجو! حکم صادر کرتے ہوئے اس نے کریڈل واپس پٹھا۔ وہ کل کچھ زیادہ ہی ٹیمپر لوز کر گیا تھا۔ اب اسے سخت پیشمانی نے آگھیرا تھا۔

اس نے پہلی فرست میں اس لڑکی کو رہا کرنے کا سوچا۔ مے آئی کم ان سر؟ شان اندر جھانکتا ہوا پوچھنے لگا

تم؟ احمد کی جگہ شان کو دیکھ کر اسے اچھنبہ ہوا۔

آپ سے کچھ بات کر سکتا ہوں چیف!

اس نے اجازت طلب نگاہوں سے دیکھا۔

ابھی نہیں شان، میں ابھی بڑی ہوں! اطہر نے ٹوکا۔

پلیز اس ارجنٹ مجھے رومیسہ کے بارے میں بات کرنی ہے پلیز، میں آپکو کچھ بتانا چاہتا ہوں! وہ بضد ہوا۔

کیا بات ہے؟ سن رہا ہوں میں؟ اطہر نے بھنویں سکڑیں۔

اسکے بعد اس نے اسے لیکری تک تمام کہانی لفظ بہ لفظ جیسے اس نے رومیسہ سے سنی تھی ویسے ہی اسکے گوش گزار کر دی۔ اطہر کی پیشمانی اب پچھتاوے میں تبدیل ہونے لگی۔ چونکہ

شان کہہ رہا تھا اسلیئے اسے یقین کرنا پڑا۔ وہ پچھلے چار سالوں سے اسے اسٹ کر رہا تھا۔ سچ

اور جھوٹ کے درمیان فرق بخوبی جانتا تھا یہ اسکی نوکری کا حصہ بھی تھا اور تجربہ بھی۔

ہاسپٹل والے واقعے کے بعد مجھے واقعی لگا کہ وہ چور یا پھر، وہ ہنوز شک ڈٹھا

ایسا کچھ بھی نہیں چیف وہ صرف اپنے والد کی موت کی وجہ جاننے کی کوشش کر رہی ہے!
اور ہمارے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہے کسی مفروضے کے تحت ہم اسے تحویل
نہیں میں رکھ سکتے!

شان نے آخر کار اپنی بات کہہ ڈالی۔

ہمسم! بات تو ٹھیک ہے، لیکن جو بھی ابھی تم نے بتایا ہم اس پر پوری تحقیق کرینگے کہ اس
میں کتنا سچ ہے اور کتنا جھوٹ فلحال کے لیے ریلیز کر دو لڑکی اور احمد کو میرے آفس بھیجو! وہ
حکم صادر کرتا اپنی مخصوص کرسی پر براجمان ہو گیا۔

شیور! شان نے شکر کا کلمہ پڑھتے ہوئے باہر کا رخ کیا
مارنگ چیف! اس کے جاتے ہی احمد داخل ہوا۔

کیا رپورٹ ہے احمد! وہ کرسی پر جھوٹا آگے کو ہوا۔

سر میں نے لڑکی کے فون کے تمام کال ریکارڈز چیک کیے، ان میں سے جس رات آپ
ہاسپٹل گئے تھے اس دن کا سارا ڈیٹا اس رپورٹ میں موجود ہے!
وہ فائل ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولا۔

مزید ہمیں اس کے سامان میں سے کچھ رپورٹس اور اخبارات کے ٹکڑے، اور یہ لیڈی ڈاکٹر کا
کارڈ ملا ہے!

وہ تفصیل سے آگاہ کرنے لگا۔

ٹھیک ہے تم جانو! وہ کہتے ہوئے فائلز کی طرف متوجہ ہوا۔ ڈاکٹر یمنی کاظمی کے نام کا کارڈ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ وہ اسکی ماں کی پیشین گوئی تھی۔ اس نے تیزی سے کارڈ واپس رکھتے ہوئے فائل اٹھالی۔ بلاشبہ وہ اسکی ماں کی ہی رائٹنگ تھی، اسے یقین کرنا مشکل ہو گیا۔ تمام کال ریکارڈز میں اجنبی نمبروں کے بیچ ایک نمبر شناسا تھا وہ تھا اسکی ماں کا۔ وہ مزید الجھ گیا۔ اس نے فائل ٹیبل پر پڑ دی۔ بہتر ہوتا وہ اپنی ماں سے پہلے بات کرتا پھر ہی کوئی رائے قائم کرتا اس لڑکی کے بارے میں۔ کیا پتا وہ اپنی سرگرمیوں سے بچنے کے لئے بیماری کا بہانہ کر رہی ہو۔ کچھ بعید نہ تھا اس شاطر لڑکی کا۔ اس ناگواری سے سوچا اور گلاس وال کے قریب آکھڑا ہوا۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

#THE_DARK

چھٹی قسط |

از قلم : اوزائے زبان

وہ ٹیل پر سر گرائے بیٹھی تھی جب شان کمرے میں داخل ہوا۔

رومی؟؟؟ وہ اسکا کندھا ہلاتے ہوئے بولا۔

ہوں! وہ بس اتنا ہی بولی پائی۔

تم ٹھیک، تو ہونا؟؟؟ اسکی پریشانی میں ڈوبی آواز رومیصہ کے کانوں سے ٹکرائی۔

تو اس نے دھیرے دھیرے پلکیں اٹھائیں۔ شاید صبح ہو چکی تھی۔ یارات ہی تھی وہ کچھ

سمجھ نہیں پائی اسکا دماغ جیسے تمام صلاحیتیں کھو چکا ہو۔

میں نے چیف سے بات کر لی ہے تم گھر جا سکتی ہو!

شان بغور اسے دیکھتا ہوا بولا۔ اسے وہ حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔

میرا، میرا فون! وہ ہمت جٹاتی ہوئی بولی۔

باہر ریسپشن تمہارا سارا سامان موجود ہے! چلو میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ دوں! وہ اسکی

کہنی تھامتھا ہوا بولا۔
www.urdu novelsmania.com

وہ ہمت جٹاتے ہوئے اٹھی۔ وہ اسے تھامے باہر لے آیا۔

پانی ملے گا!

اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تھا۔

تم یہاں رکو میں لاتا ہوں! وہ اسے ریسپشن کے قریب کھڑا کیئے کینٹین کی جانب بڑھا۔

وہ قدم قدم چلتی ہوئی ریسپشن پر پہنچی۔

میرا بیگ؟ وہ وہاں موجود لڑکی سے پوچھنے لگی۔

گلاس وال کے اس سوچوں میں غلطاں اظہر کی نگاہ اس پر پڑی۔ رومیسہ نے بیگ سے فون نکال کر جیسے ہی انلاک کیا دھڑا دھڑا نوٹیفیکیشن موصول ہونے لگے اسکا ارادہ نبیشہ کو میسج کرنے کا تھا۔ مگر سر بری طرح چکرارہا تھا۔

ہڑا ہڑا ہٹ میں اسکے ہاتھوں سے کوئی وڈیو نوٹیفیکیشن کھل گیا۔

پ پ پانی ملے گا! وہ ایک ہاتھ سے سر تھامے سامنے لڑکی سے بولی۔ اسکی آواز اتنی مدہم تھی کہ وہ بمشکل سن پائی۔ وہ سر ہلاتی جھکی اور پانی کی بوتل اسکے سامنے رکھی۔ اس نے بوتل جھپٹتے ہی منہ لگالی۔

اسکی یہ حرکت اظہر کی نظروں سے اوجھل نہ رہ سکی۔ اسکے ہاتھوں کی کپکپاہٹ واضح تھی۔ وہ اتنی بھی دور نہ تھا کہ نوٹ نہ کر پاتا۔ اظہر کو عجیب سا محسوس ہوا۔ وہ فون ٹیبل سے فون اٹھائے آفس سے باہر نکلا۔

رومیسہ ہتھیلیاں جبینز سے رگڑتی فون اٹھائے مڑی۔ کسی غیر شناسا نمبر سے سینڈ کی گئی وڈیو اسکے فون کی اسکرین پر چلنے لگی وہ نا سمجھی سے دیکھنے لگی

یہ اسکے گھر کا منظر تھا بلاشبہ، اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا اسکے ہاتھ کپکپانے لگے۔
 ہمیشہ اور ایمان کے چیننے کی آوازوں پر یک دم وڈیوسیاہ ہو گئی، اور فون اسکے ہاتھوں سے
 پھوٹ کر زمین پر جا گرا۔ کہیں انہیں کچھ ہو تو نہیں گیا؟ اس سے آگے وہ کچھ سوچ ہی نہ سکی
 - اسکی سانسیں اٹکنے لگیں

رومیصہ؟ کیا ہوا تمہیں، ثنان کو آتا دیکھ کر اطہر کے اسکی طرف بڑھتے قدم رکے۔
 وہ خوف سے تھر تھر کا ہنپتی فون کی طرف اشارہ کرنے لگی۔

یہ تو ٹوٹ چکا ہے۔ وہ فون پر نظر ڈالتا ہوا مایوسی سے بولا۔ ہوا کیا ہے؟ وہ نا سمجھی سے اسکی
 اڑی رنگت کو دیکھتا پوچھنے لگا
 مگر وہ بتانے سے قاصر تھی۔

آئی آئی آئی کانٹ بریتھ! آئی کانٹ بریتھ! وہ سینے پر ہاتھ جمائے بمشکل لفظ ادا کرنے لگی۔
 رومیصہ، وہ گھبرا گئیں

آئی کانٹ بریتھ! وہ بمشکل لفظ ادا کرتی لڑکھڑا کر دھڑام سے زمین پر جا گری۔
 وہ حد سے زیادہ خوف زدہ ہو چکی تھی۔

اطہر تیزی سے اسکی طرف بڑھا اور اسکا بیگ کھنگالنے لگا۔ جس سے اسے ایک اسپرے کی
 بوتل ملی۔

تفصیل سے پڑھنے کا وقت اسکے پاس نہیں تھا۔
 ہٹو! شان اسے دیکھ کر ایک طرف ہو گیا۔ وہ بوتل کو اپنے ہتھیلی پر اسپرے کرتے ہوئے اسکے ناک کے قریب کرنے لگا۔ مگر اس پر کوئی اثر نہیں پڑا۔
 اسکی نبض دھیمی چل رہی ہے! وہ اسکی ہتھیلی پر انگلیاں جماتا ہوا بولا۔
 غالباً کسی چیز سے خوفزدہ ہے! تم اسے ہاسپٹل لے جاؤ! وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔
 اور سنوڈاکٹر یمنی کاظمی کے پاس لے جانا، وہ اسکی ڈاکٹر ہیں اچھے سے ہینڈل کر لیں گی! نہ جانے اس نے یہ سمجھاؤ کیوں دیا تھا مگر کچھ تو تھا۔ اسکی حالت کا زمرہ دار کہیں نہ کہیں وہ بھی تھا۔

شان سر ہلاتا ہوا اسے اٹھانے باہر کی طرف بھاگا۔
 احمد کو میرے آفس بھیجو! اطہر نے زمین پر گرافون اٹھایا آفس کی جانب بڑھ گیا۔
 کچھ ہی پلوں میں احمد اسکے سامنے حاضر تھا۔
 یہ سیل فون لو، آدھے گھنٹے میں اصلی حالت میں میرے ٹیبل پر ہونا چاہیئے، اس میں موجود ڈیٹا کو کچھ نہیں ہونا چاہیئے! اگلا حکم حاضر تھا۔ احمد حکم کی تعمیل کرنا فون کے حصے سمیٹے باہر نکل گیا۔

ڈاکٹر یمنی نے اسے ایڈمٹ کر لیا تھا۔ مگر اسکی اچانک بگڑی حالت پر وہ سخت پریشان تھی۔ اور رومیصہ سے نالاں بھی۔ جس نے باقی دنوں سمیت اتوار کے دن بھی سیشن مس کر دیا تھا۔ شان ڈیوٹی پر طعنات ہونے کے باعث اسے ہاسپٹل چھوڑ کر جا چکا تھا۔ اسکی بہنوں کو انفارم کرنے سے ڈاکٹر یمنی نے منع کر دیا تھا تو شان نے یہ معاملہ ان پر چھوڑ دیا۔ وہ بہتر طریقے سے ہینڈل کر سکتی تھی۔ رومیصہ دوائوں کے زیر اثر غنودگی میں تھی۔ مسز کاظمی اس پر ایک نظر ڈال کر اپنے آفس کی جانب بڑھی۔

تم اس وقت! اظہر کو اپنے آفس پا کروہ حیران ہوئی۔

بلکل! سوچا آج لچ آپ کے ساتھ کیا جائے! وہ مسکرایا۔ مجھے یقین نہیں آ رہا! وہ جانچتی نگاہوں سے دیکھتی کر سی پر براجمان ہوئی!

اب ایسی بھی بات نہیں وہ ناراض ہوا۔

چلیں پھر، وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

جیسے آپ چاہیں آفیسر، وہ شوخی سے کہتی اسکے ہمقدم ہوئی۔ تو اظہر بھی ہنس پڑی۔ وہ ہاسپٹل کے نزدیک ریسورٹ میں چلے آئے۔ کھانا آرڈر دینے کے بعد وہ یہاں وہاں کی باتیں چھیڑتا بات کا آغاز شروع کرنے لگا۔

ویسے یہ رپورٹ آپ کے ہاسپٹل کی ہے! اس نے فون کی اسکرین مسز کاظمی کی طرف گھمائی۔

تو یہ بات تھی؟ وہ خشمگین نگاہوں سے گھورنے لگیں۔ اطر نے دانت دکھاتے ہوئے گردن کو جنبش دی۔

ہاں، ان فیکٹ میری بنائی گئی رپورٹ ہے! کیا ہوا؟ کسی کی رپورٹ ہے یہ اور تم کیوں پوچھ رہے ہو وہ تعجب سے پوچھنے لگی۔

رومیہ عثمان نامی لڑکی آپ کی پیشنت ہے! وہ تجس سے گویا لگا
ہاں بھئی! لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو! وہ نا سمجھی سے بولیں

کتنے سال سے؟؟ اگلا سوال حاضر تھا
تقریباً دو سال سے، وہ سوچ کر بولیں

ہمممجھے بس کنفرم کرنا تھا کہ یہ رپورٹس جھوٹی ہیں یا پھر! اس نے اطمینان سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی

افکار س اصلی رپورٹس ہیں! کیا بات ہے تم بتا کیوں نہیں رہے؟ وہ ابھی۔

آپ جانتی بھی ہیں وہ لڑکی کچھ دن پہلے آپ کے ہاسپٹل کے کنٹرول روم کی سی سی ٹی وی فوٹج کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہی تھی!

اطہر کی پیش گوئی پر مسز کاظمی نے سختی سے پلکیں بھینچیں۔ وہ اسکی شکی طبیعت سے سخت عاجز آچکی تھیں

آف کورس میں جانتی ہوں میری جان! لیکن تم یہ سب کیسے جانتے ہو اطہر!؟

ریٹلی مطلب آپ کے علم میں ہے یہ بات! وہ چونک کر سیدھا ہوا

ہاں بیٹا! ان فیکٹ اس نے میرے کہنے پر ہی میری مدد کی تھی، ہاسپٹل سے اچانک ایک

پیشینٹ غائب ہو گیا تھا اور سی سی ٹی وی فوٹیج بھی کام نہیں کر رہی تھی ایسے میں کیا کرتی میں

، ہاسپٹل کی رپوٹیشن کا سوال تھا اسلئے میں نے پولیس کے بجائے اسکی مدد لی اور دیکھو میرا

کام ہو گیا اور کسی علم بھی نہیں ہوا!

وہ رومیسہ سے متاثر نظر آتی تھیں

آپ مجھے بھی تو بتا سکتی تھی مہا؟

اطہر نے نفی سے سر جھٹکا

تم اپنی جاب میں بڑی تھے اسلئے تمہیں ڈسٹرب کرنا ضروری نہیں سمجھا اور،

تم کچھ چھپا رہے ہو مجھ سے وہ گہری نظروں سے گھورنے لگیں

شاید مجھ سے غلطی ہو گئی ہے! اسکے لہجے سے پیشمانی جھلکی

پہلیاں کیوں بگھوار ہے ہو صاف صاف بتاؤ!

وہ تپ کر بولیں

میں نے اسے ایک پوری رات تحویل میں رکھا مجھے لگا وہ غیر ضروری سرگرمیوں میں ملوث ہے!

وہ قدرے آہستگی سے بولا

ااطر! مسز کاظمی کو جیسے یقین نہ آیا

تو میں اور کیا کرتا بتائیں آپ ہی، ایسے کوئی بھی اس پر شک کرتا جیسی اس نے حرکت کی ہے!

وہ خفگی سے آنکھیں پھیرتا ہوا بولا

تم نے بہت غلط کیا ااطر، ایٹ لیسٹ مجھ سے پوچھ لیا ہوتا میرے ہاسپٹل کا معاملہ تھا میں خود ہی تمہیں بتا دیتی مسز کاظمی اسکی حرکت پر برہمی کا اظہار کرنے لگیں
سوری مام! وہ واقعی شرمندہ تھا

تمہارا کیا ہوگا ااطر، مانا کہ تمہاری جاب ایسی ہے لیکن تمہاری یہ شکی اور وہی قسم کی عادتیں تمہیں آگے چل بہت بھاری پڑنے والی ہیں وہ نفی میں سر جھٹکنے لگیں
اچھا نا! کھانا کھائیں!

وہ انکی توجہ کھانے کی طرف دلاتا ہوا بولا

خبردار تم نے دوبارہ میری پیشنت کو پریشان کیا تو! وہ اسے ڈپٹی ہوتی بولیں

سوری ڈاکٹر صاحبہ! اس نے اطراف میں ایک نظر ڈال کر کان پکڑے

اس سے معافی مانگو جس کے لیے تم تکلیف کا باعث بنے! وہ دو ٹوک بول کر کھانے کی

طرف متوجہ ہوئیں۔ جبکہ اطہر کو یہ دنیا کا مشکل ترین کام لگنے لگا۔ بھلا معافی کیسے مانگتے

ہیں؟ اس نے کبھی کسی سے معافی نہیں مانگی تھی!

اب کیا سوچنے لگے! کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے! وہ اسکی بے توجہی نوٹ کرتی ہوئی بولیں۔

آہہ! کچھ خاص نہیں، بس آپ سے اسکی، یعنی آپ کی پیشنت کی بیماری کے بارے میں

ڈیٹیل سے ڈسکس کرنا چاہتا تھا مگر، میری میٹنگ کا وقت ہو رہا ہے مجھے جانا پڑے گا! وہ

گھڑی دیکھتا کر سی دھکیلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اطہر بس بھی کرو بیٹا! مسز کاظمی نے سختی سے ٹوکا

۔ نہیں مام، اس بار کنڈیشن ڈفرنٹ ہے ایسی بہت سی باتیں اور پتا چلی ہیں اس لڑکی کے

بارے میں، میں انکو نہیں کر سکتا مام، اوکے سی یو! وہ تیزی سے کہتا انکا ہاتھ تھام کر لبوں

سے لگاتے ہوئے فون اٹھایا اور ایگزٹ کی جانب بڑھ گیا۔ مسز کاظمی اسکی پشت کو گھور کر

رہ گئی۔

ہیلو آنی؟ چمکتی آواز پر چونک کر پلٹی تو سارہ کو اپنی طرف دیکھتا پایا۔

بیٹھ سکتی ہو؟؟؟ وہ اجازت طلب کرنے لگی۔

ہاں ہاں پلیز! وہ فوراً بولیں۔

وہ اظہر تھا نا؟ سارہ نے ایگزٹ کی جانب اشارہ کیا جہاں سے وہ ابھی گزرا تھا۔
ہاں! مسز کاظمی حیران ہوئیں۔ وہ کئی بار اظہر کے بارے میں اس سے پوچھ چکی تھی۔ شاید وہ اسے پسند کرتی تھی یا مسز کاظمی کو ایسا محسوس ہوا۔

یش، دروازہ کھولو یشم!

دھڑ دھڑ کی آواز سے کوئی دروازہ پیٹ رہا تھا مگر اندر موجود نفوس پر اسکا رتی برابر اثر نہیں ہوا۔ وہ آنکھوں میں سرخ ڈورے لیے پے درپے مکے باکسنگ بیگ پر برسائے جا رہا تھا۔
چہرے سے پسینہ ٹپک رہا تھا، بھگیے بال ماتھے پھر پڑے تھے۔ مگر وہ غم و غصے کے عالم میں باکسنگ بیگ کے پیٹے جا رہا تھا۔ جیسے وہ بے جان چیز نہ ہو کوئی انسان ہو جسے وہ جان سے مار دینا چاہتا ہو اسکا ابھی بھی ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔

یشم میری جان! تمہاری طبیعت بگڑ جائے گی، تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا نہ ہی ٹیبلٹ لی خدا ارادہ کھول دو! تاہم کی فکر مند سی آواز پھر سے اسکے کانوں سے ٹکرانی مگر اس بار وہ خاموش نہیں رہ سکا بلکہ پھرے شیر کی طرح دھاڑا۔

ہاں تو ٹھیک ہے نا! مرجانے دو مجھے مس تاتہ آپ کو بھی اپنی زندگی راحت ملے جائے گی، نہ ہی دوسروں کو یقین دلانا پڑے گا کہ میرا بیٹا پاگل نہیں ہے!

ایسے مت کہو ییشم! میں ایسی دس لڑکیوں کی لائن لگا دوں گی تمہارے لیے، تم جانتے ہونا وہ دکھ سے بولی۔

نہیں چاہیے مجھے وہ دس لڑکیاں، مجھے بس وہ چاہیے، ایپرل چاہیے مجھے سنا آپ نے!

وہ دروازے کی طرف رخ موڑے چلایا۔

یشم بس کر دو بیٹا، اسکی کل شادی ہے وہ تمہارے قابل نہیں تھی، اس نے تمہارے ساتھ بیوفائی کی!

یشم کے مکے برساتے ہاتھ رکے۔ کیا کہا؟ کس! کسکی شادی ہے کل؟ وہ رکا

بس پھر کیا تھا شرانے کو لگا اگلے ہی پل اسکی موت واقع ہونے والی ہے۔ ییشم کے علم میں نہیں تھی یہ بات جبکہ اسے لا علم رکھنا تھا تاکہ وہ اپنے حواس نہ کھو بیٹھے اسکا ANGER

ISSUE دن بدن بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ جبکہ مس تاتہ کی زبان نے یہ بھی کر دکھایا تھا۔ اگلے ہی لمحے دروازہ کھلا اور وہ انکے سامنے تھا۔ پسینے سے شرابور، بکھرے بال، شرٹ سے عریاں کسرتی بدن آنکھوں لہو پکاتی آنکھیں شرانے پر ٹکائے وہ اسکی طرف بڑھا۔ جبکہ شرانے کو لگا یہ اسکے آخری لمحات ہیں۔

بتایا نہیں تم نے مجھے؟ وہ بولا۔ اتنا ہولے کہ شرائے بمشکل سن پائی۔
وہ وہ مس تاتیہ! وہ مد طلب نگاہوں سے مس تاتیانہ کو دیکھنے لگی
بتانا چاہیے تھا نا! وہ چلایا۔

یشم کام ڈائون ہم نے صرف تمہارے خیال سے!
ہوگی نہیں یہ شادی،

وہ انگلی اٹھا تنہہ انداز میں بولا۔ اور تاتیہ کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔
میں ہونے نہیں دوں گا یہ! اس نے راہداری میں سجاواڑ اٹھایا اور زور سے لائونج کی دیوار
میں نسب اسکرین پر دے مارا۔ تاتیہ لبوں پر انگلیاں دبائے شاکہ نظروں سے اپنے بیٹے
کو دیکھنے لگی۔ جسکی طبیعت پھر سے بگڑنے لگی تھی۔ جس کا اسے ڈر تھا وہی ہوا۔
ہوگی نہیں یہ شادی، میں یہ ہونے نہیں دوں گا دیکھنا تم! وہ انگلی اٹھا کر دھمکی بھرے انداز
میں کہتے ہینڈ ریپ اتارتے ہوئے زمین پر پٹختے لگا۔ اور کمرے میں جا کر بندوق میں گولیاں
بھرنے لگا۔ تاتیانہ سر پر گویا آسمان آگرا۔

اسکے پاس گن کہاں سے آئی؟؟؟ وہ تیزی سے اسکی طرف بڑھیں۔
یشم رک جاؤ! مت کرو، وہ منت بھرے لہجے میں بولی۔

تو میں اور کیا کروں؟ ہاں؟ کیا کروں میں تم ہی بتاؤ؟ سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا، ہم فیشن ویک سے اچھے خاصے واپس لوٹے تھے، پھر؟؟؟ وہ رکا اسکی سرخ آنکھوں میں موتی چمکنے لگے۔

کیا ہوا اسے اچانک؟ کیوں شادی کر رہی ہے وہ؟ وہ عاجزی اور بے بسی سے چیختا ہوا بیڈ پر گرا۔ کام ڈاؤن،

وہ اسے نرم پڑتا دیکھ کر اسکا کندھا سسلانے لگی

نو، آئی ناٹ کام ڈاؤن، آئی۔۔۔ ول ناٹ۔۔۔ کام ڈاؤن۔۔۔ تاتیا

وہ حلق کے بل دھاڑا۔ ٹھکرائے جانے کا دکھ غصے کی صورت اختیار کرنے لگا۔ تاتیا اسکے انداز پر گھبرا کر دور سر کی اور

آنسوؤں سے لبریز آنکھیں لیتے اسے گھورنے لگی
www.urduromans.com
جو غصے میں صحیح غلط کی تمیز ہی بھول گیا تھا۔

وہ بالوں کو مٹھیوں میں دبوچے گہرے گہرے سانس لینے لگا۔۔۔ ان کے بیچ گہرا سکوت چھا گیا۔ کئی لمحے ایسے ہی گزر گئے۔

تاتیا نے اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو گھورتی ہوئے بولنا شروع کیا

تمہیں پتا ہے نا، تمہاری خاطر میں نے اپنی پوری جوانی صرف کردی میں صرف پچیس سال کی تھی جب تمہارے باپ نے مجھے طلاق دے دی، میرے پاس دو راستے تھے یا میں تمہیں چھوڑ دوں، یا اپنا کریمیر!

یشم نے چونک کر سر اٹھایا

میں نے تمہیں چُنا یشم، اپنا کریمیر، اپنے خواب، خواہشیں سب سے منہ موڑ کر!

پتا ہے کیوں؟ اس نے نرمی سے اسکے ہاتھ سے بندوق لے کر ایک طرف رکھ دی۔

کیوں کہ میں تمہیں تمہارے باپ جیسا ظالم اور بے حس نہیں بننے دینا چاہتی تھی، میں نے تمہاری اچھی تربیت کی، تمہیں پڑھایا لکھایا تمہاری ہر جائز ناجائز خواہش کا خیال رکھا، آج تمہارے پاس دولت ہے شہرت ہے، تم اپنی زندگی کامیاب ہو، تو تم اپنی ماں کو بھول گئے اسکی تربیت کو، اسکی قربانیوں کو بھول گئے یشم،

اگر میں تمہیں نہ روکتی تو تم نہ جانے کیا کر بیٹھتے، اسی راہ پر چل پڑتے جس پر تمہارا باپ، تمہارے بھائی چل پڑے ہیں، خون خرابا، لوگوں کا دل دکھانا، فساد، بربریت! میں تمہیں اس سب سے دور رکھنا چاہتی تھی یشم، مگر مجھے لگتا ہے!

وہ انتہائی دکھ اور بے یقینی سے بھگے لہجے میں بولی۔

آئی ایم سو سوری تاتیا نہ، پتا نہیں مجھے کیا ہو جاتا ہے

یشم نفی میں سر ہلاتا اسکے قدموں میں آ بیٹھا۔ اور اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے۔ اسے آج بھی کچھ یاد تھا۔ وہ پانچ سال کا تھا جب تاتیبہ کے سر پر 'مس روس' کا تاج سجا۔ وہ آئڈینس میں بیٹھا بڑے فخر سے تالیاں بجانے لگا تھا کہ اسکی ماں دنیا کی خوبصورت ترین عورت ہے۔ بلاشبہ تاتیبہ کی قربانیاں اسکے لئے لازوال تھیں۔ اس نے اپنے ماڈلنگ کریئر کو خیر آباد کہہ کر بزنس شروع کیا۔ جس میں وہ کامیاب بھی تھی۔ اور آج وہ 'سنگل مدرز' کے لئے جیتی جاگتی مثال تھیں۔

معافی مت مانگو، بس اپنی کمزوریوں کو پہچانو! انہیں اپنے اوپر حاوی مت ہونے دو! غصہ انسانی فطرت ہے یشم، بس کچھ لوگ اس پر قابو پا لیتے ہیں اور کچھ پر یہ حاوی ہو جاتا ہے! وہ اسے پیار سے سمجھانے لگیں۔

یشم بے بسی سے سر جھٹکتا اسکے ہاتھ چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ تاتیبہ کچھ بھی کہتی مگر وہ جانتا تھا اس 'ایشو' سے کس قدر خوفزدہ تھا۔ اسے ہر وقت یہی دھڑکا لگا رہتا تھا کہ وہ کسی کو نقصان نہ پہنچا دے غصے میں۔

تم مجھے سے وعدہ کر رہے ہو نا یشم؟ تم یہ دوبارہ نہیں کرو گے؟
وہ اسکی پشت کو گھورتی ہوئی بولی۔ اشارہ گن کی طرف تھا۔

اففف تاتیہ! وہ عاجز آچکا تھا۔ ان روز روز کے وعدوں سے۔ تاتیہ خفگی سے اسے دیکھتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

آچھا، آچھا! میں وعدہ کرتا ہوں! وہ اسکی ناراضگی کے ڈر سے سرعت سے اسکے راستے میں آتے ہوئے بولا۔

کپی بات؟؟ وہ اسکے انداز پر جی جان سے مسکرائی۔

ہاں تمہاری قسم یا ر! وہ اسکی پیشانی پر ہتھیلی جماتے ہوئے بولا۔ وہ وعدے کا یقین دلانے کی خاطر اب قسمیں کھانے لگا تھا تو تاتیہ کو ماننا ہی پڑا! اسکے انداز پر کھلکھلائی۔ تو اس نے بھی سکون کی سانس لی۔

چھوڑوں گا نہیں تمہیں ایپرل! وہ مٹھیاں بھیپتتا دل ہی دل میں اس بے وفا سے ہمکلام ہوا

novels mania
www.urdu novelsmania.com

#SURPRISE_LONG_EPISODE ❤️

#THE_DARK

ساتویں قسط |

از قلم: اوزائے زبان

ITALY | ROME |

2MOTHLATER:

یہ کیسی بھکاڑیا ((K-CBHOKARIA نامی ڈرگ ڈیلر مستقل ملیشیا شفٹ ہو چکا ہے، تمہاری سروسز اتنی 'سلو' کیوں چل رہی ہیں ملک! لبوں پر انگلیاں جمائے وہ ونڈو گلاس کے پار تیزی سے گزرتی عمارتوں کو گھورتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔ چہرے پر کسی گہری سوچ کا تاثر لہرا رہا تھا۔

سوری باس، ہم جاپان میں اپنا نیا آفس سیٹ کر، اسکی چلتی زبان کو بریک لگی۔ جب بحرام نے برہمی سے ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوکا۔ وہ جب سے واپس لوٹا تھا۔ بہت سفاک ہو گیا تھا۔

مزید؟؟؟؟ کیا خبر ہے؟؟ وہ ہنوز اسی پوزیشن میں تھا۔ ملک خاکی لفافے سے تصویریں نکال کر اسکے سامنے رکھتا ہوا بولا۔ سہارنپور، اُتر پردیش سے اسکا تعلق ہے، فیملی میں صرف دو بہنیں ہیں جو دلی شہر میں اچھی پوسٹ پر فائز ہیں، یہ پہلے انڈیا میں اسمگلنگ کیا کرتا

تھا، پھر گزشتہ مہینے ہی اس نے ڈیوائن نامی اسمگلر سے ہاتھ ملایا اور آج یہ کبھی ملیشیا تو کبھی بـرلن میں ہوتا ہے،

اور پھر، بحرام اسکی بات کا ٹٹا ہوا آگے کی رواداد بیان کرنے لگا اس نے وجے جیسے معصوم لڑکے کو ورغلا یا اور لالچ دیا کہ وہ اسکی بیمار ماں کا علاج کروائے گا، بدلے میں اسے صرف ایک انسان کو قتل کرنا ہے!

بحرام کی رگیں تـنیں۔

ظاہر سی بات ہے اٹلی جیسے ملک میں اسے جاب تو ملنے سے رہی اس نے سوچا کیوں نہ شارٹ کٹ لیا جائے!

ملک نے لقمہ دیا۔

ایسا ہی ایک شارٹ کٹ اسکے باپ نے بھی اپنی زندگی میں لیا تھا جسکا نقصان وہ آج تک بھگت رہے تھے، اور بحرام نے تو باقاعدہ اسکی بھاری قیمت چکائی تھی!

بچہ ہے، چھوڑ دو اسے! اس نے تصویروں پر ایک نظر ڈال کر عاجزی سے واپس پٹخ دیں۔ وہ ضبط کی آخری حدوں پر تھا مگر اس نے کنٹرول کیا۔ بھلا اس انیس، بیس سال کے لڑکے سے وہ کیا بدالیتا؟

اسکی آواز پر ملک حیران ہی تو رہ گیا تھا۔ کمال کی اعلیٰ ظرفی تھی وہ اپنے باپ کے قاتل کو معاف کر رہا تھا۔ خیر! اسکے فیصلے پر سوال اٹھانا اسکے اختیار میں نہیں تھا اور نہ ہی اسکی حیثیت تھی۔ سو وہ خاموش رہا۔

اس ڈیوائس کو ڈھونڈو، اصلی کہانی تو یہی بتا سکتا ہے، اگر یہ فرمان کی حرکت ہے تو میں اسکا وہ حشر کرونگا کہ زمین کانپ اٹھے گی! وہ جبرے بھیجتا ہوا بولا۔

اور ایک نظر ملک پر ڈال کر گاڑی سے نکل آیا۔

باس کھانا، میں اکیلارہنا چاہتا ہوں!

وہ ہاتھ اٹھا کر دیورہ کو وہیں ٹوکتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ گلاس وال کے پار دکھائی دیتے پہاڑوں پر برف پڑ رہی تھی۔ موسم انتہائی خوبصورت تھا۔ مگر اسکے اندر ویرانی ہی ویرانی تھی۔ اس نے بے دلی سے پردے گرا دیئے

فون کے تھرتھرانے کی آواز پر اس نے ایک نظر جلتا بجتا 'سلطانہ کالنگ' دیکھا۔ اور زور سے ہاتھ مار فون ٹیبل سے نیچے پھینک دیا۔ اسے اب کسی کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ وہ سگریٹ کا پیسٹ اٹھا کر اسٹوڈیو آگیا۔

اس پوری دنیا میں اسے صرف یہاں آکر سکون محسوس ہوتا تھا۔ جہاں اس نے اپنی انگلیوں کی مہارت سے اس دشمن جان کے کئی چہرے پینٹنگ بورڈ پر اتار رکھے تھے۔

اسٹوڈیوں کے ملگجے سے اندھیرے میں دیوار پر ہر طرف 'اُسی' کی تصویروں کی بھرمار تھی۔ وہ کمال کا مصور تھا۔ یا پھر عاشق تھا! یہ اندازہ لگانا مشکل تھا۔

وہ سگریٹ لبوں میں دبائے انگلیوں کے پوروں سے اسکے چہرے کو چھوتا پلکیں میچنے لگا۔ اسکو سوچنا اور بے طرح سے بس سوچے جانا۔ بس یہی اسکا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

شام سات بجے کے قریب اسے ہوش آیا تو اس نے خود کو ہاسپٹل کے بستر پر پایا۔

میں یہاں کیسے آئی؟ وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگی

لیٹی رہو، تم بے ہوش ہو گئیں تھی جسکی وجہ سے تمہارا دوست تمہیں یہاں چھوڑ گیا ہے نرس اسے اٹھتا دیکھ کر بولی۔

ک کون کونسا؟ کونسا دوست؟ اس نے دماغ پر زور دیا

شان! ہاں یہی نام بتایا تھا اس نے اپنا

لیٹی رہو رومی! تمہیں پراپر ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے تم نے کئی سیشنز ایسے ہی مس کر دیئے! کہاں تھی تم؟؟؟

مسز کاظمی نرس کو اشارہ کرتی اسکی جانب بڑھی اور ایک ساتھ کئے سوال کر ڈالے

مجھے مجھے بہت ضروری کام تھا آفس میں اسلئے آف نہیں لے سکتی تھی! اس نے جھوٹ گھڑا۔ ساتھ ہی وہ اٹھ بیٹھی

لیٹی رہو! تم! وہ برہمی سے بولیں

پلیز مجھے جانے دیں، پلیز آپ سے ریکویسٹ ہے اس امپورٹنٹ، میری بہنیں پریشان ہو رہی ہوگی! وہ ملتی ہوئی.. مسز کاظمی نے نفی میں سر جھٹکا اسکی محبت پر کبھی رشک تو کبھی جی بھر کر غصہ کرنے کو دل کرتا تھا۔ ٹھیک ہے، میرا ڈرائیور تمہیں چھوڑ آئے گا! انہوں نے اسکے اسرار کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے۔

شکریہ وہ بس اتنا ہی کہہ سکی۔

رومی؟؟ شکر ہے تم آگئیں، تم ٹھیک تو ہونا؟ دو دنوں سے گھر نہیں آئی تھی تم پتا ہے ہم کتنے پریشان ہو گئے تھے! نبیثہ کی اسے دیکھ کر جان میں جان آئی ایکسیکوزمی؟ اس ہم میں شامل نہیں ہوں، کیونکہ جو دن دن بھر باہر رہے اور رات کو بھی گھر نہ آئے ایسے لوگوں کے لئے میں پریشان نہیں ہوتی وہ تڑخ کر بولی

انف ایمان! بہت ہو گیا تمہارا نبیثہ نے سختی سے اسے ٹوکا

بہت ہو گیا؟ ابھی ہوا ہی کہاں ہے! تم بتاؤ؟ کہاں تھی تم ہاں؟ تمہارا وہ لفنگا عاشق اپنے تمام لوفر دوستوں کے ساتھ ہمیں ڈرا دھمکا کر گیا ہے اگر تم نے اس سے شادی نہیں کی تو وہ ہم سب کو مار دے گا! لیکن تمہیں کیا! ہے نا؟؟؟

ہم چاہیں جہنم میں جائیں ہماری کسے پرواہ
تمہیں تو بس!

نبیشہ کا ہاتھ اٹھا اور ایمان کے گال سرخ کر گیا۔
ایمان نے بے یقینی سے اپنا گال چھوا
تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا؟ وہ بھی اس کی وجہ سے؟
وہ بھیکے لہجے میں بولی۔

اسکی وجہ سے نہیں تمہاری زبان کی وجہ سے! وہ دو بدو بولی
تم پچھتا لوگی بہت پچھتا لوگی تم نبیشہ! وہ چیخی

بسبس، بس کرو، بس کرو تم دونوں، رومیصہ کانوں پر ہتھیلیاں جمائے چلائی۔ اور
شکست خوردہ قدموں سے صوفے پر ڈھے گئی۔ تو وہ رحمان خاور کی حرکت تھی! وہ اسکے گھر
تک پہنچ گیا تھا۔ لائونج گہرا سوکت چھا گہرا گیا۔
www.urdu novels mania

تم دونوں میری ایک بات سن لو کان کھول کر،

تمہارا اب مجھ پر کوئی حق نہیں آج میرا اسٹ پیپر تھا اور آج سے ٹھیک دس دن بعد میری
اٹلی کی فلائٹ ہے میں جا رہی ہوں یہ ملک چھوڑ کر، اور میں دیکھتی ہوں تم مجھے کیسے روکتی ہو
!وہ اٹل انداز میں کہتی ہوئی دھاڑ سے دروازہ بند کرتی اندر چلی گئی۔

تم اسکی باتوں کا برا مت مانو رومی، میں پانی لاتی ہوں وہ کہتی ہوئی مڑی مگر رومی نے اسکی
کلانی تھامی

ایمان نے جو کہا وہ سب سچ ہے؟؟؟ اسکی سرخ آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے

رومی تم اسکی باتوں کو پلیز، نبیشہ نے بولنا چاہا

سچ ہے نا؟ وہ اسے ٹوکتی ہوئی پوچھنے لگی

ہاں، اس نے کہا جو بھی ہو وہ تم سے شادی کر کے دم لے گا

وہ اٹھی اور ساتھ میں بیگ بھی اچک لیا۔

رومی؟ رومی؟ رک جا لو کہاں جا رہی ہو! وہ گھبرا گئی۔

دروازہ بند کر لو! اور کچھ بھی ہو جائے کوئی بھی آئے دروازہ مت کھولنا! وہ انگلی اٹھا کر تاکید

کرتی باہر کی جانب بڑھی

کچھ بھی کرنے سے پہلے یہ سوچ لینا ہمیں تمہاری ضرورت ہے، چاہے کچھ بھی ہو! نبیشہ

نے خود کو اتنا بے بس کبھی محسوس نہیں کیا

ہممسم! تم فکر مت کرو، میں صبح ہوتے ہی آ جاؤ گی

وہ آنسو ضبط کرتی ہوئی بولی

رومی؟؟؟ نبیشہ کی آواز پر وہ رکی۔

ہاں؟؟؟ وہ مڑے بغیر بولی

پلیز، ٹیک کیئر ہمیشہ نے کہتے ہوئے آہستگی سے دروازہ بند کر لیا۔

وہ آج جلدی گھر آ گیا تھا آفس سے۔ سینے میں عجب سے جذبات پنپ رہے تھے ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ بے چینی ہی بے چینی اسے رگ و پھسراہٹ کر چکی تھی۔ چنچ کرنے کی غرض سے اس نے ڈیسک کا رخ کیا۔

کبڈ سے کپڑے نکالتے وقت اسکی نظر اسکارف پر ٹھہر گئی۔ جو وہ کچھ دن پہلے اٹھا لایا تھا۔ بے اختیار اسکا ہاتھ بڑھا اور اس نے اسکارف اٹھا کر لبوں سے لگا لیا۔ وہ پلکیں میچے اس کی خوشبو اپنے اندر اتارنے لگا۔

واہ بھائی واہ! ایمل نہ جانے کہاں ٹپک پڑی تھی۔ اس نے جلدی سے اسکارف نیچے کیا اور کبڈ میں رکھنے لگا۔ لیڈیز اسکارف ہاں؟ کس کا ہے بھائی!

وہ ایڑھیوں کے بل اونچی ہوئی اور اسکے ہاتھ سے اسکارف اچک لیا۔

کسی کا نہیں ہے واپس کرو مجھے! وہ سخت شرمندہ ہوا، نہ جانے اس نے یہ حرکت کیوں کی تھی۔

کسی کا تو ہے جو آپ یوں چھپ چھپ کر!

ایمل! اس نے سختی سے ٹوکا۔

آں آن ٹھیک ہے، ٹھیک ہے

اس نے براسا منہ بنا کر اسکا روف واپس کر دیا۔

اب جائو یہاں سے! وہ مارے خفت کے بے وجہ ہی چیخا۔ حد ہو گئی مزاک کر رہی تھی۔ وہ

ہاتھ جھلاتی ہوئی بولی۔ ہونہ کے سے انداز میں منہ چڑاتی واپس چلی گئی۔ وہ ایک نظر

اسکا روف پر ڈال کر اسے واپس کبڈ میں رکھنے لگا۔ فریش ہونے کے بعد اس نے کھانا کھایا

اور فائلز لیئے اسٹڈی میں آگیا۔ کام کرتے کرتے اسے پتا ہی نہ چلا کب رات کے دو بج

گئے۔ اس نے فائلز سمیٹی اور اپنی کمرے میں سونے کی غرض سے آگیا۔ مگر نیند اسکی

آنکھوں سے کوسوں دور تھی کروٹیں بدل بدل کر تھک گیا مگر نیند آ کے نہیں دے رہی تھی

۔ بے چینی سی محسوس ہونے لگی۔

کیوں نہ وہ اس سے بات کر لے! ایک پل کو اس کے ذہن میں خیال کو دا مگر اگلے ہی لمحے اس

نے تردید کرتے ہوئے کروٹ بدل لی۔ مگر پھر کچھ سوچتے ہوئے اس نے فون اٹھالیا۔

کہاں ہے وہ اس وقت؟ وہ اٹھ بیٹھا۔

سہرہ شام سے ایک خالی گھر میں ہیں اور ابھی تک وہیں ہیں!

کس گھر میں؟ کس کا گھر ہے وہ؟ خبر کی بات پر وہ پریشانی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

ایسا لگتا ہے گھر کا تعلق انہی سے ہے !

وہ شخص کھڑکی سے اندر جھانکتا ہوا بولا۔

کیا کر رہی ہے وہ اندر! اسکا ماتھا ٹھنکا

وہ شام سے دو تصویریں اور کچھ کھلونے سامنے رکھے بیٹھی ہیں، خود ہی سوال کر رہی ہیں خود

ہی جواب دینے لگتی ہیں، کبھی زور زور سے روتی ہیں کبھی چلاتی ہیں اور خاموش ہو جاتی ہیں !

سر اگر آپ کہیں تو انہیں ہاسپٹل لے جائوں، ایسے پیشنٹ کو اس حال میں اکیلے نہیں

چھوڑنا چاہیے کوئی بعید نہیں وہ خود کو نقصان نہ پہنچا لیں !

نہیں تم وہیں رکو، مجھے لوکیشن بھیجو میں آتا ہوں نظر رکھنا اس پر !

اسکی صبح پیشانی پر پریشانی کی لکیریں ابھری۔ وہ کوٹ پہنتے ہوئے گاڑی کی چابیاں اٹھاتا

تیزی سے باہر نکل گیا۔ فل اسپید پر گاڑی دوڑاتے ہوئے وہ اسکی بتائی گئی جگہ پر پہنچا۔

رات کے دو بج رہے تھے ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ خبری اسے آتا دیکھ کر اسکی طرف

بڑھا۔

میں فعال ہیں ہوں تم جانو، اور جب کال کروں تو واپس آ جانا !

اظہر اسے تاکید کرتا دروازے کی طرف بڑھا۔ ہاتھ بڑھا کر اس نے لاک گھمایا جو کلک کی آواز

کے ساتھ کھل گیا۔ وہ حیران ہوا۔ اس نے دروازہ تک لاک نہیں کیا تھا ؟

وہ دبے قدموں اندر داخل ہو گیا۔ لائونج پورا خالی تھا۔ بائیں طرف ریلنگ کے نیچے شاید کچن تھا اور دائیں طرف دو کمرے تھے جن میں ایک کی لائٹ جل رہی تھی۔ اسکے قدم اسی جانب بڑھے۔

وہ سوچی جاگتی کیفیت میں سسکتی زمین پر پڑے کشن پر سر رکھے لیٹی ہوئی جبکہ پہلو میں ایک تصویر پڑی تھی۔ اور آس پاس کئی کھلونے بکھرے ہوئے تھے۔ اسکے قدم منہجہ ہو گئے۔ دل میں ایک ٹھیس سی اٹھی۔ اسے اس وقت کسی اپنے کی ضرورت تھی اور بد قسمتی سے کوئی وہاں موجود نہیں تھا۔ خیر اسکا کوئی ہوتا تو آتا۔

اطہر نے دکھ سے سوچا۔

شان اسے تمام ترکہانی بتا چکا تھا یہاں تک کہ اسکی بہنوں کی بے رخی کے متعلق بھی جبے سن کر اطہر کے بے حد غصہ آیا تھا۔ وہ سختی سے اس سگے اور سوتیلے کانسیپٹ کے خلاف تھا۔

مس، رومیسہ! وہ دبے قدموں چلتا ہوا اس کے قریب گھٹنے موڑے بیٹھ گیا۔

اسکی پکار پر وہ ہلی تک نہیں۔

مس رومیصہ، آریواو کے؟ چلیں، میں آپکو گھر چھوڑ دوں؟ وہ سمجھ نہیں پارہا تھا اسے کیا کرنا چاہیئے۔ رومیصہ اسکی آواز پر سر اٹھا کر اسے دیکھا اور دوبارہ آنکھیں موند لیں۔ اور صوفے کی پشت سے لگالی۔

میرا کوئی گھر نہیں! وہ زیر لب بڑبڑاتی۔

وہ واقعی اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔ ورنہ اپنے سامنے کسی اجنبی کو پا کر کوئی رد عمل تو کرتی۔ کیا ہوتا اگر اطہر کی جگہ کوئی اور وہاں آجاتا؟ اگر اسکے ساتھ کچھ ہو جاتا ایسی حالت میں۔ یہ سوچ ہی اسکے لیے سوہان روح ثابت ہوئی تھی۔

مس رومیصہ! اسکی بات لبوں پر ہی دم توڑ گئی
نہیں! نہیں!

وہ اتنی زور چلائی کہ اطہر لڑکھڑا کر پیچھے کو جاگرا۔ نہیں ہے، میرا کوئی گھر نہیں، میں نہیں جاؤنگی! وہ گھٹنوں میں سر دیئے پھر سے آنسو بہانے لگی۔

اطہر اپنے حواس سنبھالتا سیدھا ہوا اور اسکے مقابل کچھ دوری پر پڑے صوفے کی پشت سے گردن ٹکالی۔

وہ کسی دیر تک کبھی 'زوہان' کبھی 'بابا' تو کبھی 'ماما' کے متعلق اسکی باتیں سنتا ضبط کیئے بیٹھا تھا

مگر وہ لڑکی تھکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ وہ تاسف سے سر جھٹکتا آگے بڑھا اور اسکی گردن پر انگلیاں جمائے کوئی رگ دبائی جس سے وہ بے ہوش کر لڑکھڑاتی ہوئی اسکے کندھے سے جا لگی۔

وہ اسے اٹھائے صوفے پر لٹانے لگا۔ آس پاس نظر دوڑانے پر اسے کمفرٹر نظر نہ آیا تو اس نے اپنا لانگ اتار اور اسکے سینے پر پھیلا دیا۔ ایک نگاہ اس پر ڈال کر اس نے تمام کھلونے سمیٹ کر باکس میں رکھنے لگا۔

تبھی اسکی نظر ڈائری پر پڑی۔ اس نے ڈائری اٹھائی اور صوفے کے قریب کرسی پر آ بیٹھا۔ رات ابھی باقی تھی۔ اس نے وقت گزاری کی خاطر ڈائری کھول لی

اطہر کی تمام تر رات آنکھوں میں کٹی۔ اور اس وقت گھڑی صبح کے چھ بج رہی تھی۔ اس نے آنکھیں کھلتے ہوئے ڈائری بند کی اور فون اٹھائے دبے قدموں کمرے سے باہر نکل آیا۔

کہاں ہو تم! اچھا ٹھیک ہے! اور سنو، گہری نگاہ رکھنا اس پر کچھ بھی عجیب ہو فوراً سے پہلے مجھے خبر کرنا۔ وہ حکم صادر کرتا ہوا داخلی دروازے سے ہوتے ہوئے باہر نکل آیا۔ روڈ

کے ایک کونے پر اسے وہ شخص کھڑا دیکھائی دیا۔ جس نے اسے دیکھ کر ہاتھ ماتھے پر لے جاتے ہوئے سلیوٹ جھاڑا۔ اس نے سر خم دیتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ اور گاڑی آگے بڑھالے گیا۔

کلب کی رنگ برنگی لائٹیں اسکے پر تیر رہی تھی۔ وہ لوگوں کے سیلاب کو چیرتا ہوا آگے بڑھا اور کرسی پر جاٹکا۔

باریٹنڈر اسے دیکھ کر ڈرنک بنانے لگا۔ وہ جنونی انداز میں ایک کے بعد ایک گلاس چڑھانے لگا۔ باریٹنڈر تاسفی نگا ہوں سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔ وہ کیا کرتا بے چارہ اسکا تو کام ہی یہی تھا مگر!

اسی لمحے اسے میڈم تاتتہ کا پیغام موصول ہوا مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ وہ کاونٹر سے بیئر کی بوتل اٹھانے جا چکا تھا۔ باریٹنڈر سر جھٹک کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ آج رات اسکی شادی تھی اور ششم کو ایک لمحے کے لیے بھی سکون میسر نہیں تھا۔

فریب، جھوٹ، دھوکہ، بے وفائی اسکی زندگی کا معمول بننے جا رہے تھے۔ وہ جتنی بھی کوشش کر لیتا مگر کوئی دوست، میٹ، گرل فرینڈ چند مہینوں سے زائد اسکا ساتھ نہ دیتی۔

اس میں کمی کیا تھی وہ آج تک نہ سمجھ پایا۔ خوبصورت تھا، زہین تھا دولت مند تھا۔ اچھے بیک گرائونڈ سے تعلق تھا۔ اسکا وقت، اسکی محبت، احساسات سب اکارت جاتا جب لوگ اسے 'تمہاری محبت' 'محبت' 'نہیں قید خانہ ہے' کہہ کر چھوڑ جاتے۔ دراصل وہ انکی اوقات سے زیادہ انہیں صرف کر دیتا تھا تبھی اسے دھوکہ اور بے وفائی کے علاوہ کچھ نہ ملتا۔ اس نے اب توبہ کر لی تھی کہ محبت اب کبھی نہیں کریگا۔

لیکن اس بے وفا کو ایک سبق سکھانا بہت ضروری تھا۔ اس نے بوتل کا آخری گھونٹ بھرتے ہوئے زور سے دیوار پر دے ماری۔ ایک چھنکے کے ساتھ بوتل کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر بکھر گئی۔ اسے اپنی ذات بھی ان بکھرے ہوئے کانچ کے ٹکڑوں سے مختلف نہ لگی۔ جبے چنتے چنتے اسکے ہاتھ تک زخمی ہو چلے تھے۔

سر، سر آپ ٹھیک تو ہیں؟ شرائے نہ جانے کہاں سے آگئی۔ دور ہٹو وہ سخت کوفت کا شکار ہوا۔

مس تاتیہ! خبردار اگر تم نے ایک بار بھی اسکا نام لیا تو، اب چلی جاؤ یہاں سے اور مجھے اکیلا چھوڑ دو وہ انگلی اٹھا کر تنبیہ انداز میں چلایا۔ اور گاڑی آگے بڑھالے گیا۔ شرائے حواس باختہ سی ٹیکسی لئیے اسکا پیچھا کرنے لگی۔ ہے ہیلو میم! وہ سر چلے گئے! پتا نہیں کہاں؟ مگر وہ نشے میں ہیں آپ پلیز کچھ کریں، ج جی جی میں لوکیشن بھیجتی ہوں! وہ سخت پریشانی

کے عالم میں فون کان سے ہٹاتی تاتیہ کو لوکیشن بھیجنے۔ مطلوبہ جگہ پر گاڑی جھٹکے سے رکی۔ وہ سیٹ بیلٹ ہٹاتا باہر نکل آیا۔ سفید للی کے پھولوں راہداری ڈیکورٹ کی گئی تھی حال کے باہر لوگوں کی چل قدمی تھی۔

یہ سب دیکھ کر اسکی آنکھوں میں خون اترنے لگا۔ اس نے کار کی ڈگی سے ہاکی اٹھائی اور شدید طیش کے عالم میں ساری ڈیکورشن تنس تنس کر دی۔ لوگوں میں اسکی حرکت سے کہرام مچ گیا۔ وہ ہانپتا ہوا کہنی سے ناک رگڑتا اندر کارخ کرنے لگا۔ اسی لمحے شرانے ٹیکسی کو ہاتھ کے اشارے سے روکتی گولی کی طرح باہر نکلی۔

ہی ہیلو میم! پلیز جلدی آجائیں ورنہ غضب ہو جائے گا

وہ راہداری میں مرجھائے پھولوں کو دیکھتی ہوئی بولی۔ اور فون رکھتے ہوئے اندر کو بھاگی۔

Heyyyyyyylllowwwweveryone
Brideofmoscow&groom

وہ ہاتھ اٹھا کر چلاتا ہوا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے لگا۔

ی ی یششم !!!

عروسی لباس میں ملبوس ایپرل کا اوپر کا سانسیں اوپر اور نیچے کی نیچے ہی رہ گئی۔ اسکے خطرناک ارادوں سے معلوم ہو رہا تھا وہ سب تباہ کر دے گا۔

#THE_DARK

آٹھویں قسط |

از قلم: اوزائے زبان

س س س سکیورٹی! اسکے لب بمشکل پھڑپھڑائی۔ وہ خوفزدہ سی ہو کر دور سر کی کیا بات ہے؟، LOVE اوہ سوری ایکس۔ لو مجھے شادی پر انوائٹ کرنا بھول گئی تم؟! نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے لہجے میں دکھ چھلکا۔

یش ت تم، اس نے کچھ کہنا چاہا
یشم، یشم الیم نام ہے میرا، سنا تم نے؟ وہ دھاڑا۔ اب اسکے آنسو اس پر کوئی اثر نہیں
دکھانے والے تھے

دھوکہ دیا نا تم نے 'بھی' مجھے؟

وہ چلتا ہوا اسکے نزدیک آیا۔

یشم میں تمہیں بتانے ہی والی تھی،

بتانے والی تھی؟؟؟ کب؟ جب شادی ہو جاتی تب! وہ بے یقین ہوا مطلب اس نے پہلے سے ہی سوچ رکھا تھا سب؟ وہ اسکے ہاتھوں استعمال ہو چکا تھا 'محبت' کے نام پر؟۔

کون ہے یہ ایپرل؟؟ وہ سوٹڈ بوٹڈ شخص یقیناً اسکا دلہا تھا۔

ہیلو جینٹلمین، لیٹ می انٹرڈیوس مائے سیلف ٹویو اینڈ ایوری ون،

یشیشم پلیز! ڈونٹ اسپائل مائی ویڈنگ

وہ آنکھوں میں آنسو لیے اس سے گزارش کرنے لگی۔

آں آن دور ہو! وہ نفرت سے اسکا ہاتھ جھٹکتا ہوا بولا۔

تم ہو کون؟؟؟ اس شخص کو اسکی بد تمیزی ایک آنکھ نہ بھائی۔

میں وہی ہوتا جو اس وقت تم ہو، اگر تم نہ ہوتے تو!

وہ لفظ چبا چبا کر کہتا باور کرو اتے ہوئے بولا۔

یشیشم پلیز چلے جاؤ یہاں سے! کیوں آگئے ہو میری خوشی برباد کرنے۔ وہ رودی۔

اگر یہی سب تمہاری خوشی ہے تو میرے ساتھ وہ سب کیا تھا؟؟؟ ہاں؟؟؟ وہ غصے سے بے قابو ہونے لگا۔

دھوکے اور فریب کے احساس نے اسکے اندر نفرت بھر دی تھا۔ جواب غصے کی صورت

اسکے لہجے اور حرکات میں چھلک رہی تھی۔

بولو؟ جواب دو؟ وہ چیخا۔

نہیں ہے نا کوئی جواب، کیونکہ تم دھوکے باز ہو اور مجھے دھوکے بازوں سے سخت نفرت ہے! تم دیکھو اب میں تمہارا کیا حال کرتا ہوں، وہ شعلے برساتی نگاہوں سے اسے دیکھتا ہوا مڑا اور ہاتھ میں پکڑی ہاکی کے بھرپور وار سے میز پر سچی شراب کی بوتلوں کو لمحوں میں زمین بوس کر دیا۔ لوگوں کی چیخوں سے حال گونجنے لگا۔

یشم پلیز چلے جاؤ یہاں سے، میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں! وہ ہزینا فی انداز میں روتے ہوئے چلائی

ناممکن! وہ نفرت سے پھنکارا۔

یہ کیا تماشہ لگا رکھا ہے! کون ہے یہ جاہل
رعبدار آواز گونجنے پر وبھاگ کر اپنے باپ کے قریب گئی۔

یہی یہ میرا دوست ہے بابا، اس نے جھوٹ بولا وہ بات کو بڑھا کر یشم کے غصے کو ہوا نہیں دے سکتی تھی

ٹھیک ہے بیٹا! مگر؟ ایسے جاہلوں کو شادی میں بلانے کی ضرورت کیا تھی!
وہ شعلہ بارنگاہوں یشم کو گھورتا ایپرل کے بگل میں آکھڑا ہوا۔

کیا کہا تم نے؟؟؟ یشم اسکی جانب بڑھا۔ وہ آج سارے لہاظ بالائے طاق رکھ کر آیا تھا۔

یشتم ن نہیں! بابا پلیر اسے کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے،

کیا کہا تم نے؟؟؟ یشتم آنکھوں میں خون اتر آیا

اب جاہل کو جاہل نہیں کہیں گے تو اور کیا کہیں گے، وہ اکڑ کر بولا

یشتم نے غصے مٹھیاں بھینچی۔ جبکہ ایپرل کے ہاتھ پیر پھولنے لگے۔

یشتم؟ رک جا لو کیا کر رہے ہو، تاتیانہ کی آواز پر اسے زیادہ حیرت نہیں ہوئی تھی۔

یشتم پلیر چلو یہاں سے بھول گئے؟ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا! وہ چباتے ہوئے بولی

سوری، سوری ایوری ون! وہ اسکا کندھا تھا متی اسے باہر کی طرف کھینچنے لگی۔

کیسی ماں ہو تم ڈھنگ سے پرورش بھی نہ کر سکی اپنی اولاد کی، لے جاؤ اسے یہاں سے اسکی یہ غنڈہ گردی یہاں نہیں چلے گی!

اس شخص کا لہجہ یشتم کو چابک کی طرح لگا تھا۔ بس پھر کیا تھا اسکے صبر کا پیمانہ چھلکا اور وہ

تاتیانہ سے ہاتھ چھڑاتا ہوا آگے بڑھا اور پوری قوت سے گھونسا اس شخص کے جبرے پر

دے مارا۔

بابا! ایپرل فلک شگاف چیخ ہوا بلند میں ہوئی۔

تاتیانہ لبوں پر انگلیاں جمائے شاکہ نظروں سے اس عمر دراز شخص کو دیکھ رہی تھی جو زمین پر

گرا ٹپ رہا تھا

یہ ایشین گولڈ میڈلسٹ (باکسر) یشم الیم کے ہاتھ کا گھونسا تھا جس میں ہڈی ٹوٹنے کے ون ہنڈریڈ پر سنٹ چانسز تھے۔

باسرڈ! وہ نفرت سے بولا۔ محبت جگہ لیکن اپنی عزت اسے سب سے زیادہ عزیز تھی۔ وہ تاتیبہ کا ہاتھ تھامے باہر نکل آیا۔

تم ٹھیک ہوتاتیبہ؟ اور تم؟ وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لئے باری باری ان دونوں پر نظر ڈالتے ہوئے بولا۔ تاتیبہ سر ہلا کر رہ گئی۔ چلو! وہ اسکا ہاتھ تھامے گاڑی میں بیٹھانے لگا۔ شرالے تیزی سے بیک سیٹ پر براجمان ہوئی۔

تم نے یہ کیوں کیا یشم؟؟ وہ اس عمر دراز شخص کے لیے فکر مند نظر آنے لگی۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا کوئی میری ماں کی انسلٹ کرے! وہ برہمی سے گہری سانسیں لیتا ہوا بولا۔

یشم! تم لوگ گھر جاؤ مجھے کچھ کام ہے! وہ بنگلے کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے بول پڑا۔

کہاں جا رہے ہو اس وقت؟؟ تاتیبہ سے اسکی یہ حالت دیکھی نہ گئی۔

آجائونگا فکر مت کرو! انہیں اندر لے کر جاتو تم!

وہ رخ موڑے شرائے سے مخاطب ہوا۔ انہیں وہاں اتار کر گاڑی آگے بڑھالے گیا۔ وہ ایک بار پھر سے اپنے معصوم بیٹے کے بے لوث محبت کرنے والے دل کو ٹوٹنے سے بچا نہیں پائی تھی۔ تاتیبہ افسوس سے آہ بھرتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

کسماتے ہوئے اس نے پلکیں واکیں تو خود کو صوفے پہ پڑا پایا۔

میں یہاں کیسے آئی؟ بڑبڑاتے ہوئے جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ یہ؟؟؟ کسکا ہے؟

سینے پر پھیلے کوٹ سے مانوس سی خوشبو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی۔ اسے گزری رات کا ایک لمحہ بھی یاد نہ تھا۔ اسے صرف اتنا یاد تھا کہ وہ ایمان کی باتوں سے اپ سیٹ ہو کر گھر سے نکلی تھی۔

کون آیا تھا؟ وہ اطراف میں نگاہ دوڑاتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔ کمرے میں موجود ہر شے اپنی جگہ پر تھی۔

شان؟؟؟ اسکے زہن میں خیال کودا۔ ہاں وہی ہو سکتا ہے اسکے علاوہ کسی کو اس جگہ کی خبر نہیں تھی۔ وہ رائے قائم کرتی۔ کوٹ ہٹاتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ پانی کے چھنٹے منہ

پر مارتے ہوئے اس نے خود کو آئینے میں دیکھا تو حیران سے رہ گئی۔ اسکی آنکھیں نمایاں سوزش کا شکار تھیں۔

کیسے؟ اسکے لب ہلے۔ فون کی بیل پر وہ ٹاول سے منہ تھپتھپاتی باہر آئی۔
ہاں، ہاں بس آئی! اسکے آفس سے کال تھی۔ صبح کے دس بج رہے تھے وہ تین گھنٹے لیٹ تھی۔ وہ تیزی سے بیگ میں سامان ٹھوستی باہر کی طرف بھاگی۔
کچھ یاد آنے پر اس کے قدم رکے۔

اور اٹے قدم لیتے ہوئے صوفے پر پڑا کوٹ اٹھایا اور داخلی دروازہ لاک کیئے۔ بھاگتے ہوئے مین روڈ کا رخ کیا۔ ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے اس نے ٹیکسی روکی۔ اور ایڈریس سمجھاتے ہوئے بیک سیٹ پر براجمان ہوئی۔ اسے پہنچتے میں پندرہ منٹ درکار تھے۔ وہ تیزی سے پیر ہلاتی انتظار میں تھی۔ پھر کچھ سوچ کر فون نکالا اور 'تھینکس' لکھ کر شان کو سینڈ کر دیا۔
www.urdu novelsmania.com

فارواٹ؟؟؟ اسے لمحوں میں جواب موصول ہوا۔
حد ہے! وہ مسکرائی۔

جانتی تھی وہ احسان کرنے کے بعد جتانے کا عادی نہیں تھا۔
فارایوری تھنگ شان! ٹائپ کیا اور اسکے نمبر پر سینڈ کر دیا۔

لبوں پر گلوں لگاتے ہوئے اس نے خود پر ایک حتمی نگاہ ڈالی۔ سنہرے بال، برائون آنکھیں، مسکارے سے سنوری پلکیں، لمبی ناک، گلابی ہونٹ وہ کسی ہالی وڈ کی حسینہ سے کم تھی کیا۔ اس نے مسکراتے نے سوچا۔ اور بیگ اٹھا کر باہر آ گئی۔

کہاں چلی آپ کی شاہی سواری؟ نبیشہ میگزین سے زرا نظریں ہٹا کر اسے سرتاپا دیکھتی ہوئی بولی۔

شاپنگ، سلون! وہ کچن میں گھسی اور فریزر میں جھانکنے لگی۔

وجہ؟ وہ سرسری سا پوچھتی پھر سے مصروف نظر آنے لگی۔

ہمارے ایگزٹام ختم ہو گئے ہیں، ہم فارن جارہے ہیں اس سے بڑی وجہ اور کیا ہو سکتی ہے ایمان پانی کا گلاس منہ سے لگاتی عام سے انداز میں بولی۔

رومی سے پوچھا تم نے؟

وہ میگزین پلٹ کر ایک طرف رکھنے لگی۔

بس ہاں بس! یہ رومی نامی بلا کو بھول بھی جاؤ اب! بس کردو 'ہمیں' نہیں تو کم از کم 'مجھے' میری زندگی اپنی مرضی سے جینے دو نبیشہ پلیز!

وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولی۔ ا

ب چلو بھی! وہ اسے پھر سے میگزین کھنگالتا دیکھ کر چیخی۔

کہاں؟ اس نے ابرو اٹھایا۔

کہاں کیا مطلب! تم نہیں چل رہی میرے ساتھ؟ ایمان منہ بسورتے ہوئے بولی۔

پوچھ رہی ہو یا بتا رہی ہو؟ وہ طاہرانہ انداز میں بولی۔ ٹھیک ہے تمہاری مرضی مت جانو! وہ

ہارمانتے ہوئے بولی۔ اچھا ٹھیک ہے! تم رکو میں اپنا بیگ لے کر آتی ہوں! وہ کچھ سوچتے

ہوئے بولی۔ جانتی تھی بلا کی ضدی ہے جا کر ہی دم لے گی پھر وہ اسے اکیلے نہیں جانے

دے سکتی تھی۔ مجبور اسکے ساتھ جانا پڑا۔

جلدی آنا! ایمان نے پیچھے سے ہانک لگائی۔ اسکے پیر خوشی سے زمین پر نہیں پڑ رہے تھے۔

اٹلی جانا بھلا کوئی چھوٹی بات تھی۔ لوگ ایڑیاں رگڑتے رہ جاتے مگر انہیں ویزا نہ ملتا۔ اور

پھر اسکی خوش قسمتی تو دیکھو اسے اسکا لرشپ ملی تھی۔ یعنی اپنے کریئر بنانے کا ایک

سنہری موقع۔ جو وہ کسی صورت ہاتھ سے جانے دینا نہیں چاہتی تھی۔

آفس سے شام میں اس نے شان کی طرف جا کر اسکا شکریہ ادا کرنے کا سوچا۔ آخری نوالہ اس نے جلدی سے منہ میں ڈالا اور پانی کے گلاس کے ساتھ ٹیبلٹ نگلی۔ اور کینٹین سے نکل آئی۔

اسے کال کر کے کر کے پوچھ لیتی ہوں، شاید آفس میں نہ ہو اس نے سوچا۔ اور اسے کال ملانے لگی۔ مگر اسکا فون سوئیچڈ آف جا رہا تھا اس نے مایوسی سے فون بیگ میں رکھا اور ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔ آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ اسٹیشن پہنچی۔

ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ اندر جائے یا نہ جائے۔ اسے شان آتا دکھائی دیا۔ شان؟؟؟ اس نے ہانک لگائی۔

وہووو، وٹ آپلیزینٹ سر پرائز! تم یہاں؟ وہ مسکراتے ہوئے اسکی طرف آیا۔

ہاں میں تم سے ملنے آئی تھی اور،

ریتلی؟ وہ اسکی بات کاٹ کر حیرانی سے بولا۔

ہاں یہ کوٹ لوٹانا تھا تمہیں!

شان چلو یا ر! احمد چلایا۔

آیا! وہ رخ موڑتے ہوئے بولا۔

یہ کوٹ میرا نہیں ہے، لیکن میں اسے پہچانتا ہوں! وہ ایک نظر کوت پر ڈالتا ہوا بولا۔
کیا مطلب؟ یہ تمہارا نہیں ہے وہ حیران ہوئی۔

آئی تھنک یہ ہمارے چیف کا ہے! لیکن یہ تمہارے پاس کیسے آیا؟ اس نے گویا رومیہ کے سر پر دھماکا کیا۔

شان! احمد پھر سے چلایا۔

خیر چھوڑو، چیف ابھی گئے نہیں ہیں مطلب ابھی آفس میں ہی موجود ہیں تم چاہو تو انہیں یہ لوٹا سکتی ہو، میں ابھی تھوڑا جلدی میں ہوں پلیز برامت ماننا مجھے جانا ہوگا! وہ معذرت کرتا ہوا روانہ ہو گیا۔

اور وہ شکدسی گاڑی سے پشت ٹکائے خود کو سہارا دینے لگی۔

وہ وہاں آیا تھا؟ اسے کیسے پتا چلا اس جگہ کے بارے میں؟؟؟ نہ جانے وہ اور کیا کیا جان گیا ہوگا اسکے بارے میں؟ ایسے کئی سوال اسکے ذہن میں اٹھے۔ اس نے بیگ سے پین سے اور نوٹ بک نکالی اور اس پر تھینکس لکھ کر بیگ میں واپس رکھنے لگی۔

مگر! وہ رکی۔ شکریہ کس بات کا؟؟؟؟

کس بات کا شکریہ ادا کرتی وہ۔ اس بات کا کہ اس نے ایک تمام رات اسے حولات میں رکھا
۹۹۹

ہونہ! اس نے ہنکارا بھرا۔ اور ساتھ ہی لکھی گئی چٹ مٹھی میں بھیجی۔
ایکسیوزمی؟ اندر جاتے شخص کو آواز دے کر بولی۔

یہ شاید آپ کے کسی آفیسر کا ہے غلطی سے میرے پاس آگیا تھا پلیز اسے لوٹا دیں! وہ
شخص اثبات میں سر ہلاتا اسکے ہاتھ سے کوٹ لیئے اندر کی بڑھ گیا۔
اس نے غم و غصے سے مٹھی میں دبا کاغذ ایک طرف پھینکا اور بیگ سنبھالتی آگے بڑھ گئی۔
تیسری منزل پر نسب گلاس وال کے اس پار اطہر کاظمی نے یہ تمام مناظر اپنی آنکھوں
سے دیکھے۔ وہ سر جھٹکتے ہوئے وہاں سے ہٹا اور کچھ سوچتے ہوئے مسز کاظمی کا نمبر پیش
کرنے لگا۔

ہیلو ماں؟ کیسی ہیں آپ؟ ڈسٹر ب تو نہیں کیا؟ میں آپ سے رومیصہ عثمان کا کیس ڈسکس
کرنا چاہتا ہوں آپ کو بتایا تھا نا میں نے؟
ٹھیک ہے ڈنر پر آپ اسکی تمام رپورٹس لے آئیے گا میں تفصیل سے جاننا چاہتا ہوں
سب کچھ۔!

ہمم ٹھیک ہے سی یو! فون کان سے ہٹاتے ہوئے اس نے ٹیبل پر رکھا۔ اور گلاس وال کے پار ڈھلتی شام کو دیکھنے لگا۔

کیسی لگ رہی ہوں؟؟

وہ متاثرہ نگاہوں سے خود کو آئینے میں دیکھتی ہوئی بولی۔

خود دیکھ لو! نبیشہ سر سری سی نگاہ اس پر ڈالتی لیپ ٹاپ میں مصروف نظر آنے لگی۔ ایک تو تم ہر وقت شکل پر بارہ بجائے رکھتی ہو، تھکتی نہیں ہو کیا! وہ اکتائی۔ ایمان ہم پڑھنے جا رہے ہیں نہ کہ فیشن شو میں! وہ جیسے اسے یاد دلانے لگی۔ جب سے وہ لوگ شاپنگ سے آئے تھے ایمان تمام اوجھل کپڑوں کو پہن پہن کر دیکھتی اسے غصے دلا رہی تھی۔

تمہیں کیا ہے؟ ہاں تم دونوں بہنوں سے میری خوشی برداشت نہیں ہوتی ناں؟ خود تو تم دونوں دکھی روحوں کی طرح زندگی گزار رہی ہو، نہ کوئی مزے کرتی ہو، نہ کوئی ایڈونچر کیسی بد مزہ زندگی گزار رہی ہو! وہ پھٹ پڑی۔

معاف کرو بی بی نہیں چاہیے ایسے ایڈونچر! نبیشہ سے ناک سے مکھی اڑائی اور فلور پر بکھرے کپڑوں کو عجیب نظروں سے دیکھنے لگی۔

اوہ ہیلو، میرے کپڑوں کے بارے میں کچھ مت کہنا! وہ ہتھ سے اکھڑی۔

تمہارے کپڑے اس قابل ہیں بھی نہیں کہ اسکے بارے میں کچھ کہا جائے! وہ بھی نبیشہ تھی اپنے نام کی ایک۔

ایمان اسے گھوری سے نوازتی کپڑے سمیٹنے لگی۔

کیا ہو رہا ہے؟ رومیصہ داخلی دروازے کے قریب شوز اتاری ہوئی بولی۔

ارے آگئی تم؟ کچھ نہیں بس ہم زرا سردیوں کی شاپنگ پر گئے تھے! نبیشہ اصل بات چھپا گئی۔ وہ اسے بتا کر دکھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ہاں میں نے بھی سنا ہے اٹلی میں بہت سردی ہوتی ہے! ایمان کہاں باز رہنے والی تھی۔

تو تم لوگوں کا آخری فیصلہ ہے یہ؟؟؟ رومیصہ نے باری باری دونوں پر نگاہ ڈالی۔

رومی ہم، افکورس اور تمہیں کیا لگتا ہے کہ ہم تمہاری سٹوڈنٹس کیورٹی کی وجہ سے یہ موقع ہاتھ سے جانے دیں گے! ایمان ہمت جٹا کر بول پڑی۔ آج یا آریا تو پار ہو ہی جائے اس نے سوچا۔

جبکہ نبیشہ کو اسکا لہجہ سخت برا لگا۔

ٹھیک ہے! اسکی فکر اور پریشانی کو 'اسٹوڈنٹس کیورٹی' کا نام دینا اسکے دل کو چھلنی کر گیا۔ وہ اور کیا ہی کہتی اپنا بیگ اٹھا کر اندر کی جانب بڑھی۔

رومی کھانا مجھے بھوک نہیں ہے اسکی پوری بات سننے بغیر کہتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

تمہاری بہت زبان چلنے لگی ہے ایمان! وہ بھڑکی۔

اسی میں تو ایڈونچر ہے! وہ آنکھ دبا کر بولی۔

تمہارے یہ ایڈونچر کسی دن ہماری جان لے لیں گے! وہ چباچبا کر کہتی لیپ ٹاپ اٹھائے

وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔ جبکہ اپنی زبان پر تعجب تو ایمان کو بھی تھا کیسے قینچی کی طرح

چلنے لگی تھی۔ خیر رومیسہ کی خاموشی میں ہی اسکی رضامندی تھی اسے سوچا اور کپڑے

اٹھائے واڈروب میں سجانے لگی۔



#THE_DARK

نویں قسط |

از قلم: اوزائے زبان

ITALY | MILAN

اس نے رومال سے منہ رگڑتے ہوئے واپس کار میں پھینکا اور گاڑی سے پانی کا تھرماس نکالتا ہوا۔ پارکنگ لاٹ سے منکل کر بھاگتے ہوئے روڈ کراس کی اور ایک طرف رکھی بیچ پر جا بیٹھا۔ صبح پیشانی پر فکر کی لکیریں نمایاں تھیں۔ بمشکل کچھ لمحے گزرے تھے کہ بیچ کی دوسری طرف کوئی شخص آ بیٹھا۔

سلام بھائی! وہ بیٹھتے ہی بولا

ہوں! اس نے صرف ہوں 'اکتفا کیا۔

کیا بات ہے بھائی؟ آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں؟ اس شخص کے سوال کے پر وہ کہنیاں گھٹنوں پر ٹکاتے ہوئے قدرے جھکا۔

یہ ڈیوائس کہاں ملے گا؟؟؟

وہ ناک چڑھاتا سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

بھائی،،،، آپ، کو ملک پر بھروسہ نہیں؟؟؟

وہ جھجھک کر پوچھنے لگا۔ کیونکہ اس کے سارے کام ملک ہی کیا کرتا تھا۔

وہ آج کل تھوڑا آف روٹ 'چل رہا ہے!

محرام نے پیشانی رگڑی۔

خیریت؟؟ اس کا منہ ابجھا

رئیس ملک کو میکسمیلین کے لوگوں نے قتل کر دیا! بحرام نے ایک ترچھی نگاہ اس شخص پر ڈال تاسف سے سر جھٹکا۔ وہ 'ملک' کے باپ کے قتل کا ذمہ دار بھی خود کو ٹھہرا رہا تھا۔
 اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ - وہ بے اختیار بولا۔

آپ دل پر مت لیں بھائی، میکسمیلین کی طرح اسکے لوگ بھی جہنم کے حقدار ہیں، ہمیں آپ پر پورا بھروسہ ہے اور یقیناً ملک کو بھی ہوگا! رہی بات ڈیوان کی تو آپ بہتر جانتے ہو گئے، آخر کار آپ کی اجازت کے بغیر یہاں کوئی باہر کا بندہ کسی قسم کا کوئی بھی کام نہیں کر سکتا! ہماری ہر طرف نظر ہے

فرمان کا ساتھ مل جائے تو بخوبی ہو سکتا ہے؟
 بحرام کے لب بے اختیار پھڑپھڑائے۔

یمان بھی تو ہو سکتا ہے، اس شخص نے لقمہ دیا۔

نہیں، میں اسکی رگ رگ سے واقف ہویمان اتنا گھٹیا نہیں ہو سکتا! یہ فرمان کی حرکت ہے،
 بحرام کی رگیں تنیں

خیر! کیا خبر لائے ہو؟ وہ نظر ترچھی کر کے ایک نظر ڈالتا ہوا پوچھنے لگا۔

سلطانہ کی طبیعت تھوڑی ڈانوں رہتی ہے آجکل، مسز زمان نے نیا بزنس شروع کیا ہے،
 میں نے لوگوں کو چیک کیا کلیمر ہیں سب!

اور پرس؟ اسکی آنکھیں سرخ پڑیں۔ بحرام جانتا تھا وہ اس سے بہت خفا ہوگی اس سے نفرت کرے گی مگر! وہ کیا کرتا اسے کرنا پڑا۔ ان سب کی زندگیوں کی خاطر اسے خود کو اندھیروں میں دھکیلنا پڑا اسکے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا۔

وہ بھی فرسٹ کلاس، صبح کالج جاتیں ہیں، شام کو کوچنگ اور باقی وقت وہ اپنے کمرے میں گزارتی ہیں! وہ خاموش ہو چکا تھا

ساتھ ہی بحرام بھی نے چپی سادھ لی۔ سارے الفاظ اسکے دکھوں نے نچوڑ لئے تھے۔ ایک اور خبر بھی ہے بھائی، ضروری ہے پر، شاید! لگتا ہے کہ نہیں بھی ہے! وہ کنپٹی کھجاتا ہوا بولا۔ سمجھ نہیں پارہا تھا اسے بتائے یا نہ بتائے۔

فیصلہ کر لو ضروری ہے یا نہیں! وہ سوچوں کو جھٹکتا ہوا بولا۔

ہاں ہاں، ضروری ہے مگر آپ کو شاید نہ لگے!

وہ ہنوز شش و پنج کا شکار تھا

بات کو بڑھاؤ مت، جو بات ہے صاف صاف بولو!

اس نے برہمی کا اظہار کیا۔

وہ، بھائی لڑکی ہے ایک!

یہ ضروری بات ہے! وہ اسے ٹوک کر سخت نظروں سے گھورتا اٹھ کھڑا ہوا۔

نن نن ہیں بھائی سنیں تو سہی، وہ ہڑبڑا کر ساتھ ہی اٹھا۔

جلدی بولو، وہ اسے گھوری سے نوازتا واپس بیٹھا اور تھرماس لبوں لگایا۔

ایک لڑکی بہت وقت سے آپ کے بارے میں چھان بین کرنے کی کوشش کر رہی ہے، خاص طور پر 'لورڈ' کے بارے میں، ہمیں جب معلوم پڑا تو ہم نے پوری کوشش کی کہ اسے کچھ بتانہ چلے لیکن پھر پچھلے ہفتے ہی پتا نہیں کیسے اس کے ہاتھ وہ لسٹ لگ گئی،

وہ اسکے غصے کے ڈر سے رموٹ والے کھلونے کی طرح فر فر بولا۔ جسے چابی دے چھوڑ دیا ہو

پاکستان سے؟ بحرام الجھا

ہاں بھائی! وہ فوراً بولا۔

وہ پیشے سے وکیل ہے مجھے تو معاملہ قتل کا معاملہ لگتا ہے وہ لڑکی سر توڑ کوشش کر رہی اوپر سے اتھورٹیز بھی اسکی مدد کر رہی ہیں!

ہونہ، ایسے بہت سے قتل کے 'الزام' ہیں مجھ پر

وہ بے نیازی سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔ کچھ قدم آگے بڑھا ہی تھا کہ جو سوچ اسکے ذہن میں آئی وہ اسے دہلا دینے والی تھی۔ وہ انہی قدموں سے واپس پلٹا۔

ع شمان یوسف خان،

ہاہاں یہی نام تھا، مگر لڑکی کا نام بھول گیا میں !
وہ پرجوش سا اسکی بات کاٹ کر فوراً بولا۔

وہ شذر رہ گیا۔ بحرام کو آس پاس کے تمام مناظر گھومتے ہوئے دکھائی دیئے۔ پھر
اچانک ایک زوردار دھماکے کی شدت سے زمین لرزی۔ اور میکا یک ہوا میں اڑتی گاڑیاں
زمین بوس ہو کر قیامت خیز منظر پیش کرنے لگیں۔ خون کی ندیاں بنجر زمین کو سیراب کرنے
لگیں۔

آپ جانتے ہیں اس لڑکی کو بھائی؟؟؟
وہ نا سمجھی سے اسکا منہ دیکھنے لگا۔

لیکن وہ کسی اور ہی دنیا میں پہنچ چکا تھا۔

بھائی بیبی؟؟؟ وہ اونچی آواز میں بولا

ہاہاں ہاں ! وہ جیسے گہری نیند سے جاگا۔ اور ایک لمبی سانس لے کر مضطرب سا پیشانی مسلنے
لگا۔

کیا کریں اس لڑکی کا؟ وہ اپنا سوال پھر سے دہرانے لگا۔

کچھ نہیں، اسے اکیلا چھوڑ دو، اور کرنے دو جو وہ کرنا چاہتی ہے ! وہ آہستگی سے کہتا واپس مڑ
گیا۔

وہ جانتا ایک نہ دن وہ اسے ڈھونڈ لے گی / گا اور پھر اسے کٹھرے میں کھڑا کیا جائے گا۔
آخر کار اسکا باپ کا گیا کہاں؟

'اسکا باپ، ملک کا باپ، پھر اسکا اپنا باپ
وہ بے قصور ہونے کے باوجود بھی ضمیر کی عدالت میں بار بار قصور وار ٹھہرایا جا رہا تھا۔
بحرام کا دل کیا خود کو ہی ختم کر لے۔ وہ خود اذیت کا شکار زور زور سے مکے کار کی بونٹ پر
مارنے لگا۔ یہاں تک کہ اسکی ہاتھوں کی گٹھانوں سے خون سرخ لکیریں بونٹ کو آلودہ
کرنے لگیں۔ مگر اسکے دل میں لگی آگ ٹھنڈی پڑنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ کبھی کبھی
انسان کے دل پر لگے کچھ زخم برسوں بعد بھی نہیں بھر پاتے بلکہ ہرے رہتے ہیں جن سے
یادوں کا زرا سا جھونکا بھی چھو جائے تو خون رسنے لگتا ہے۔ اور عثمان یوسف خان کی
ناگہانی موت بھی اسی زخم کی سی طرح تھی۔

www.urdu novelsmania.com

اسکے کوٹ سے بھینی بھینی رومیصہ کے کلون کی مہک آرہی تھی۔
وہ خود بھی تو مجھے دے سکتی تھی؟؟

اسکے دل نے شکوہ کیا۔

لیکن وہ تمہیں نہیں جانتی، وہ شان کی دوست کی ہے تم کہاں ہو اسکی زندگی میں کہیں بھی تو نہیں!

دماغ کا تلخی سے بھرپور جواب حاضر تھا۔

جو سچ بھی تھا وہ اسے کسی حوالے سے نہیں جانتی تھی جبکہ شان تو اسکا دوست تھا۔ وہ نہ جانے اسکا کتنا گہرہ دوست تھا؟ وہ کب ملے ہونگے؟ وہ اسکے کتنا قریب ہوگا؟ اسے عجیب سی جلن محسوس ہونے لگی۔

پوچھو زرا پوچھو مجھے کیا ہوا ہے،

کیسی بے قراری ہے یہ!

استغفر اللہ! میرے کانوں سے خون ٹپکنے لگا ہے بس کرو! وہ چیخا۔

آہاں! کبھی اسکا روف تو کبھی کوٹ! ہمممممم

ایمل شوخی سے کھلکھلائی۔

تمہیں کیا؟ جاؤ اپنا کام کرو، وہ چڑ کر بولا۔

ہائے اتنا غصہ! کہیں جھگڑا تو نہیں گیا بھابھی سے؟

وہ لبوں پر انگلی سجائے اداکاری کرنے لگی۔

ایمل، بس بہت ہو گیا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

ابھی کہاں؟ زرا بتائیں تو سہی اس مہ جبیں کے بارے میں؟ کہاں رہتی ہے؟ کیا کرتی ہے؟ کیسی دکھتی ہے؟ نام کیا ہے؟ وہ نان اسٹاپ بولی۔

وہ اسے گھورتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

مگر مقابل بھی ایل تھی اس نے ہاتھ پھیلا کر اسکا راستہ روکا۔ ایسے کیسے بھائی، نام تو بتانا ہی پڑے گا آج!

اگر تم نے ایک لفظ بھی اور بولانا تو میں دادی کو سب بتا دوں گا! وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔ مثلاً کیا؟ ہاں! وہ ڈھٹائی سے بولی۔

مثلاً کہ انکی ساری شوگر فرمی آئس کریم اور کیک وغیرہ تم چرا کر کھا جاتی ہو، ڈاکٹر ایل سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے مطمئن انداز میں اسکا راز فاش کی۔

ہا ہا ہا تو! میں ڈرتی ہوں کیا دادی سے! اسکی زبان لڑکھڑائی۔

داد! اس پہلے وہ حلق پھاڑ کر دادی کو بلاتا ایل نے بجلی کی رفتاری سے اسکے منہ پر انگلیاں دبائیں۔

چلو، شاباش شکل غائب کرو یہاں سے! وہ چٹکی بجاتا ہوا بولا۔

بھائی پلیر کچھ تو بتا تو یار! وہ بے چارگی سے بولی۔

تم جاتی ہو یا نہیں! اطہر نے آنکھیں دکھائی۔

وہ پیر پختی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

تو اطہر نے بھی اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھائے۔ ششش، بھائی؟؟؟ وہ پھر سے

کسی بلا کی طرح سیڑھیوں سے نیچے جھانکتی ہوئی اسے پکارنے لگی۔

اطہر بمشکل لب دباتے ہوئے مڑا۔

تھوڑا سا نام ہی بتا دو اللہ کی قسم کسی کو نہیں، داد ییییییییی! اسکی بات پوری ہونے سے

پہلے ہی وہ گلا پھاڑ کر چلایا۔

گھر میں پولیس والے کا ہونا بھی کسی عذاب سے کم ہے کیا! حد ہو گئی بندہ اب اپنے گھر سے

سکون سے چوری بھی نہیں کر سکتا! خود تو جتنی مرضی کرپشن کرتے رہیں ان سے کوئی نہیں

پوچھتا ہم معصوموں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں چوبیس گھنٹے، اللہ پوچھے انہیں! اطہر پر اپنی

خندس نکالنے کی خاطر وہ زور زور سے چلاتی دھم دھم سیڑھیاں چڑھتی اوپر چلی گئی۔

جبکہ اطہر قہقہہ لگاتے ہوئے کمرے کا رخ کیا۔ وہ آج آفس سے جلدی گھر آ گیا تھا۔ فریش

ہونے کے بعد اس نے ہاسپٹل جانے کا سوچا۔ اور تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ

ہاسپٹل آ پہنچا۔

مام میں آپ سے رومیصہ کے بارے جاننے آیا تھا آپ فرمی ہیں؟ وہ انکے آفس میں جھانکتا ہوا بولا۔

نہیں مگر تمہیں آدھا گھنٹہ دے سکتی ہوں، اسکے بعد میری اکھٹی دو میٹنگز ہیں وہ فائلوں میں منہ دیئے مصروف نظر آرہی تھی۔

ٹھیک ہے میں آپ کا کینٹین میں ویٹ کر رہا ہوں! وہ کہتے ہوئے واک آؤٹ کر گیا۔

مسز کاظمی تھکے ہوئی انداز میں گردن دائیں بائیں جھلاتی رومیصہ کی فائل اٹھائے کینٹین آگئی۔

ہممم؟ یہ اچانک رومیصہ میں انٹرسٹ کیوں ہونے لگا آپ کو آفیسر؟ وہ شوخ ہوئیں۔

نہیں ایسا کچھ نہیں ہے بس میں کیوریس ہوں جاننے کے لیئے، وہ بولا۔

ایسا 'کچھ' بھی نہیں ہے؟ پھر تم کیوریس کیوں ہو میری جان! وہ جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگیں۔

مام! وہ جھلایا۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے، وہ فائل اسکے سامنے رکھنے لگی۔

اسے ایگنی ہے، اور یہ اسکی رپورٹس ہیں جن میں واضح طور پر لکھا ہے! ساتھ ہی فائل اسکی جانب سرکائی

ایگنی؟ اطر نے ابرو اٹھایا۔

ہاں ایگنی! وہ بولی۔

جہاں تک مجھے لگتا ہے ایگنی کوئی بیماری نہیں ہوتی!

وہ الجھا۔

تم سہی بھی ہو اور نہیں بھی، اگر دیکھا جائے تو اس سے خطرناک بیماری اور کیا ہو سکتی ہے!

جیسے کے؟؟ وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگا۔

جیسے کے زہنی کرب، غم، غصہ، دباؤ، وہشت، دکھ، تنہائی یہ سب وجوہات ہیں ایگنی کی، جس میں انسان کو خود کے حواسوں کا ہوش نہ رہے اس سے زیادہ خطرناک اور کیا ہو سکتا ہے، اس سے پینک ایٹیکس کا خطرہ بڑھ جاتا ہے جو کہ کافی خطرناک ہے انسان سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھودیتا ہے ابنا رملز کی طرح بی ہیو کرتا ہے، اسے نہیں پتا کہ وہ کسی کو نقصان پہنچا رہا ہے یا بعض وقت اس کے خود کے لیے یہ بہت خطرناک سچویشن ہوتی ہے!

اور سیشن؟؟؟ وہ کیا ہیں؟ وہ پوچھنے لگا۔

سیشنز میں ہمیں پیشٹ کی مینٹل ہیلتھ کے بارے میں پتا چلتا رہتا ہے، مثلاً وہ خوش ہے، دکھی ہے، کسی چیز سے خوفزدہ ہے، اسے خوابوں میں کیا نظر آتا ہے اسکے آگے کے پلیئرز کیا ہیں وغیرہ وغیرہ!

اٹس لائیک آبلڈ پریشر مانی سن، اگر ہمیں کسی چیز کی زیادہ ٹینشن لے لیتے ہیں تو ہمارا بی پی بڑھ جاتا ہے اور کبھی کبھی تو حد سے تجاوز کر جاتا ہے اسی طرح کوئی صدمہ یا خوف ایگنی کے پیشٹس کی مینٹل سچویشن کو بہت ایفکٹ کرتا ہے جس سے بعض اوقات وہ اپنا رمل کی طرح بی ہو کر نے لگتے ہیں اور حد سے بڑھ جائے تو دماغی بیماری کا دماغ کی نسوں کے پھٹنے کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔ اسی لیے ہم پیشٹس کو ایک اسپرے دیتے ہیں وہ انکی زیادہ مدد نہیں کرتا بس انکے دماغ کو کچھ دیر کے لئے ویک کر دیتا ہے یعنی کچھ پلوں کے لیے انکے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو روک کر دیتا ہے تاکہ وہ خود یا کوئی دوسرا سچویشن پر قابو پاسکیں ان کیس آف ایمر جنسی! اور رومیسہ کی طبیعت بگڑنے کی بھی کئی وجوہات ہیں اس نے میڈیسنرلی، نہ ہی سیشنز کے لیے آئی! اوپر سے وہ اپنی بہنوں کے بارے میں حد سے زیادہ پوزیٹو ہے انہوں نے ٹھنڈی آہ بھری۔

وہ بہنیں جن کو اسکی رتی برابر پرواہ نہیں ہے! اس نے تلخی سے سوچا

او کے بیٹا، مجھے میٹنگ کے لئے فائلز پر پیر کرنی ہے آئی ہو پ یہ تمہارے لیے ہیلپ فل ہو اگر کوئی اور سوال ہے تو تم ڈاکٹر شاہ سے پوچھ لینا وہ اس فیلڈ میں اسپیشلسٹ ہیں! آئی ایم سوری آئی ہیو ٹو گو اسکا ہاتھ تھپکتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

اٹس او کے مام! وہ مسکرایا۔ وہ بھی انکی تاکید میں چلتا ہوا رابدری سے گزر کر ایگزٹ کی جانب بڑھ گیا۔

اسے لگتا ہے مجھے پتا نہیں کچھ! اسکی پیٹھ کو گھورتی ہوئی بولی، لیکن جو نقشہ ان کے دماغ میں 'ہو' کی صورت کسی لڑکی کا تھا اس میں رومیصہ کہیں بھی پوری نہیں اترتی تھی۔ کسی سوچ کے تحت وہ سارہ کی مام کا نمبر ڈائل کرتی آفس کا رخ کرنے لگیں۔

www.urdu novelsmania.com

شراب کے نشے میں دھت گارڈز کے کندھوں پر جھوٹا ہوا وہ دیر سے گھر لوٹا۔ تاتیاہ اسکی فکر ہلکان ہوئے جا رہی تھی۔ وہ اپنے اگلے دو دنوں کے تمام شوز اور چیرٹی پلین کینسل کر چکی تھی۔ صرف یشم کی وجہ سے تا کے اسے وقت دے سکے۔

کہاں تھے تم! میں کتنا پریشان ہو گئی تھی تمہاری وجہ سے! وہ پریشانی سے کہتی اسکی طرف بڑھی

اب آگیا ہوں نالو، اچار ڈال لو میرا

وہ برہمی سے کہتا لڑکھڑا کر بیڈ پر گرا۔

تاتیہ ہڑبڑا کر اسکی طرف لپکی۔

ٹھیک ہونا تم؟؟؟ اسکی ٹوٹی بکھری حالت پر نظر ڈالتی اداسی سے پوچھنے لگی۔

ٹھیک لگ رہا ہوں تمہیں؟ وہ سرخ نظریں اس پر گاڑھتا سوال پر سوال کرنے لگا

چلو، اب آرام کر لو تھوڑا صبح تک تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے

وہ نرمی سے کہتی اسکے شوز اتارنے لگی

وہ بہت پچھتائے گی تاتیہ، میں، میں اسکی زندگی برباد کر دوں گا دیکھنا تم! وہ انگلی اٹھا کر کہتا

کشن اٹھا کر آنکھوں پر رکھنے لگا۔
www.urdu novels mania

تاتیہ کے آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے۔

وہ اسکے پیر اوپر کرتی کمفرٹ اور ٹھانے لگی۔

میں تمہیں یہ نہیں کرنے دو گی یشم! وہ زیر لب بڑبڑاتی اسکے قریب بیڈ پر ٹک گئی۔

بھلا میرے بیٹے کے لیے خوبصورت لڑکیوں کی کسی تھوڑی ناہے، تم خواہ مخواہ ہی اس بات کو اتنا دل پر لے رہے ہو، اور ایپرل تو ویسے بھی مجھے کچھ خاص پسند نہیں تھی!

وہ محبت سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔ جو کب کائیند کی وادیوں میں جا چکا تھا۔

اسکی پیشانی پر لب رکھتی وہ لائٹ آف کیے باہر نکل آئی۔ ایک بیٹے کو تو وہ کھو چکی تھی اب دوسرے کو نہیں کھونا چاہتی تھی۔ وہ اسے لڑائی جھگڑے اور خون خرابے جیسی چیزوں سے کوسوں دور رکھنا چاہتی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی وہ اپنے باپ اور بھائی جیسا بنے۔ وہ اسے مکمل توجہ اور محبت دیکر ایک اچھا انسان بنانا چاہتی تھی۔ جو اسے اب مشکل ترین کام ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

بحرام کے بارے میں وہ جتنا جانتی اور الجھ جاتی
 کیا تھا وہ شخص؟ کوئی مسیحا یا پھر کوئی لٹیر!

سی این این اور ٹاہمز آف نیویارک ہمیشہ کی طرح بھر بھر کر اسکی تعریفوں میں چھا پنے پر مصروف تھے۔

وہ آج سے پانچ سال پہلے کی خبروں اور نیوز تک کا مطالعہ کر چکی تھی مگر اسے کوئی خاص فرق نظر نہ آیا۔

کوئی شخص جس کا تعلق 'ڈارک ورلڈ' سے ہو اس کا لوگوں پر اتنا مثبت اپیکٹ کیسے؟ اسکے لیے یقین کرنا از حد مشکل تھا۔ شاید اس کی سب بڑی وجہ اس کا 'سوشل ورک' تھا جو وہ لوگوں کے لئے کرتا! یا وہ واقعی دو سال پہلے ہونے والے حادثے میں اپنے باپ کے ساتھ ہی مر چکا تھا؟؟؟؟

اس نے تھک ہار کر لیپ ٹاپ بند کیا اور کافی کامگ بنانے کچن کا رخ کیا۔ کیا ہوا تمہیں کچھ چاہیے؟ کچن سمیٹتی نبیشہ اسے دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔ وہ خاموشی سے کپ سلب پر رکھ کر کبڈ سے کافی نکالنے لگی۔

لاٹو میں بناتی ہوں اپنے ہاتھوں سے تمہارے لیے اچھی سی کافی! وہ اس کے ہاتھ سے کپ تھام کر خوشدلی سے گویا ہوئی۔ رومیہ کے چہرے پر ہنوز خاموشی کا راج تھا رومی؟؟؟ وہ ترچھی نگاہ اس پر ڈالتی ہوئی بولی۔ ہسم! وہ نہ جانے کن خیالوں میں گم تھی۔

تم ناراض ہو؟؟؟

تم لوگوں نے مجھے روٹھنے منانے کا حق دیا ہی کب! اس نے خاموشی سے کپ تھام کر
کمرے کا رخ کیا۔

نبیشہ ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کچن سمیٹنے لگی۔

وہ آج آفس لیٹ پہنچی تھی تیزی سے راہ داری سے گزرتے ہوئے اس نے اپنے آفس کا
رخ کیا۔

Congratulations

اسکا ٹیم میٹ اسے دیکھ کر شوخ ہوا

کس بات کی؟؟؟ وہ نا سمجھی سے بولی۔

تمہارے لیے بکے آیا ہے بیلوڈون کی طرف سے! جو فرقان نے بلند آواز پڑھ کر سب کو
سنایا ہے! وہ مسکرایا۔

کیا مطلب؟ کیا طریقہ ہے یہ کسی پرسنل اسپس میں بلا ضرورت گھسنے نا؟؟ وہ بیگ تقریباً
پھنکتی ہوئی ریسپشن کا رخ کرنے لگی۔ اپنے تمام کولیگ کی نظریں اسے خود پر جمی محسوس ہو
رہی تھی۔

یہ آپ کے لیے آیا صبح چھ بجے کے قریب!
اسماء اسے بکے تھماتی ہوئی بولی۔ اس نے وہ بکے لیا اور آفس کا رخ کیا۔
گڈ مارنگ جان من،

چٹ پڑھ کر گویا اسکے تن بدن میں آگ لگ گئی
کس قدر واہیات شخص ہو تم رحمان خاور! اس نے بکے دبوچ کر بے رحمی سے ڈسٹن کے
نظر کر دیا۔ اچھے سے جانتی تھی یہ کس کی طرف سے اور کیوں آیا تھا۔
اسی لمحے اسے غیر شناسا نمبر سے پیغام موصول ہوا۔ مجھے پتا تھا تم پھولوں کا حشر نشر کر
دینے والی ہو! ظالم، اس نے فون پیٹھنے سے بمشکل خود کو روکا۔

میں کتنی ظالم ہوں اسکا اندازہ تمہیں جلد ہو جائے گا!
وہ لفظ چاچا کر بولتی کال ڈسکنیکٹ کرنے لگی۔
آفس سے جلدی کام ختم کرنے کے بعد وہ اپنی اسٹنٹ مشعل کے پاس آگئی۔
تم سے جو کام کہا تھا ہوا؟؟؟

ہاں بالکل لیکن آپ اندر تو آئیں!
نہیں مشعل میں تھوڑی جلدی میں ہوں، وہ عجلت میں بولی۔

ٹھیک ہے رکیں میں لاتی ہوں! وہ کہہ کر اندر چلی گئی۔ جب لوٹی تو اسکے ہاتھ میں ایک ڈبیا تھی

سنو؟ یہ واٹر پروف ہے نا؟ مطلب پانی سے اسے نقصان تو نہیں، وہ پوچھنے لگی۔
بلکل بھی نہیں، چوبیس چاہے چھتیس یا بتیس گھنٹے بھی پانی میں پڑا رہے تب بھی اسکے اندر
موجود ٹریکر کو کچھ نہیں ہوگا وہ سیف رہے گا ہر حال میں!
وہ اسے بتانے لگی۔

تھینک یو سوچ مشعل! رومیسہ واقعی اسکی مشکور تھی اس نے اسکی آدھے سے زائد پریشانی
حل کر دی تھی۔ اس نے وہ ڈبیا لی اور اپنے اولڈ ہائوس چلی آئی۔
گھر جانے کو اسکا دل نہیں چاہ رہا تھا۔

کھانا اس نے آفس میں ہی کھایا تھا۔ ہمیشہ کو میسج کرنے کے بعد اس نے ٹیکسی لی اور اولڈ
ہائوس آگئی۔ تمام چیزیں جوں کی توں پڑی تھی جیسے وہ رکھ کر گئی تھی۔ اس نے بیگ ایک
طرف رکھا اور اسٹور روم سے پرانے کارٹونز نکال کر اوزار تلاش کرنے لگی۔ مطلوبہ اوزار ملنے
اس نے ڈبیا میں لاکٹ نکالا اور اسے کھولنے لگی۔ جس میں ایک بہت ہی چھوٹا سا ٹریکر
فٹ کیا گیا تھا۔ یہ اس نے ان دونوں کی سیفٹی کے خیال سے بنوایا تھا۔ اس سے انکی

لوکیشن ٹریس کرنا رومیسہ کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا ویسے بھی وہ ان سب میں ماہر تھی۔

کیسے؟ کب؟ یہ سب وہ بھی نہیں جانتی تھی۔
مگر یہ اسکے خفیہ رازوں میں سے ایک تھا۔

اطہر فریش ہونے کے بعد ڈنر کرنے ارادہ رکھتا تھا۔ غیر ارادی طور پر وہ فون اٹھا کر نوٹیفیکیشن چیک کرنے لگا۔

'سروہ لڑکی پھر سے اس گھر میں موجود ہے اور نہ جانے پرانے سامان میں اوزار نکال نکال کر کیا کر رہی ہے'

مخبر کی جانب سے یہ پانچ منٹ پہلے کا پیغام تھا جس نے اطہر کے چھکے چھڑا دیئے۔ کسی انہونی کا احساس اسکے دل میں سر اٹھانے لگا۔

نہ جانے وہ کب سے اسکے لیے اتنی اہم ہو گئی تھی؟
کہ وہ اسکی پرواہ کرنے لگا!

وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر گاڑی کی چابی اٹھائے باہر کی طرف بھاگا۔

#THE_DARK

دسویں قسط |

از قلم: اوزائے زبان

تیزی رفتاری سے گاڑی بھگاتے ہوئے وہ انیکسی پہنچا۔ گاڑی لاک کرنے کے بعد اس نے دروازے کا رخ کیا۔ لاک گھمانے پر پتا چلا دروازہ اندر سے لاکڈ تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر بیل دی۔

ڈور بیل کی آواز پر رومیصہ کے ہاتھ سے لاکٹ اچھل کر زمین پر جا گرا۔

یہاں کون آسکتا ہے؟ ایمان اور نبیشہ کے ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا پھر! اسکا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ کیا کروں؟ کیا کروں؟ وہ حواس باختہ سی چکر کاٹنے لگی۔ اسی لمحے دروازے پر ضربیں لگانے کی آواز آئی۔ اور پھر قدموں کے چاپوں کی اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے اوزار اٹھایا اور اٹے قدموں دروازے کے پیچھے جا چھپی۔

اطہر کے جیسے ہی قدم کمرے میں اس نے دروازے کی اوٹ سے نکل کر اس پر دھاوا بول دیا۔

کہاں وہ لمبا تگڑا پولیس آفیسر اور کہاں وہ عام سی لڑکی۔ اس نے کلائی دبوچے ایک نظر اس پر اور پھر اوزار پر ڈال کر اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔

یہ کہاں سے ٹپک پڑا؟ وہ آنکھیں پھاڑے ہکا بکا سی اسے تنکے لگی۔

اطہر نے اسکے تاثرات کو نظر انداز کیے لمبی سانس اندر کھینچی صد شکر وہ ٹھیک تو تھی۔ اسکی توجان پر بن آئی تھی۔

تم ٹھیک ہو؟؟؟ وہ اسکے چہرے کو نظروں کے حصار میں لئے پوچھنے لگا۔
رومیہ غش کھا کر گرنے ہی والی تھی۔

اطہر مسکراہٹ چھپانے کو دائیں بائیں دیکھنے لگا۔

کین یو پلیز؟؟؟؟ وہ اپنا ہاتھ پھیلائے بے یقینی سے بولی۔ اتنی مہربانی! اور وہ بھی اطہر کا ظمی؟ اللہ اللہ اس سینچری کا جیتا جاگتا معجزہ۔

اطہر نے اسکا ہاتھ نظر انداز کیے زور سے اسکی اونچی پونی کھینچی۔
آآ توچھ! وہ جیسے ہوش میں آئی۔

کیا کر رہی تھی تم یہاں؟ اپنی ٹون میں واپس آنے لگا۔

اوہ، وہ آپ 'سے' تم 'پر آچکا تھا! اس نے دل میں سوچا مگر کہہ نہیں پائی۔

یہ میرا گھر ہے مسٹر چیف نہ کے کوئی کرائم سین جو آپ تفتیش کرنے پہنچ گئے! اصل بات سے انجان وہ اپنی ہی ٹون میں بولی۔

اٹھر کوا اپنے پیروں تلے کچھ محسوس ہوا! وہ قدم پیچھے لیتا ہوا جھکا! زمین پر گرے ناخن سے بھی باریک ٹریکر کو وہ دیکھتے ہی پہچان گیا۔

کیا ہے یہ؟؟ وہ ہتھیلی اسکے سامنے کیئے پوچھنے لگا رومیصہ کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔
پ پتا نہیں، مجھے کیسے پتا ہوگا بھلا، پرانے سامان میں تھا! وہ گردن پر انگلیاں گھماتی ہوئی بولی۔

اٹھر نے ایک نظر اس پر ڈال کر مٹھی بند کر لی۔ وہ جھوٹ بول رہی صاف ظاہر تھا اسکے انداز سے۔ اٹھر سے بہتر اسے کون جان سکتا تھا۔

تو چلو دیکھتے ہیں تمہارے پرانے سامان میں اور کون کون سی قابل اعتراض چیزیں ہیں! وہ کہتے ہوئے اٹھا۔

ن ن نہیں! وہ بجلی تیزی سے اسکے راستے میں آئی۔ لاکٹ پر پاتوں پڑنے سے اسکا پیر پھسلا اور زمین پر جاگری۔ نتیجا اسکا سر زور سے دروازے سے ٹکرایا۔

آہسہوچھ! وہ اپنا سر رگڑتی ہوئی بلند آواز بلبلائی۔ اطہر نے رخ موڑ کر ہنسی چھپائی۔
کیا بات ہے؟؟ تم اتنی بوکھلائی ہوئی کیوں ہو؟؟ کیا چھپا رہی ہو؟ وہ اسکے قریب بیٹھا۔
قتل کر کے بھاگی ہوں، اور لاش کو ٹھکانے لگانا بھول گئی تھی وہی چھپا رہی ہوں، حد ہو گئی
وہ خفت کا شکار ہوئی۔

انٹر سٹنگ! اطہر مسکرایا۔

وہ کھا جانے والی نظروں سے گھورتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔
کیوں آئے ہیں آپ یہاں؟؟ وہ اصل بات پر آئی۔
ایسے ہی! اطہر نے کندھے اچکائے۔

آپ ایسے ہی کسی کے بھی گھر چلے جاتے ہیں؟
اسے صدمہ ہوا۔

کسی کے بھی نہیں صرف تمہارے مس رومیصہ!
وہ لفظوں پر زور دیتا ہوا بولا۔

وجہ بتانا پسند کریں گے سر؟؟ وہ سینے پر ہاتھ جمائے تنز سے بھرپور انداز میں بولی۔
نہیں! وہ اسکی انداز میں بولا۔

تو آپ جانا پسند کریں گے یہاں! پلیز وہ زچ ہوئی۔

ٹھیک ہے چلے جاتے ہیں! وہ اس پر احسان کرنے کے انداز میں بولا۔ اور جانے کے لیے مڑا۔

شکر ہے رومیسہ بڑبڑاتی ہوئی اسکے پیچھے ہوئی۔

لیکن! وہ کسی سوچ کے تحت اچانک مڑا۔

رومیسہ گھبرا کر دور سر کی۔

زرا سنبھل کر میری نظر رہے گی تم پر!

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

ان کے بیچ فاصلہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ وہ اپنی بات مکمل کیے داخلی دروازے سے باہر نکل گیا۔

عجیب انسان ہے! رومیسہ دل تھام کر رہ گئی۔

اس نے جلدی سے دروازہ لاک کیا۔ اور کمرے میں آگئی۔ لاکٹ تو بیکار ہو چکا تھا۔ اب

اسکے کس کام کا۔ اس نے لاکٹ اٹھایا اور کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔

تبھی اسکی نظر اطرہ پر پڑی۔ وہ کسی شخص سے بات کر رہا تھا۔ اسکے بعد وہ گاڑی میں بیٹھا اور

واپس چلا گیا جبکہ وہ شخص گلی کے ایک کونے میں جا کھڑا ہوا۔

تم 'پکے' پولیس والے ہوا طہر کاظمی! اسے کچھ سمجھ آنے لگی تھی۔ اس نے افسوس سے ڈبی میں پڑی لاکٹ کی چین دیکھی۔ اسکی ساری محنت اکارت گئی۔ اب اسے نئے سرے سے سب دوبارہ کرنا پڑے گا۔ اوپر طہر کاظمی کونا جانے اس سے کیا مسلاتھا۔ وہ پیر پٹختی باکسز سمیٹ کر ایک طرف کرتی سونے کی تیاری کرنے لگی۔

فون کی رنگ ٹون پر اسکی آنکھ کھلی۔ اس نے ادھ کھلی آنکھوں سے سائیڈ پر ہاتھ مارتے ہوئے فون اٹھایا مگر تب تک وہ بند ہو چکا تھا۔ گھڑی پر نظر پڑتے ہی اسکی ہی اسکی چینیں نکل گئی۔ دس بج رہے تھے مطلب وہ آج پھر سے لیٹ تھی۔ تیزی سے فون پھینک کر واشروم میں گھسی اور پانی کے چھینٹے منہ پر مارے اور عجلت میں سامان سمیٹتی ہوئی باہر نکل آئی۔ داخلی دروازہ لاک کرتے وقت اسکی نظر غیر ارادی طور پر گھر سے کچھ دوری پر کھڑی گاڑی پر پڑی۔ وہ وہی شخص تھا جسے اس نے رات طہر سے بات کرتے دیکھا۔ کچھ سوچتے ہوئے آگے بڑھی اور گاڑی کا شیشہ کھٹکھٹایا۔ اندر بیٹھا شخص نیند میں تھا۔ ظاہر سی بات ہے کسی پر نظر رکھنا اتنا آسان تھوڑی نا ہے! اس ٹرک کر سوچا۔

معاذ ہڑبڑا کر سیدھا ہوا۔ اسے دیکھ کر اسکے چھکے چھوٹے وہ کیسے لا پرواہی برت سکتا تھا اظہر نے کہا تھا اسے کسی نظروں میں نہیں آنا۔

کھولو کھولو! میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے! وہ اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر بولی۔ معاذ نے چارونہ چارونڈا سکرین نیچے سرکائی۔

گڈ مارنگ کیا لیں آپ سر؟ چائے یا کافی! چونکہ آپ مجھ پر دن رات اتنی محنت جو کر رہے ہیں، آسان کام تھوڑی نا ہے کسی پر نظر رکھنا! وہ تنزیہ انداز میں بولتی اسکی اچھی خاصی کلاس لینے کے موڈ میں تھی مگر آفس سے لیٹ ہو رہی تھی۔۔۔ معاذ کا سر بے اختیار جھکا۔ کیا لگتا ہے؟ کیا ہوں میں؟ کوئی چور، کرمنل یا ڈرر، میں ایک وکیل ہوں، سمجھے؟ اگر آئندہ میرے گھر کے آس پاس نظر آئے تو کہیں بھی نظر نہیں آئو گے! بتا دینا اظہر کا ظمی کو بھی! وہ تنہی نظروں سے اسکے وارن کرتی آگے بڑھ گئی۔ معاذ خاموشی سے گاڑی موڑے آفس کا رخ کرنے لگا۔

اسے گزشتہ رات کا ایک لمحہ بھی یاد نہ تھا۔ ایپرل سے منسوب ساری چیزیں اس نے جلا کر راکھ ڈالیں تھی۔ حتیٰ کہ اپنا دل بھی۔ اسے نہیں لگتا تھا وہ زندگی میں کسی سے محبت کر پائے گا اب۔ سرخ ململ کے بستر پر اوندھے منہ لیٹا وہ نیند کی گہرائیوں میں تھا۔

ٹرن ٹرن کی آواز پر اس نے ناگوار می سے سائنڈ ٹیبل پر ہاتھ مار کر الارم دور پھینکا۔ جوتا تہیہ کے قدموں کو قریب آرکا۔ وہ الارم اٹھایا اسکی جگہ پر واپس رکھتی ہوئی اسکے قریب ٹک گئی۔

یششم؟؟؟؟ وہ محبت سے اسکے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی۔

ہو منسنہ! وہ اونگھا۔

اٹھ جاؤ بیٹا، وہ بولی۔

دس بجے کے قریب اٹھانا تاتہیہ! وہ خمار آلود لہجے میں کہتے ہوئے تکیے میں منہ دینے لگا۔ اس ٹو آکلاک مائی سن! وہ اسکے کان کے قریب جھکی۔ ہاں؟؟؟ وہ کہنے کے بل اونچا ہوا۔

ہکا بکا اسکا چہرہ دیکھنے لگا۔ آج دس بجے کے قریب اسکا میچ تھا جسے وہ کسی صورت مس نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ریٹلی؟ وہ تصدیق چاہنے لگا۔

یس! وہ لب بھینچتی ہوئی بولی

ریسٹ ان پیس! وہ سیدھا ہوتے ہوئے تاسف سے بولا۔

کیا ہوا یہ؟؟؟ تاتیبہ کی نظر اسکے عریاں جسم پر ٹھہر سی گئی۔ عین دل کے مقام پر بڑاسا کر اس کٹ دیکھ کر اسکی سانس اٹکی۔

یشم نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کمفرٹر ہٹاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اس بارے میں مزید بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

تم نے جواب نہیں دیا کیا ہوا یہ؟ تاتیبہ فکر مندی سے سوال دہرانے لگی۔

چوٹ، چوٹ لگ گئی تھی ڈونٹ وری اب میں ٹھیک ہوں!

وہ رخ موڑے دھیمے لہجے میں بولا۔ اور ایک نظر سینے پر ڈالتے ہوئے شاور لینے واشروم میں گھسا۔

تاتیبہ اسکی پیٹھ کو گھور کر رہی گئی۔ وہ کیسے بھول سکتی تھی اسکی بیٹے نے بہت محبت سے اپنے سینے پر اس لڑکی کے نام کا ٹیٹو کروایا تھا۔

وہ بہت جلد شادی کرنے والے تھے مگر!

میم سر کا بریک فاسٹ! شرانے ٹرائی لینے کمرے میں داخل ہوئی۔

تم جانو میں خود سرو کرونگی آج اپنے بیٹے کو! وہ اسے حکم دیتی ٹرائی گھسیٹتے ہوئے کمرے میں لے آئی۔ کچھ دنوں پہلے ہمشاش بشاش اور خوبصورت نظر آنے والی مس تاتیبہ دنوں

میں ہی یشم کی وجہ مرجھا گئی تھی۔ عمر کے اس حصے میں بھی وہ انتہائی حسین تھیں۔ شرانے نے افسوس سے سر جھٹکا اور دونوں کا پیکیٹ ٹرالی میں رکھ کر باہر نکل گئی۔ وہ ٹاول سے سر رکڑتے ہوئے باہر نکلا۔

کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے؟ وہ تاتیہ کو ابھی تک کمرے دیکھ کر حیران ہوا۔
بریک فاسٹ؟ وہ ایک ادا بولی۔

یشم نے نفی میں سر جھٹکا۔ بھلا وہ کوئی بچہ تھا جو بھل جاتا! وہ ٹرے اٹھا کر ٹیبل پر سجائے لگی۔

یو نووٹ؟ یشم ٹاول پھینک کر کرسی سنبھالتے ہوئے بولا۔
وٹ؟ وہ یک دم سنجیدہ ہوئی۔

آئی لویو یو! یو آر سچ آڈارلنگ تاتیہ! لیٹ پلین ڈیٹ ٹو گیدر؟ اسکا ہاتھ لبوں سے لگاتے ہوئے شوخی سے بولا۔

نووے مسٹر! میں بزنس وومن ہوں جس پر سیر سپاٹے حرام ہیں! وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارتی باور کروانے لگی کہ اسکے وقت پاس وقت کی کمی ہے۔ ناشتے کے بعد اس نے ٹیبلٹ اسکی ہتھیلی پر دھری۔

کم آن تاتیہ میں بچہ تھوڑی نہ ہوں! وہ برہم ہوا۔

تم میرے لیے بچے تھے، اور ہمیشہ رہو گے! وہ اسکا گال تھپتھپانے لگی۔
میں نے ابھی کیا کہا میں بچہ نہیں ہوں! وہ خفا ہوا۔

اور میرا جواب بھی تم جانتے ہو! وہ پانی کا گلاس تھماتی ہوئی بولی۔ اس نے ناک منہ بھوں
چڑھاتے ہوئے گولی منگل کر پانی کا گلاس چڑھایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔
کہاں؟ وہ سوالیہ گویا ہوئی۔

میچ تو آپ نے ڈیلے کروادیا مگر پریٹس بہت ضروری ہے تاہم وہ ڈلے نہیں ہو سکتی! وہ
حتمی انداز میں بولا

ٹھیک ہے مجھے بھی کام ہے کچھ دنوں کے لیے آف لیا تھا وہ اسے مطمئن دیکھ کر ہی
مطمئن ہو گئی تھی۔

اوکے بائے! وہ فلائنگ کس اسکی جانب اچھالتا گاڑی کا چابیاں اٹھانے لگا۔

میرا بیگ گاڑی میں رکھو اور شرانے! وہ حکم صادر کرتا آگے بڑھ گیا۔ جبکہ شرانے
باکسنگ اسٹف اکھٹا کرنے اسٹڈیو کی جانب بڑھی۔

دن گزرتے جا رہے تھے ایمان کی تیاریاں زوروں شور سے جاری تھیں۔ جب سے رومیہ نے نیم رضا مندی ظاہر کی تھی تب سے نبیشہ بھی مطمئن نظر آرہی تھی۔ بلکہ وہ رومیہ کے ساتھ جا کر اپنی شاپنگ بھی مکمل کر آئی تھی البتہ رومیہ کا رویہ کچھ سرد سا تھا۔ اس دن کی تلخ کلامی کے بعد ان کے بیچ چیت بند تھی۔ بات چیت کی شروعات ہمیشہ رومیہ کی جانب سے ہوتی تھی اور اس بار تو ایسا لگتا تھا کہ اس نے بھی ہار مان لی تھی اور انہیں انکے حال پر چھوڑ دیا۔ نبیشہ کے لیے یہ بات پریشان کن تھی۔

لیٹس کٹ دا بینس! وہ کینچی اسکی آنکھوں کے سامنے چلاتے ہوئے پرجوش انداز میں بولی۔

خبردار کو تم نے مجھے چھوا بھی تو!

نبیشہ کرنٹ کھا کر صوفے سے اچھلی۔

آں آن کوئی انٹر سٹ نہیں ہے قسم سے!

ایمان ناک چڑھا کر بولی۔

آ آئی مین میرے بالوں کو! اس نے درستگی سے جھلا کہا۔ کم آن یار! دادی اماؤں کی طرح بی ہیومت کرو! بی ماڈرن چلو آؤ بس تھوڑے سے کاٹو لگی یقین مانو تمہاری خوبصورتی کو چار چاند لگا دے گی یہ کٹنگ! وہ کہتی ہوئی اسے دبوچنے لگی۔

خبردار، میرے بالوں کو ہاتھ لگایا تو! وہ جست لگا کر بھاگی۔
کم آن! وہ اسکے پیچھے ہوئی۔

رومی بچا تو یار! وہ چیتے ہوئے لا تعلق سی بیٹھی رومیسہ سے مدد طلب کرنے لگی۔
تم کیوں زبردستی کر رہی ہو، اگر وہ نہیں کٹوانا چاہتی تو رہنے دو نا! وہ سرد لہجے میں بولی۔
کم آن رومی ہم آٹلی جا رہے ہیں 'اٹلی'!
وہ جیسے اسے باور کروانے لگی۔

وہاں اس بڑھی روح کو دیکھ کر کیا کہیں گے لوگ، میری کتنی انسلٹ ہوگی پتا بھی ہے میں بتا
رہی ہو میں اسی وقت تمہیں بہن ماننے سے انکار کر دوں گی! وہ ایسے بولی جیسے کہیں کی
شہزادی ہو۔

بحومت! ہمیشہ برہم ہوئی۔ جبکہ رومیسہ نفی میں سر ہلاتی پھر سے ٹیب پر انگلیاں چلانے لگی
www.urdu novelsmania.com

چلو بھی، تم چاند کا ٹکڑا لگو بانی گاڈ! وہ اسکی جانب بڑھی۔
نہیں سنن! وہ چلاتی ہوئی کمرے کی جانب بھاگی۔

کوسوں میل دور جنوبی یورپ میں واقع یہ حسین اور رومانوی شہر روم کا منظر تھا۔ شہر سے دور ٹائیگر ہلز کی اونچی چوٹی پر موجود جادوئی جزیرہ جو 'سلسلی آئی لینڈ' کے نام سے مشہور تھا۔ اس وقت پہاڑوں پر شام اتر رہی تھی۔ پرندے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ ایسے میں وہ سیاہ ہینڈ ریب ہتھیلیوں پر لپیٹے ہاتھوں کی مٹھیاں گلاس وال پر جمائے اس پارنچ کے صاف شفاف پانی کو کناروں سے ٹکرا کر واپس مڑتے دیکھ رہا تھا۔ سبز آنکھوں میں عجیب سی ویرانی تھی۔ لب بھینچے ہاتھ کی پشت سے پیشانی رگڑتے ہوئے واپس مڑ کر چھت سے لٹکتے ہیوی بیگ کو دیکھا اور پھر سے اس مشغلے میں مصروف ہو گیا۔ ہیل کی ٹک ٹک پر بھی اسکے ہاتھ ہنوز حرکت میں تھے۔

آج رات دس پچاس پرویسٹرن یونین میں آپ کی میٹنگ ہے! سیاہ بزنس لباس میں ملبوس، گولڈن بال بمشکل کندھوں پر پڑ رہے تھے، ہلکے پھلکے میک اپ اور لبوں پر سرخ لپسٹک لگائے، کتاب نما پرس بگل میں دبا رکھا تھا اور نظریں ٹیب پر شیڈول پر جمیں تھیں وہ ہنوز مصروف نظر آ رہا تھا۔

آہہ! آپ بلویا بلیک میں سے کیا پہننا پسند کریں گے
دیوہرہ جھمکی۔ چونکے آج بہت اہم میٹنگ تھی۔ ملک کے تقریباً سبھی صاحب حیثیت لوگوں کی آمد متوقع تھی

دیپورہ کو لگا شاید آج وہ فرمائشی لباس کی مانگ کرے۔ ویسے تو ہر لباس اسکی خوبصورتی کو چارچاند لگا دیتا تھا۔ مگر دیپورہ غلط تھی۔

وہ معمول کی طرح ہر شے سے بے نیاز نظر آ رہا تھا جیسے اسکے لیے کوئی بڑی بات نہ ہو۔ دیپورہ کی بات پر بحرام کے حرکت کرتے ہاتھ تھے۔ اسکی نظروں کی تپش سے دیپورہ کو اپنی آنکھیں جلتی ہوئی محسوس ہوئیں وہ اسے دیکھنے سے سخت گریز برتنے لگی۔ وہاں صرف ایک معمولی میٹنگ ہے، کوئی رومینٹک ڈیٹ نہیں! اسکی آنکھوں میں برہمی کا تاثر لہرایا اسکے لفظوں کے پیچھے چھپا تنزواضع تھا۔

Pardon

(معذرت)

وہ مودبانہ سر جھکاتی اٹھ قدموں واپس ہوئی۔ وہ بھی کتنی بے وقوف تھی پہلے بھی وہ اسکے سیٹ کیے واڈروب سے پہنتا تھا۔ ظاہر سی بات اسے ہی کرنا تھا وہ اسکی مینیجر جو تھی۔ اس نے خود کو ڈپٹا اور اگلی میٹنگ کا شیڈول تشکیل دینے لگی۔

#THE_DARK

گیا رھویں قسط |
از قلم: اوزائے زبان

رائیل بلورنگ کا تھری پیس پہنے، بالوں کو سائیڈ پارٹڈ سیٹ کیئے، وہ بہت جازب نظر لگ رہا تھا۔

خوبصورت چہرے پر ہمیشہ کی طرح کاسنجیدگی کا راج تھا۔ ویفرس آنکھوں پر سیٹ کیئے تیزی سے چلتے ہوئے گاڑی کا رخ کیا۔ اسکے بیٹھتے ہی آگے پیچھے تمام گاڑیاں ٹائیگر ہلز سے دور ہوتی گئی۔

ایک گھنٹے کے بعد وہ ملان پہنچ چکے تھے۔ اس نے سرائٹھا سرکاری عمارت کو دیکھا اور کوٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے اندر قدم بڑھائے۔

کچھ بھی ہو اندر مت آنا! ملک تمام لوگوں کو انگلی کے اشارے سے وہیں انتظار کرنے کا کہتے ہوئے بحرام کے ہمقدم ہوا۔ وہ حال نما کمرے سامنے آ کر کے۔

ملک نے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ وہ مطمئن انداز میں چلتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

لبے سے ٹیبل کے دائیں بائیں پرانے طرز کی مگر خوبصورت نقش و نگار کی تقریباً پندرہ بیس کرسیاں تھیں۔ جس پر براجمان نفوس ملک کی صاحب حیثیت حستیں میں سے تھے۔ تمام نفوس اپنی کرسیاں چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے سوائے دائیں طرف بیٹھے ایک شخص کے۔ جسکے چہرے پر ناگواری کے آثار نمایاں تھے۔ اسکی اس جرات پر بحرام کے لب کا کونہ پھیلا۔ سر خم دیتے ہوئے اس نے بیٹھے کا اشارہ دیا۔ اور مرکزی کرسی سنبھالی۔

خوش آمدید صاحبان،

میٹنگ کا مقصد موجودہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسکا حل تلاشنا ہے! سیکریٹری جنرل نے میٹنگ کا آغاز کیا اور فائل کی پرنٹ شدہ کاپی انکے آگے جمائے۔

ہماری درخواست پر آپ نے ہمیں وقت دیا اسکے لئے ویسٹرن یونین آپکی مشکور! مدعے کی بات پر آؤ!

یہاں عاجز آکر زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔

بحرام مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ اس وقت اس بچے کے مانند تھا جسے اسکے علاوہ والدین کی کسی دوسرے کے لیے توجہ بری لگتی تھی۔

ملان میں اربوں روپے کی سرکاری زمینیں قبضہ مافیا کے قبضے میں ہیں، ان کے اور ہماری گورنمنٹ کے بیچ معاہدہ ہوا تھا جو،

جو گورمنٹ کی نااہلی وجہ سے ٹوٹ گیا!

یمان پھر سے سیکریٹری جنرل کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ آپ خاموش رہیں گے کچھ دیر جنٹلمین

سیکریٹری جنرل برہمی کا اظہار کیا۔

بحرام لبوں پر مٹھی دبائے بغور سن رہا تھا۔

جبکہ یمان کی بات سو فیصد سچ تھی مگر اس نے دخل دینا ضروری نہیں سمجھا۔
اب فیصلہ یہ ہوا ہے کہ اس معاندے پر پھر سے عمل کیا جائے یعنی،

یعنی تم سب بہتی لنگا میں ہاتھ دھونا چاہتے ہو، ہم کوئی غنڈے یا ہتھیارے نہیں ہیں جو تم ہمیں ان کے مقابل کھڑا کرنا چاہتے ہو، معاندہ تمہاری ناقص عقلی کی وجہ سے ٹوٹا اسلئے اس سب کے ذمہ دار بھی تمہی لوگ ہو،

ایسے میں اگر ہمارا نقصان ہو جائے تو اسکی بھرپائی کون کرے گا؟ تمہاری یہ کننگی گورنمنٹ؟
وہ چبا چبا کر حتمی انداز میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔

جنٹلمین،، سیکریٹری جنرل نے کچھ کہنا چاہا۔ وہ لحاظ برت رہے تھے کہ اسکا باپ ہونے والا پرائم منسٹر تھا وگرنہ وہ کب کا اسے اعوان سے باہر نکال چکے ہوتے

گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے میاں نے، اور تم مجھے بیوقوف بنانے چلے ہو، ہاں ۹۹۹۹۹۹ وہ غصے سے دھاڑا

ساتھ ہی قبر بھری نظر بحرام پر ڈال کر آنکھوں پر گولز سجائے۔ بحرام کی توقع کے عین مطابق وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔ لوگ اسے دیکھ کر ایسے راستہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ ہمارے معزز مہمان یہ میٹنگ برخاست نہیں ہو سکتی زمینیں چھڑانا بہت ضروری ہے ورنہ ہمیں بھاری خمیازہ بھگتنا ہوگا! سیکریٹری جنرل نے جبرطے بھینچتے ہوئے اس غصیلے نوجوان کو دیکھا۔ ان امیروں کا یہی مسلہ تھا انکا غرور ان کے قد سے بھی بڑا تھا۔

ہمیں نہیں صرف گورنمنٹ کے کچھ معززین کو! سچ ہے یہ ۹۹۹۹۹۹ بحرام کی گھمبیر آواز حال میں گونجی۔

لوگوں کی نظریں یکایک اسکی طرف اٹھیں۔
سیکریٹری جنرل کی جھکی نظر بتا رہی تھی کہ میاں کی بات میں کتنی سچائی تھی!
وہ کرسی چھوڑتا اٹھ کھڑا ہوا۔

مگر آپ نے کہا تھا اس بارے میں سوچیں گے!
سیکریٹری جنرل پریشانی سے گویا ہوا اسے اب اپنی کرسی کی فہرستانے لگی۔

ہاں، پھر میں نے سوچا میرے پاس تو سوچنے کا بھی وقت نہیں! وہ تمسخرانہ انداز میں بولا۔
اور ایک سخت گھوری سے نوازتا ہوا باہر نکل گیا۔

سیکریٹری جنرل بے چارگی سے بحرام کی جانب بڑھا

آپ کو اس بارے میں ساری بات سچ بتانی چاہیے تھی، ہم نے اپنی جان، مال جو کھوں میں ڈال کر ان سے معاندے کیے تھے وہ بھی صرف غریبوں کی وجہ سے، لیکن گورنمنٹ نے سب مٹی میں ملا دیا!

ملک اسکے سینے پر ہاتھ کر اسے پرے دھکیلتا ہوا بولا۔

وہ اس اعوان کا لحاظ کر رہا تھا ورنہ اسے کب کا اٹھا کر پٹ چکا ہوتا

اس ملک کی زمین کا ایک چپہ بھی ایسا نہیں جس سے ہم واقف نہ ہوں، اور ایسی کوئی قبضہ مافیا نہیں جو ہماری نظروں نہ گزری ہو، آپ نے ہم سے جھوٹ بولا سیکریٹری جنرل،

دوسرا جھوٹ آپ اچھے سے جانتے ہیں کہ ہماری فرمان سے کٹر دشمنی ہے! پھر بھی آپ

نے انہیں مدعو کیا اور سونے پر سہاگاہ کے آپ کے نااہل لوگ واقعی 'نااہل' ہیں! انکا یہ

منصوبہ بھی فلاپ ہو گیا، یہ پہلی اور آخری بار ہے ہمیں مد مقابل لانے کا سوچیں گے گا بھی ورنہ

اس دشمنی سے سب سے زیادہ نقصان آپ ہی کا ہوگا

وہ چبا چبا کر کہتا بحرام کے پیچھے ہولیا۔

انہیں لگتا ہے وہ ہمیں اپنے اس 'ٹریپ' میں پھنسا لیں گے! بیوقوف کہیں کے! کہتے ملک تیزی سے اسکے ہم قدم ہوا۔ معذرت! مجھے نہیں پتا تھا یہ لوگ اس قدر بے وقوفی کا مظاہرہ کرینگے! ملک بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولنے لگا۔

یہ میننگ اسے توسط سے ہو رہی تھی۔ کیونکہ اسکے سیکریٹری جنرل سے اچھے تعلقات تھے

قبرستان چلو!

وہ کوئی تاثر دیئے بغیر تکان سے سیٹ کی پشت سے سر ٹکاتے ہوئے بولا۔

اس وقت رات کے گیارہ بجنے کے قریب تھے۔ اس نے کوٹ اتارا اور ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرنے لگا۔ اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ کبھی کبھی تو وحشت اسکی روح تک سرایت کر جاتی اس کا دل چاہتا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کسی ایسی جگہ چلا جائے جہاں اسکے سوا کوئی دوسرا نہ ہو۔

ایسے میں وہ اپنے باپ کی قبر پر گھنٹوں خاموشی کا بادہ اوڑھے بے مقصد لمحات گزار دیا کرتا تھا۔

اور پھر وہ دن بھی آن پہنچا جس کا رومیہ کے علاوہ ان دونوں کو بے صبری سے انتظار تھا۔
کیسی لگ رہی ہوں رومی؟؟ ایمان نے ابرو اچکائے

سفید شرٹ پر بلوہائی ویسٹڈ جینز پہنے، گلے میں اسکا رفلپیٹ رکھا تھا وہ کسی فارزماڈل سے کم
نہیں لگ رہی تھی۔

خوبصورت! رومیہ تفصیلی نگاہ دوڑاتی ہوئی اداسی سے بولی۔ آج ایمان بہت خوش تھی۔
اور شاید اسی خوشی میں وہ بھول گئی تھی کہ انکے بیچ کیا حالات چل رہے تھے۔ جو اسے
مخاطب کر بیٹھی تھی۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟؟ ایمان کو تجسس ہوا۔
کچھ نہیں وہ زبردستی مسکرائی۔

یہ بابا کالا کٹ ہے ان کی آخری نشانی بچی ہے میرے پاس، یہ مجھے بہت عزیز ہے اسے
میں تمہیں سونپ رہی تاکہ تم جہاں کہیں بھی ہو یہ یاد رکھو کہ ایک مضبوط رشتہ ہمارے بیچ
ابھی بھی قائم ہے کہ!

وہ ڈبی اسکے ہاتھ میں تھماتی ہوئی بولی۔

کہ ہم عثمان یوسف خان کی پرائوڈ بیٹیاں ہیں!
وہ دونوں یکجاں ہو کر بولی۔ تو رومیہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکی۔

تھینک یورومی! وہ شوخی سے کہتی اسکے ہاتھ سے لاکٹ لینے لگی۔

تم نے مجھے کچھ نہیں دیا رومی! نبیشہ نے خفگی سے اسے گھورا

سوری! لیکن میں وعدہ کرتی ہوں جب تم میری طرح ایک کامیاب وکیل بن کر لوٹو گی تو تمہیں تمہاری پسند کا گفٹ دوں گی! رومیصہ مسکرائی۔

ڈیل ڈن؟ وہ گردن اکڑا کہتے ہوئے اسکے بغل گیر ہوئی۔ ہونہ! تم مجھے یہ سب دکھا کر اموشل نہیں کر سکتی! ایمان ناک چڑھا کر بولی۔

تم بھی آؤ! نبیشہ نے اسے بھی کھنچا

اپنا بہت سارا خیال رکھنا تم دونو! وہ دونوں کے گرد بازوؤں کا گھیرا بناتی نم آواز میں بولی چلو جلدی اب، تم لوگوں کی فلائٹ لیٹ ہو جائے گی! رومیصہ آنکھوں کی نمی چھپاتے ہوئے بولی۔ تو وہ دونوں اس سے الگ ہوتیں اپنا لگج سنبھالنے لگی۔

اس کے دل کو دھکا سا لگا۔ کاش کہ وہ اسے الگ نہ ہوں، کاش کوئی ایسا معجزہ ہو جائے کہ عین موقع پر وہ جانے سے منع کر دیں مگر! شاید جدائی ہی اسکی قسمت میں لکھی تھی۔ یہ آخری رشتہ اسکے پاس بچا تھا وہ بھی اسے جدا ہوتا نظر آ رہا تھا

گھنٹوں کی فلائٹ کی بعد وہ اٹلی کے شہر ملان میں پلینسا ایئرپورٹ پر اتریں۔
فائنلی ہم پہنچ گئے اٹلی!

وہ تیزی سے ایئرپورٹ کی راہداری عبور کرتی جا رہی تھی۔ ہونہ! کہہ تو ایسے رہی ہو جیسے پتا
نہیں کتنی مشقت کی ہوتی ہے، جہاز کو دھکا لگا کر آئی ہو کیا!

ایمان نے اسے ڈپٹا۔ وہ پوری فلائٹ سوتی آئی تھی جبکہ ایمان نے ایک ایک منظر ایک
ایک لمحہ انجوائے کیا تھا۔

وہ ایئرپورٹ کے باہر پہنچی تھی۔ تبھی شور سا اٹھا۔

وہ دونوں چونک کر مڑی۔ لوگوں کے ہجوم میں کوئی نوجوان کسی لڑکی کے ہمراہ چلتا ہوا آ رہا
تھا آنکھوں پر سیاہ چشمے سجا رکھے تھے۔ لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے نبیشہ اسکا چہرہ نہیں
دیکھ پائی۔ دائیں بائیں گارڈز لوگوں کو ہٹاتے ہوئے اسکے لیے راستہ بنا رہے تھے۔ وہ جو
بھی تھا کوئی سیلیبرٹی معلوم ہو رہا تھا مغرور سیلیبرٹی جس نے اپنے چاہنے والوں کو ہاتھ تک
نہیں بلایا تھا۔

یہی شششم! ایمان کے چہنچہ کی آواز پر وہ گھبرا گئی۔ پاگل ہو گئی ہو کیا؟
وہ اسکے سر پر چپت لگاتی ہوئی غصے سے بولی۔

واللہ آج کتنا لکی دن ہے، آج ہی ہم اٹلی پہنچے اور آج ہی یشم کا مبارک چہرہ دیکھنے کو مل گیا

کون یشم؟ کیسا مبارک چہرہ؟ نبیشہ نے برا سا منہ بنایا۔ ارے وہی جو یہاں سے گزرا ہے! ایک سیلفی تو بنتی ہے

وہ پرجوش انداز میں کہتی ہوئی اسکے پیچھے لپکی۔

اے رکو! نبیشہ نے بجلی کی تیزی سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے روکا۔

تم نے دیکھا نہیں کس قدر مغرور شخص تھا وہ اپنے فینز کو ہاتھ تک نہیں ہلایا اس نے، اور بی بی چلی ہیں سیلفی لینے بس بہت ہو گیا یہ سب یہاں نہیں چلے گا! ہم ہاسٹل جا رہے ہیں! وہ اسے ڈپٹی ہوئی بولی۔

بندے کا نام یشم ہے 'یشم الیم' ایشین گولڈ میڈلسٹ باکسر ہے وہ کوئی عام سیلبرٹی یا اسٹار نہیں سوپر اسٹار ہے وہ 'سوپر اسٹار' وہ کیوں ایرے غیروں کو ہاتھ ہلانے گا اور ویسے بھی جتنا وہ ڈیشنگ ہے اس پر غرور جتنا ہے!

ایمان نے ہاتھ جھلا کر کہتے ہوئے اسکا دفاع کرنا اپنا فرض سمجھا۔

کانٹ بیلو دس تم خود کو ایرا غیر اکہ رہی ہو!

نبیشہ نے نخوت سے سر جھٹکا۔

خود کو کب بولا میں نے! اسے صدمہ ہوا۔

کیونکہ تم اسکی سو کالڈ فین میں سے ایک ہو اگر وہ ایرے غیرے ہیں تو تم بھی وہی ہو! وہ اسکی سہی خاطر داری کرتی بیگ لئیے آگے بڑھ گئی۔ جب تک ایمان کو سمجھ آیا وہ جا چکی تھی۔

یو'اب وہ اس سے آگے کیا کہتی بے وقوفی کا مظاہرہ اس نے خود کیا تھا۔

ایئر پورٹ سے باہر نکلتے ہی انہوں نے ٹیکسی لی اور ہاسٹل آ گئیں۔

اف خدایا نبیشہ، یہ کتنا بڑا ہے!

وہ سر اٹھائے ستائشی نظروں سے عمارت کو دیکھتی ہوئی بولی۔ نبیشہ ڈگی سے اپنا سامان نکالتے ہوئے طائرانہ نگاہ اس پر ڈالی۔ اسے کچھ دن تک اسکا یہ پاگل پن جھیلنا تھا۔ آہستہ

آہستہ اٹلی کا مینگور بھی اسکے سر سے اتر جانا تھا۔ اومانی گاڈ میں بہت خوش ہوں نبیشہ!

وہ ایڑھیوں کے بل جھومی۔ خوشی اسکے انگ انگ سے چھلک رہی تھی

Ciaoitlay.

(Helloitaly)

وہ خوشی سے حلق کے بل چلائی۔ آس پاس سے گزرتے کئی اسٹوڈنٹ انہیں عجب نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ نبیشہ نے لب دباتے ہوئے اس نظروں سے گھورا۔ تو وہ ہنستی ہوئی اپنا بیگ کھسیٹی آگے بڑھنے لگی۔

Ciaosignora!

Buonpomeriggio

(ہیلو میم!)

گڈ آفٹرنون)

نبیشہ ریسپشن پر موجود لڑکی سے بولی۔

Buonpomeriggio

Comepossoaiutarti???

(گڈ آفٹرنون،

کیا مدد کر سکتی ہو آپ کی؟)

ریسپشنسٹ پر فیشنل انداز میں مسکراتی ہوئی پوچھنے لگی۔

ہم انٹرنیشنل اسٹوڈنٹ ہیں ہمیں ہاسٹل روم کی کیز چاہیے! وہ بولی۔

Benvenuta

(خوش آمدید)

وہ مسکراتے ہوئے اسے چابی تھمانے لگی۔

Grazie

(شکریہ)

اس نے چابی لی اور مڑ گئی۔ اور پھر کچھ سوچتے ہوئے واپس مڑی۔
ایک روم کتنے اسٹوڈنٹس شیمز کر سکتے ہیں! وہ شش و پنج کا شکار ہوئی۔
چار! وہ مسکرا کر بولی۔

نبیشہ اثبات میں سر ہلاتی واپس مڑ گئی۔

کیا ہوا بارہ کیوں بج گئے تمہاری شکل پر؟؟؟

ایمان اسے دیکھ کر تعجب سے پوچھنے لگی۔

ایک روم چار اسٹوڈنٹ شیمز کرینگے!

وہ پرسوج انداز میں بولی۔

تو؟؟ ایمان نا سمجھی سے پوچھنے لگی۔

تبھی وہ چلتے چلتے مطلوبہ کمرے تک پہنچ چکی تھی۔

مگر یہ کیا؟ اس سے پہلے وہ چابی لاک کھماتی کمرے کا دروازہ کھلاتھا۔ مطلب کوئی ان سے پہلے آچکا تھا۔

اففف! نبیشہ نے لمبی سانس اندر کھینچی
ایک نظر ایمان کو دیکھا اور اندر کی طرف بڑھی۔
یہ تو بہت چھوٹا ہے! وہ یک دم چیخی۔

تبھی ڈبل اسٹوری بیڈ پر کوئی وجود ہلا اور کمفرٹ سے منہ نکال کر باری باری ان دونوں کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا

'یہاں چیخنا منع ہے' کہتے ہوئے دوبارہ کمفرٹ میں منہ گھسایا۔ وہ دونوں ہکا بکا ایک دوسرے کا منہ تکنے لگیں۔ چھوٹے سے کمرے میں دائیں بائیں دیواروں کے ساتھ چار ڈبل اسٹوری بیڈ، بلکہ نہیں وہ ڈبل اسٹوری بھی نہیں تھے اوپر والے پورشن میں میٹرس جبکہ ان کی نچلی سطح پر چھوٹا سا اسٹڈی ٹیبل تھا جسکے ایک طرف لیمپ پڑا تھا، اس ٹیبل سے اندر لگج رکھنے کا سسٹم تھا۔ جبکہ ایک سائیڈ میں توڑی سی جگہ بچتی تھی جس میں مائیکرو ویو آون، اور کولر پڑا تھا۔ اور کمرے کے بیچ میں ایک چھوٹا سا ٹیبل جس کے گرد نفوس کے حساب سے چار چمیز رکھی تھی۔ جبکہ سامنے کھڑکی بھی تھی۔ جسکے باہر چھوٹی سی لابی تھی۔ جن میں سنگی کیار یوں میں خوبصورت پھول کھلے ہوئے تھے اور شاید ابھی ابھی اس لڑکی نے سفید

رنگ کی اسٹک پر اپنی شرٹ سکھانے کے لیے ڈالی تھی۔ مکمل جائزہ لینے کے بعد انہوں نے اس لڑکی کے برابر والا بیڈ چھوڑ کے مقابل وال کے ساتھ لگے دونوں بیڈبک کیے۔ اور اپنا سامان سیٹ کرنے لگیں۔

جو بھی ہے مجھے بہت پسند آیا کمرہ! وہ کھڑکی کے سامنے بائیں پھیلاتے ہوئے کھلکھلائی۔
ہممم اچھا تو ہے! پہلی نظریں واقعی بہت چھوٹا لگا تھا مجھے بھی! مگر اسٹوڈنٹس کے قیام کے لیے پرفیکٹ ہے! نبیشہ کتابیں ٹیبل پر سجاتی ہوئی چلیں پر آ بیٹھی۔
کیا خیال ہے کچھ کھائیں! ایمان رخ موڑے اس سے پوچھنے لگی۔
مجھے بھوک نہیں! نبیشہ نے کندھے اچکائے۔

تو چلو یو نیورسٹی دیکھتے ہیں! اگلا پلین حاضر تھا۔ ابھی؟ اسے حیرت ہوئی۔
ہاں ابھی، دیکھو کتنا خوبصورت منظر ہے! وہ کھڑکی سے باہر جھانکتی ہوئی بولی جہاں سے یو نیورسٹی کا گارڈن ایریا نظر آ رہا تھا۔
دیکھو تو! وہ کرسی چھوڑتی کھڑکی کے قریب آئی۔ واااا! اس کے لبوں سے بے اختیار ادا ہوا۔ غروب آفتاب کی روشنی میں کھکھلاتے ہوئے سبز گارڈن میں رنگ برنگے پھول اسکی خوبصورتی کو دوبالا کر رہے تھے۔

کہا نا یہاں باتیں کرنا منع ہے! وہ لڑکی پھر سے چیخی۔

اب تو ہونگی، اور صرف باتیں ہی ہونگی، میں بھی دیکھتی ہوں کہ باتیں کیسے نہیں ہوتیں! ایمان اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے چیلجنگ انداز میں بولی۔ ہونہ! وہ ناگواری سے رخ موڑ گئی۔

حد ہو گئی بندہ اب کب تک چپ بیٹھا رہے! ایمان تپی۔
اسے چھوڑو، اور آنے والی کے بارے میں سوچو وہ کیسی ہوگی! نبیشہ رخ موڑ کر ایک نظر اس لڑکی پر ڈالتی ہوئی بولی۔

وہ کوئی 'والا' بھی ہو سکتا! ایمان کی نظر بے اختیار خالی بیڈ کی طرف اٹھی۔
اس سے پہلے کہ کوئی 'والا' آئے ہمیں کوئی 'والی' ڈھونڈ لینی چاہیے! نبیشہ نے آئیڈیا دیا۔
ہمم! ٹھیک کہہ رہی ہو تم، 'والے' کے ساتھ ہمارا گزارنا ممکن ہے! ہمیں 'والی' ہی ڈھونڈنی پڑے گی!
وہ پر سوچ انداز میں بولی۔

چلو تھوڑی دیر آرام کر لیتے ہیں پھر، باہر چلیں گے! نبیشہ کہتی ہوئی کھڑکی چھوڑ کر دو قدم سیرٹھی چڑھتی بیڈ پر چلی گئی۔ جبکہ سامنے کا منظر اتنا خوبصورت تھا کہ ایمان کا دل ہی نہ کیا وہاں سے ہٹنے کو۔ ویسے بھی وہ بالکل بھی خود تھکا ہوا محسوس نہیں کر رہی تھی۔ سو مسکراتے

ہونی ریلنگ سے نیچے جھانکتی دائیں بائیں دیکھنے لگی۔ نبیشہ ایک نظر اس پر ڈال کر رومیصہ کو اطلاعی میسج سینڈ کیئے سوتی بنی۔

#THE_DARK

بارہویں قسط |

از قلم: اوزائے زہان

شام چھ بجے کے قریب اسکی آنکھ کھلی۔ تو وہ دیوانی ہنوز کرسی بالکونی میں رکھے نہ جانے کیا کر رہی تھی۔

اٹھ گئی تم؟ اسے بیڈ سے اترتا دیکھ کر وہ تیزی سے اسکی طرف آئی۔
تو بہ ہے ایمان تم،۔۔۔۔۔

بس بس لیکچر بعد میں دینا چلو باہر چل کر کافی پیتے ہیں میں چیلنج کر لوں تم بھی فریش ہو لو!

وہ ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوکتی ہوئی بولی۔

واشر ووم؟؟ واشر ووم کہاں ہے؟؟

نبیشہ تاسف سے سر جھٹکتی واشر ووم تلاش کرنے لگی۔ یہاں سے باہر نکلو، وہاں سے رائٹ پر ہے واشر ووم!

وہ ایسے بولی جیسے صدیوں سے یہاں مقیم ہو۔

نبیشہ سر ہلاتی ڈریس تھامے کمرے سے باہر نکلی۔

لمبی سی راہداری میں کمرے ہی کمرے تھے۔ جبکہ اختتام پر ایک گیٹ نسب تھا۔ جسکے اس پار بھی یہی سب تھا۔ مگر وہاں جنوں کا راج تھا۔ یعنی لڑکوں کا۔

اس نے سر جھٹکتے ہوئے واشر ووم کا رخ کیا۔ فریش ہونے کے بعد وہ کمرے میں واپس آ گئی۔

وائے دس از سو کمفرٹیبل؟؟؟ وہ حیران تھی۔ اسے لگا ہی نہیں کہ وہ ایک نئی جگہ پر آ گئی ہو۔

میں بھی شاور لیتے وقت یہی سوچ رہی تھی! ایمان کی آواز پر وہ سوچوں سے باہر آئی۔
کیا مطلب؟ تم فریش ہو گئیں؟ وہ حیران ہوئی۔

ہاں تو تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے سونے کے بعد میں نے مکھیاں ماری؟ ایمان لبوں پر گلوز لگاتی ہوئی بولی۔ یہ لڑکی اسے پل پل حیران کیئے دے رہی تھی۔ اس نے بال سنوارنے کے بعد کھلے چھوڑ دیئے۔ اور کٹے ہوئے بال ماتھے پر پھیلانے۔ ہاں! یاد آیا وہ ایمان کے ہاتھوں سے بچ نہیں پائی تھی۔ اس نے اسکے بال کاٹ کر ہی دم لیا تھا۔ چلیں! ایمان ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھتی ہوئی بولی۔

ہاں چلو! اس نے اسکا رفلپٹ کر بالوں کو کندھوں پر آذا دچھوڑ دیا۔ اور سیل فون اٹھاتی وہ دونوں کمرے سے باہر نکل آئیں۔ راہداری میں اسٹوڈنٹ آ جا رہے تھے۔ اسکے بعد انکے قدم ایک بڑے سے حال میں پڑے جس کے ایک طرف کینٹین تھی۔ اور اسکے مقابل ٹیبلز اور کرسیاں۔ آج یہیں پیتے ہیں، کل کیفے چلیں گے! ایمان اسے ٹیبل کے قریب چھوڑ کر کینٹین کا رخ کرنے لگی۔ اس نے ارد گرد نگاہ گھمائی وہاں اکا دکا اسٹوڈنٹ تھے۔

باہر شاید ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ اس نے درخت کی ٹینیوں کو ہلٹے دیکھ کر سوچا۔ اور حال سے گزرتے ہوئے باہر نکل گئی۔ جہاں بڑا سا فلور تھا جس کے سینٹر میں چار درخت تھے۔ اور آس پاس جانے کے کئی راستے تھے۔ وہ راستے شاید یونیورسٹی کی طرف جاتے تھے۔ نبیشہ؟؟؟ ایمان کافی کپ تھا مے دور سے ہانک لگاتی اسکی طرف آئی۔ وہ چونک کر مڑی۔

تم یہاں ہو! وہ کپ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

ہممم موسم بہت اچھا ہے یہاں کا! وہ کافی کا کپ لبوں سے لگاتی ہوئی بولی۔

اک انوکھا سا سکون ہے یہاں! وہ بولی۔ اور درخت کے قریب پڑی بیچ پر بیٹھی۔

سہی کہہ رہی ہو تم! نبیشہ ارد گرد نگاہ دوڑاتی ہوئی بولی۔ لڑکے لڑکیاں اپنے اپنے کاموں میں

مصروف نظر آ رہے تھے کوئی کسی کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا، کوئی کسی بلی نہیں کر رہا تھا نہ

اسکے کپڑوں جو توتوں پر طعنے کس رہا تھا۔ ان چیزوں میں وہ اسلامی جمہوریہ سے بہت آگے

نکل گئے تھے۔ اس نے دکھ سے سوچا۔

چلو واپس چلیں، شام کے سائے گہرے پڑ رہے تھے!

ایمان کی آواز پر وہ سر ہلاتی اسکے پیچھے ہوئی۔

Merhaba
Benbaris, reception nerede???

(Hello, I am burysh, where is reception???)

مردانہ آواز پر ایمان نے چونک کر نظر اٹھائی۔ بیس بائیس سالہ اونچا لمبا گھونگھرا لے بالوں

والا نوجوان، آنکھوں پر گولہ زبجائے ریسپشن کا راستہ پوچھ رہا تھا۔ اسکے پیچھے ایک لڑکی بھی

کھڑی تھی۔ مقابل کو شاید اسکی زبان سمجھ نہیں آئی۔ اسکے دماغ نے پلوں میں منصوبہ ترتیب دیا۔ اسے پکڑو وہ اپنی کافی زبردستی نبیشہ کے ہاتھ میں تھماتی انکی جانب بڑھی۔

Afedersiniz!

(Excuseme)

برش نے آنکھوں سے چشمہ ہٹاتے ہوئے سنہری بالوں والی اس کم عمر سی لڑکی کو دیکھا۔

Türkçebiliyormusun??

(doyouspeakturkish??)

اس سے پہلے وہ کچھ بولتا ورنہ ان اسکے پیچھے سے خوشی سے چلاتی ہوئی پوچھنے لگی۔

Evet,türkçebiliyorumamakonusamıyorum

(yesIunderstandbutIcan'tspeak)

ایمان معصومیت سے کندھے اچکا کر بولی۔

نبیشہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔ اسکی بہن اس قدر شاطر بھی تھی

اسے آج علم ہوا۔

Güzel,benwildan

Yasiz???

(Good,IamwildanAndyou???)

ولدان نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھایا۔ اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا اسے اپنی ہم عمر مل گئی تھی۔

ایمان! اس نے لڑکی کے پیچھے کھڑے شخص کی سر دنگا ہوں کو ادائے بے نیازی سے نظر انداز کرتے ہوئے اسکا ہاتھ تھاما۔

نبیشہ کافی لبوں سے لگائے دلچسپی سے انہیں ملاحظہ کر رہی تھی۔ وہ سمجھ چکی تھی ایمان کی چالاکی کو مگر وہ بری طرح ناکام ہونے والی تھی ایسا اسکی چھٹی حس کہہ رہی تھی۔ ہم نے تو روم دیکھ لیا ہے اپنا اگر تم چاہو تو ہمارے ساتھ رہ سکتی ہو، اوہ ہاں تمہارا بوائے فرینڈ بھی ہے ساتھ

ٹھیک ہے اگر تم اس کے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو اس اوکے، پھرتے ہیں تم آرام کرو! وہ اپنی ہی جون بولتی ہوئی واپس مڑ گئی۔

Sizkimsen???Ha?

(تم ہو کون؟)

برش اسکے 'بوائے فرینڈ' پر کارے جانے پر خون کھولنے لگا

Durdurdur

Abi!Neyepiyoursun????

(رکورو کو رکوبھائی، کیا کر رہے ہو؟؟؟)

ولدان اسے ستھ سے اکھڑتا دیکھ کر فوراً بولی۔

وہ رخ موڑے دنوں ہاتھ لبوں ہر جمائے زور سے آنکھیں بند کیئے کھڑی تھی۔ وہ اسکا بھائی تھا! یہ اس نے کیا کر دیا۔ جبکہ کچھ دوری کھڑی لبوں سے کافی لگائے نبیشہ کو سن کر زور کا اچھو لگا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا ہنسے یا رونے اس بے وقوفی پر۔ جبکہ اسکی طرف رخ کیئے چہرے پر بلا کی معصومیت سجائے ہاتھ جوڑنے لگی۔

جیسے کہ رہی پلیز بچا لو، نبیشہ بمشکل لب دبا ئے۔ ایکسکیوز می، رومزفل ہیں اگر آپ چاہتے ہیں آپکی بہن آپکے ساتھ بوائز ہاسٹل رہے تو وائے ناٹ! ہم صرف آپ کی مدد کرنا رہے تھے! اس نے سلیقے سے بات سنبھالی۔ جبکہ ایسا کچھ نہیں تھا! اسکی بات سن کر برش کے تاثرات نارمل ہوئے۔

Tamam!

(Alright)

وہ سرد لہجے میں کہتے ہوئے اپنی بہن کا ہاتھ تھامے ان دور لے گیا۔ اور کچھ لمحوں بعد نہ جانے اسکے کان میں کیا صور پھونک کر اسے وہاں چھوڑ کر ریسپشن کی جانب بڑھا۔

چلیں! وہ پرجوش سی بولی۔

لوجی! ایک کیا کم تھی جو دوسری بھی آگئی! والی نظروں سے نبیشہ نے ان دونوں کو دیکھا اور کافی کا کپ ایمان کے ہاتھوں میں دیتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتی حال میں گم ہو گئی۔

وہ آفس دے گھر لوٹنے والی تھی جب اسے نبیشہ کا میسج موصول ہوا۔ وہ لوگ پہنچ چکے تھے۔ اسکے لفظ اسکی خوشی بیان کر رہے تھے کہ وہ کتنی خوش تھی دونوں۔

اس نے اداسی سے اسکرین بجھائی اور پیپرز سمیٹ کر بیگ میں رکھنے لگی۔ گھڑی شام کے سات بج رہی تھی۔

اس نے ٹیکسی لی اور قبرستان آگئی۔

آج وہ حد سے زیادہ اداس تھی۔ اسے کئی لمحے ایسے ہی خاموش آنسو بہاتے ہوئے گزر گئے۔

وہ مٹھی بھر مٹی لیتی مگر وہ دھیرے دھیرے اسکے ہاتھوں سے پھسل جاتی وہ پھر یہی کرتی۔ بار بار یہی عمل دہرانے لگی۔ آخر کار اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اور وہ باپ کے

قدموں کی جگہ پر سر ٹکائے پھوٹ پھوٹ کر رودی۔ مجھے یہاں سے دور نہیں جانا بابا، مجھے

آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں! وہ ان کو مخاطب کرتی ہوئی بولی۔ بولیں نا بابا؟؟؟ وہ پاگلوں کی طرح زمین پر اگی گھاس نوچنے لگی۔ ناراض ہوئیں، سنا آپ نے؟ میں ناراض ہوں، وہ سخت نظروں سے مٹی کو گھورتی ہوئی بولی۔ جیسے کسی وجود سے مخاطب ہو۔

ایسا نہ کریں نا، کچھ تو بولیں مجھ سے، کوئی تو بات کریں! وہ بے خودی سے اس خالی قبرستان میں چلائی

بولیں نہ بابا! دیکھیں میں کتنی اکیلی ہو گئی ہوں، آپ میں سے کوئی میرے ساتھ نہیں! کوئی بھی۔۔۔۔۔

وہ سرگوشیوں میں سسکتی قبر پر سر رکھے آنکھیں موندنے لگی
بی بی بہت وقت ہو گیا ہے گھر کو لوٹ جائیں اس وقت یہاں ٹھہرنا ٹھیک نہیں ہے!
وہ شخص اسے تیسری بار تاکید کرنے آیا تھا۔

لیکن میرا تو کوئی گھر ہی نہیں ہے!
www.urdu novelsmania.com
وہ سر اٹھا کر ہونکوں کی طرح اس عمر دراز شخص کو تیکنے لگی۔

وہ، وہ میرا گھر نہیں ہے وہاں کوئی ہے ہی نہیں! یہاں ہیں سب لوگ دیکھو! یہ میری ماما، وہ ادھر بابا وہ میرا زوہان! وہ مڑ کر قبروں کی طرف اس شخص کی توجہ دلانے لگی۔

اسلئے یہ میرا گھر ہے، میں یہیں رہنا چاہتی ہوں پلیز مجھے یہاں رہنے دیں کچھ دیر! وہ آخری لفظ ادا کرتے تک مننتوں پر اتر آئی۔ مٹی سے اٹا چہرہ، لکجے ہوئے بالوں میں، روتی بلکتی لڑکی پر اس شخص کو ترس آ ہی گیا۔

وہ افسوس سے سر جھٹکتا اسے یہیں چھوڑ کر الٹے قدموں واپس مر گیا۔

تم فکر مت کرو! ہم جلد ہی ملیں گے ٹھیک ہے؟؟؟

لیکن جب تک میں نہیں آجاتی تم ماما اور بابا کا خیال رکھنا اچھا؟ وہ سر مٹی پر ٹکاتے ہوئے بولی۔

میرا پیارا بھائی، میری جان، میرا زوہان! وہ محبت سے اسکی قبر کی مٹی پر ہاتھ پھیرتی سوئی جاگی کیفیت میں بڑبڑانے لگی۔

www.urdu novels mania.com

سر انہیں پتا چل گیا ہے کہ ہم انکے تعاقب میں تھے! اور انہوں نے دھمکی دی ہے کہ اگر آپ نے یہ بند نہیں کیا تو وہ آپ پر کیس کر دیں گی! معاذ کا سر ندامت سے جھکا

کیسے پتا چلا اسے؟ وہ ایک عام شہری ہے اور تم ایک پروفیشنل آفیسر! وہ پھٹ پڑا۔

سوری چیف!

سوری فاروٹ! اس سوری کی آڑ میں تم اپنی غلطی نہیں چھپا سکتے! وہ دھاڑا۔

میں تمہیں ایک ہفتے کے لیے سسپنڈ کرتا ہوں! یہی تمہاری سزا ہے ناؤ آؤٹ!

وہ پیشانی مسلتا ہوا ارد گرد غصے سے چکر کاٹنے لگا۔ سوری چیف!

آئی سید آؤٹ! وہ غصے سے چیخا۔ نہ جانے اسے اتنا غصہ کیوں آنے لگا تھا۔ وہ کیوں اتنا

پوزیسو ہوتا جا رہا تھا اس لڑکی کو لیکر۔ ان جذبات اور احساسات کو وہ خود بھی کوئی نام دینے

سے قاصر تھا۔ اس نے لمبی سانسیں اندر دھکیلتے ہوئے خود کو پرسکون کیا۔ اور کچھ سوچتے

ہوئے اسکا نمبر پیش کیا۔

نمبر آف جا رہا تھا۔ ڈیم اٹ! اس نے فون زور سے ٹیبل پر پٹخا۔ اور مڑا کر گلاس وال کے

اس پار دیکھنے لگا۔ پیشانی پر فکر مندی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے اب کیا کرنا چاہیے تھا

www.urdu novelsmania.com

۹۹۹۹

دو دن بعد میچ ہے ایک دن کے اسٹے کے بعد اگلے دن ہماری روس واپسی کی فلائٹ ہے!

شرائے ٹیب پر نظریں جمائے اسے اگلے دنوں کا شیڈول سنارہی تھی۔ جنونی انداز میں تاہڑ توڑ کے ہیوی بیگ پر برساتے ہوئے اسکے ہاتھ رکے۔

گیپ کیوں؟؟

سر آرام کے لئے،

نہیں چاہیئے، اُسی رات بلکہ اُسی شام کی فلائٹ بک کرو! وہ سرد لہجے میں کہتے ہوئے ہاتھوں پر لپٹی بلیک ہینڈ ریپ کو اتار پھیکا۔

تاتیہ سے بات کرو! تو! کہتے ہوئے اس نے پھولی ہی سانسوں سے پانی کی بوتل لبوں کو لگائی۔

شرائے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے فون ملا کر اسکی طرف بڑھایا۔ بوتل لبوں سے ہٹاتے ہوئے اس نے بچا ہوا پانی سر پر الٹ لیا۔ اور رخ موڑ کر بغیر بوتل اسکی طرف بڑھاتے ہوئے۔ اسکے ہاتھ فون لیا۔

www.urdu novelsmania.com

ہیلو تاتیہ! جو غیر ارادی طور پر شرائے کے ہاتھ سے پھسل کر زمین پر جا گری۔ اور خالی حال عجب سا شور اٹھا۔ یشم نے مڑ کر قبر بھری نگاہوں اسے دیکھا۔

وہ گھبار کر جلدی سے بوتل اٹھا کر باہر بھاگی۔ یشم کا رویہ کچھ عجیب سا تھا ان دنوں۔ حیرت تھی وہ پہلے ایسا نہیں تھا۔ شرائے کو پہلی بار اس سے خوف محسوس ہونے لگا۔

جب اسے ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک تاریک کمرے میں پایا۔ اس قدر اندھیرا چھایا ہوا تھا ہر طرف کہ اسے بینائی سے محروم ہو جانے کا الحاح ہوا۔

ک کوئی ہے؟ کوئی ہے کیا! پ پیلز مجھے باہر نکالو یہاں سے! وہ درودیوار کو چھو کر اندازہ کرتی قدم اٹھانے لگی۔ میرا دم گھٹ رہا ہے یہاں، مجھے سانس نہیں آ رہا وہ حلق کے بل چلائی۔ مگر اسکی فریاد سننے والا وہاں کوئی نہ تھا۔

پلیز مجھے باہر نکالو یہاں سے! کوئی ہے

اسکا تنفس بگڑنے لگا۔

ہیلپ ہیلپ، کوئی ہے؟؟؟؟

وہ چیختی ہوئی زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

خوف سے سر گھٹنوں میں سر دیئے وہ کانپنے لگی تھی۔ اسے اس سیاہ اندھیرے سے خوف آنے لگا تھا۔

پلیز کوئی ہے، ماما بابا پلیز مجھے بچالیں! یا اللہ

سکتے ہوئے اسکی آواز سرگوشیوں میں بدلنے لگی۔ نہ جانے وہ کب سے یہاں تھی اور کب تک اور یہاں سزا کاٹنا تھی۔ کیونکہ اسے کچھ بھی یاد نہیں تھا۔۔

#THE_DARK

تیرہویں قسط |

از قلم: اوزائے زبان



صبح کے چار بجے رہے تھے۔ جب اسکے فون پر لگا الارم بجا۔ اس نے بند آنکھوں سے دائیں بائیں ہاتھ مارتے ہوئے الارم تلاش کیا۔ وہ بیڈ کو اپنا کمرہ تصور کر رہی تھی۔ جیسے ہی اس نے پہلو بدلا اسکا ہاتھ ہوا میں لہرایا۔

کسی احساس کے تحت وہ جھٹ سے اٹھ بیٹھی۔ اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے بیڈ سے نیچے جھانکے لگی۔

مطلب وہ نیچے گرنے والی تھی!

اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی۔

حد ہے اس سے اچھا چٹائی ہی دے دیتے ہمیں کم از نیچے بچھا کر اس پر گدے ڈالتے اور سکون سے سو تو جاتے !

وہ انتظامیہ کو کوستی ہوئی کمفرٹر ہٹا کر اٹھ بیٹھی۔ الارم اس نے مارنگ واک اور ایکسرسائز کرنے کے لئے لگایا۔ مگر کھڑکی کے باہر سناٹا اور بچھایا اندھیرا دیکھ کر وہ تذبذب کا شکار ہوئی۔

نبیشہ ۹۹۹ ہاں نبیشہ کو ساتھ لے جاتی ہوں!

سوچتے ہوئے بیڈ سے نیچے اتری۔

شش شش ؟؟؟؟ ، بیش ہیلو!

وہ رازدای سے اسکا بازو ہلانے لگی۔

اٹھو یا راک پر چلتے ہیں! اس نے اس کے بال کھینچے۔

کیا ہے؟ کیا مصیبت آن پڑی ہے صبح صبح؟

وہ کاٹ کھانے کو دوڑی۔

صبح ہوئی نہیں لیکن ہونے والی ہے چلو مار ننگ واک پر چلتے ہیں! اسے مجبوراً چٹکی کا ٹسنی پڑی اسکے ہاتھ پر۔ پاگل عورت میری بلا سے جہنم میں جاؤ، مگر میری نیند خراب مت کرو مجھے کہیں نہیں جانا! وہ اسے پرے دھکیلتی کمفرٹر سر تک کھینچ کر سوتی بنی۔

مرو! وہ پیر پچ کر رہ گئی۔

ایک طرف سے ناکامی کے بعد اس نے ڈھٹائی سے ولدان کے بیڈ کی جانب رخ کیا۔
سنو ولدان اٹھو صبح ہو گئی! اس نے کمفرٹر کھینچتے ہو کہا۔

Buurakrakk

Aneeeeyynekadarsabahsabab

چھوڑ بیسیں! امی کیوں صبح صبح! وہ کمفرٹر سر تک کھینچتی ہوئی چیخی۔

گویا اسکے گلے میں لالٹو ڈاسیڈ کرفٹ کیا گیا ہو۔

پاگل عورت اٹھو! ایمان نے بڑھ کر زبردستی اسکے منہ پر ہاتھ دھرا۔ ورنہ وہ پورے ہاسٹل کو
اٹھا دیتی اور پھر ہاسٹل کے لوگ اسے دنیا سے۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

Niyë??Neoldu?

Abimgeldim???

(کیوں؟ کیا ہوا؟ میرا بھائی آیا ہے؟)

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

No,getup&getdressedquicklywehavetogo!

وہ حاکمانہ انداز میں کہتی اپنے کپڑے اٹھائے کمرے سے باہر نکل گئی۔

Aptalyaaaaa

(احمق کہیں کی)

ولدان ناک بھوں چڑھاتی اسے برے برے القابات سے نوازیٰ نیچے اترنے لگی۔

کچھ ہی لمحوں میں وہ ٹریک سوٹ، پیروں میں جوگرز پہنے، سنہری بالوں کو اونچی پونی میں مقید کیئے بالکل تیار کھڑی تھی۔ جبکہ ولدان تھوڑی پرہاتھ جمائے سوتی جاگتی کیفیت میں کرسی پر جوں کی توں بیٹھی۔

ولدان کی بچی! اسکی پکار کر وہ لڑکھڑا کر سیدھی ہوئی۔ اگر پانچ منٹ میں تم تیار ہو کر سیدھا نیچے نہیں آئی تو وود آؤٹ ٹکٹ تمہیں اوپر ضرور پہنچا دوں گی سنا تم نے! اس نے دانت پیسے۔ واٹر بوتل اٹھائی اور سیل پاکٹ میں ٹھونسٹی یہ جاوہ جا۔

Aneeeeyyyy

(اےیییییییی)

ولدان برے برے منہ بناتی ٹیبل پر سر پٹخنے لگی۔ مگر اب کوئی چارہ نہیں تھا۔ وہ نیند کو خیر اباد کہتی اٹھی ٹریک سوٹ پہنتی اسکی پیچھے ہولی۔

آگئی تم! وہ ایمان نے پیروں پر اچھلتے ہوئے دور سے اسے ہاتھ ہلایا۔
نہیں راستے میں ہوں! ولدان اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتی ہوئی آرہی تھی۔

Günaydin vildan anim

(گڈ مارنگ مس ولدان)

وہ لب دباتی آگے آگے بھاگنے لگی۔
تم نہیں بچو گی آج میرے ہاتھوں سے! وہ کہتی ہوئی تیز رفتاری سے اسکے پیچھے بھاگنے لگی۔

‘UNIVERSITÀ DEGLI STUDI DI MILANO’

یونیورسٹی کی عمارت پر بڑا سا نقش کیا ہوا تھا
www.urdu novelsmania.com

جس سے کچھ فاصلے پر (سبز، سفید، سرخ) رنگوں سے جڑا اٹلی کا جھنڈا پوری شان سے لہرا رہا تھا۔

کتنا انتظار اور کتنی محنت کی اس نے یہاں تعلیم حاصل کرنے کے لیے۔
لبوں پر انگلیاں جماتے ہوئے اس نے فلائنگ کس اچھالی اور قدم آگے بڑھانے لگی۔

یونیورسٹی کی عمارت ضرور تھی مگر اسکی خوبصورت آج بھی برقرار تھی۔ یونیورسٹی آف ملان کی بنیاد 1924 میں رکھی گئی۔ جو کہ سو سال ہو چکے تھے۔ اس یونیورسٹی کے قیام کے آغاز میں یہاں صرف ایک ہزار طلبہ تھے۔ جبکہ 1929 میں طلبہ کی تعداد دو ہزار سے بھی کم تر تھی۔

لیکن اس وقت ملان یونیورسٹی اٹلی کی چوتھی یونیورسٹی کا دارا الحکومت بن چکی ہے۔ جو کہ پہلے روم، نیپلس، پڈوا کے بعد دوسرے نمبر پر تھی۔ اب تک یونیورسٹی کے نو اسکول تھے۔ اسکول آف ایگریکلچر، اسکول آف فارمیسی، اسکول آف لاء، اسکول آف لیٹرائنڈ فلسفی اسکول آف میڈیسن اینڈ سرجری، اسکول آف وینٹری میڈیسن، اسکول آف ریاضی، اسکول آف فزکس اینڈ نیچرل سائنس، اسکول آف اسپورٹ سائنس، اسکول آف پولیٹیکل سائنس۔ مزید پچپن میجرز تھے۔

یہی وجہ تھی کہ بڑی تعداد میں طلبہ یہاں آئے، اور چلے گئے اور کئی اور آتے، یہاں رہتے، بڑے ہوتے، علم حاصل کرتے، فنونِ ثقافت تہذیبیں سیکھتے اور کامیاب ہو کر لوٹتے اور پھر ان درودیوار میں ایک کہانی چھوڑ جاتے۔ استادوں کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہاں کے استاد بہت مزاکیم، دوستانہ نیچر کے استاد تھے جو اسٹوڈنٹس کے لیے بہت مددگار ثابت

ہوتے تھے۔ ایک بہت انوکھی اور مزے دار بات یہ تھی انٹرنیشنل اسٹوڈنٹس کے لیے انکے لیے ایک اسکورز سیٹ کیے گئے تھے۔ جو انکے ایزام مارکس میں کاؤنٹ کیے جاتے۔ جو کچھ یو تھے کہ، اگر آپ اچھے کپڑے پہنتے، ویل بی ہیو کرتے، استادوں کو خوش کرنے کے لیے زیادہ محنت کرتے تو آپ کو اسکور دیے جاتے۔ اسی طرح اگر بد تمیزی، یا کوئی اسٹوڈنٹ آپ کی شکایت کرے، جس کے نتیجے میں استاد آپ سے ناراض ہوں، یا پھر ہاسٹل رولز توڑنا وغیرہ۔ ایسی صورتوں میں گین کیے گئے مارکس کٹ جانے کا بھی خدشہ رہتا۔ خیر

ششش! کیا ہو رہا ہے یہاں؟؟ ایمان بائیں جانب قطار میں لگی نبیشہ کے کندھے پر دو انگلیاں رکھتی ہوئی پوچھنے لگی۔

میں بھی تمہارے ساتھ ہی آئی ہو بی بی، اگر یاد ہو تو وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔

پروفیسر جوزف نے خوش آمد کہنے کے لیے بلایا ہے ہم انٹرنیشنل اسٹوڈنٹس کو! ولدان کی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا۔ وہ شاید ابھی آئی تھی۔ اب پتا نہیں اس نے تنزکیا تھا یا سچ کہا تھا وہ سمجھ نہیں پائی۔

ایمان اکتائے ہوئے انداز میں قطاروں میں جھانکتی کا باقاعدہ اسٹوڈنٹس کا جائزہ لینے لگی۔

ہم اس طرح تمیزِ تہذیب سے قطار میں جبکہ وہ لوگ طرفِ مکھیوں کے جھنڈ کی طرح ادھر کیا کر رہے ہیں؟ اسے دوسری جانب کھڑے اسٹوڈنٹس کو دیکھ کر تعجب ہوا۔

یہ اسپورٹس ڈپارٹمنٹ سے ہیں بزنس کلاس اسٹوڈنٹس! نبیشہ انکا لباس سے اندازہ لگا کر بولی

بزنس کلاس؟ تو ہم کیا بھیک اٹھی کر کے آئے ہیں!

اسے صدمہ ہوئی۔ اسے یہ 'فرق' بالکل بھی پسند نہیں آیا۔ نہیں، ہم اسکا لرشپ پر آئے ہیں

نبیشہ بل چباتی مطمئن انداز میں بولی۔

یار یہاں بھی! ایمان صدمے سے رو دینے کو تھی۔

جی ہاں، یہاں بھی، اور بلکہ پوری دنیا میں لوگ فرق کرتے ہیں ہائی کلاس، اپر کلاس، مڈل

کلاس اور پتا نہیں کیا کیا نبیشہ ناک چڑھا کر بولی۔

دل توڑ دیا یار! افسوس زدہ چہرہ بناتے ہوئے اپنے آگے کھڑے اسٹوڈنٹ کے سر سے

پیشانی جوڑی لی۔ یہ جانے بغیر کہ وہ کون تھا یا تھی۔

پروفیسر جوزف کے آتے ہی سب ہوشیار ہو گئے۔ انہوں نے تمام نئے آنے والے

اسٹوڈنٹ کو خوش آمدید کہتے ہوئے خوب محنت کرنے کی تلقین کی خاص طور پر انٹرنیشنل

اسٹوڈنٹس کو کیونکہ انہیں صرف دو سال کی اسکا لرشپ ملی تھی۔ انکی اسی کارکردگی کی بنیاد پر فیصلہ ہونا تھا کہ وہ یہاں آگے جانے لائق ہیں یا نہیں۔
ایمان اکتاہٹ بھرے لہجے میں یہاں وہاں دیکھنے لگی۔
یوں کالی کالی زلفوں کے پھندے نہ ڈالو!

ہمیں زندہ رہنے دواے حسن والو! وہ گنگناتے ہوئے اپنے سے آگے کھڑے اسٹوڈنٹ کے گھنگھریالے بالوں کو اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگی۔ نبیشہ کی نظر غیر ارادی طور پر نظر اسکی طرف اٹھی۔ اسکا کے چنگم جباتے منہ کو بریک لگی۔ وہ زور سے منہ کے آگے ہاتھ رکھتے ہوئے ہنسی کو فوارے کو پھوٹنے سے روکا۔

Cefaci???

(کیا کر رہی ہو تم؟)

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

لڑکا مڑ کر غصے سے اسکو گھورتا ہوا پوچھنے لگا۔

ایمان کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں زبان تالو جا چکی۔

یہ لڑکا تھا؟ اسے لگا لڑکی ہے! وہ کیا کیا نہیں کر رہی تھی اسکے ساتھ؟؟؟ لعنت ہو تم پر ایمان،
بہت گھٹیا حرکت کی تم نے، اس نے خود کو کوسا۔

جبکہ لڑکے نے جواب نہ پا کر اسے انہی نظروں سے گھورتے رخ موڑ لیا۔ تالیاں بجنے کی آواز پر نبیشہ نے کب سے روکی ہوئی ہنسی کو آزاد کر دیا۔ وہ بے اختیار پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہنستی جا رہی تھی۔

ہونہ! ایمان نے منہ چڑایا۔

کیا ہوا؟؟؟ جبکہ ولدان نا سمجھی سے پوچھنے لگی۔

کچھ نہیں مزاق تھا! ایمان ٹرخ کر بولی۔

یہ کیسا مزاق تھا مجھے تو ہنسی نہیں آتی؟ وہ ابھی۔ پاکستانی مزاق تھا کہ! ایمان تپی۔

اچھا؟ پاکستانی مزاق کیا الگ قسم کے ہوتے ہیں!

ولدان ابھی۔

یار ولدان دماغ مت کھاؤ! وہ پیر پٹختی جانے لگی۔

جبکہ نبیشہ کی ہنسی نہیں رک رہی تھی۔ وہ ایک پھر سے کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

باکسنگ شورٹس پر گانوں پہنے ہوڈ سر پر گرائے۔

بیک اسٹیج ہاتھوں پر گلفز چڑھاتے ہوئے وہ کڑے تاثراتوں سے اپنے کوچ کو سن رہا تھا۔
اسی لمحے اسکا نام پکارا گیا۔ 'killitman' کوچ اسکا کندھا تھپتھانے لگا۔

اس گردن کو دائیں بائیں جھٹکا اور پیروں پر اچھلتا ہوا پردہ کو ہاتھ مار کر آگے بڑھ گیا۔ سرخ رنگ کی لائنس اسکے سر پر تیرنے لگیں۔ لوگ پرجوش انداز میں شور مچانے لگے اسے دیکھ کر۔ اس نے اکن اکھیوں سے لوگوں کو دیکھا، اور ایک نظر اپنے پیچھے لہراتے روسی پر جم پر ڈالی۔ اور ہاتھ مار کر سر سے ہوڈ گرا دی۔ ہاتھوں کا زور رسیوں پر جماتے ہوئے رنگ میں کودا۔ گائون اتار کر اس نے بے نیازی سے مینٹور کی جانب اچھال دیا۔

گردن کو جھٹکتے ہوئے تیز تیز اچھلنے لگا۔ حریف کے آتے ہی قبر برساتی نگاہوں اسے اوپر سے لیکر نیچے تک دیکھنے لگا۔

ہم لائیو جا رہے ہیں! اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کوچ نے مصنوعی دانت اسکے منہ میں دیئے۔

کیا فرق پڑتا ہے! وہ ہنوز نظریں اُسی پر جمائے ہوئے تھا۔

کوچ نفی سے سر جھٹکتا باہر نکل گیا۔ بیل بجنے پر پہلا راونڈ شروع ہوا۔ جو کامیابی سے اسکے نام رہا۔ دوسرا راونڈ شروع ہوتے ہی اسکا دھیان بھٹک بھٹک کر ایپرل پر جانے لگا۔ حریف پے درپہ اس پر مکے برسانے لگا۔ اسکے خیالات اسکے دماغ پر حاوی ہونے

لگے۔ وہ چاہ کر بھی فوکس نہیں کر پا رہا تھا۔ جسکے نتیجے میں وہ دوسرا رائونڈ ہار گیا۔ شرانے بیک اسٹیج اسکرین کو گھورتی پریشانی سے پہلو بدلنے لگی۔

تم کیا کر رہے ہو یہ؟ کوچ برہم ہوا۔

یہ وقت دوسری چیزیں سوچنے کا نہیں ہے، کچھ بھی مت سوچو اس وقت، اپنے دماغ کو ساری سوچوں اور فکروں سے آزاد کر دو، لڑائی پردھیان دو، اور کر دکھا تو اس سال بھی، یہ چیمپئن شپ بھی تمہاری 'ہی' ہے! کوچ نے اسکی آنکھ کے کونے پر برف کا ٹکڑا رکھتے ہوئے سختی تاکید کی۔ اس نے خالی خالی نگاہوں سے کوچ کو دیکھا اور دانت منہ میں رکھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

اگلے اور آخری رائونڈ میں اسکی سچویشن کچھ مختلف نہ تھی۔ 'تم جیسے وحشی انسان سے میں تو کیا کوئی بھی محبت لڑکی محبت نہیں کر سکتی'

'تمہاری محبت، محبت نہیں قید ہے مجھے وحشت ہوتی ہے اس قید خانے سے، تم وحشی ہو'

'تم پاگل ہو،

'تم سے کوئی لڑکی محبت نہیں کر سکتی' جیسی کئی آوازیں اسکا دماغ مائوف کرنے لگیں۔

اسے علم نہیں ہوا کہ زور سے مکہ اسکے جبرے پر پڑا اور وہ لڑکھڑایا۔

خون سے لت پت کوئی چیز اسکے منہ سے نیچے جا گری۔ اس نے بند ہوتی آنکھوں سے نظر دائیں طرف گھمائی۔ جالیوں میں انگلیاں پھنسائے کوچ چلا کر کچھ کہہ رہا تھا۔ مگر کیا؟ اسے تمام منظر دھندلاتے ہوئے دکھائی دیئے۔

ورنہ، ہم ہار جائیں گے!

کوچ اسٹیل کچ پر مکے مارتا ہوا چلایا۔ اور اس بار خوش قسمتی سے اسکے کانوں تک پہنچی۔ وہ حیران رہ گیا اسکے ساتھ یہ سب کیا ہو رہا تھا؟؟ کیا یہ آخری رائونڈ تھا؟ اسے اپنے منہ پر نمی ہی نمی محسوس ہو رہی تھی۔ اسکے دل و دماغ میں طوفان سا برپا ہونے لگا

وہ غصے سے خود کو پھڑپھڑاتے ہوئے اٹھا حریف پر سوچے سمجھے بغیر مکے برسانے شروع کر دیئے۔ مقابل پلیمز آدھ مرا ہو چکا تھا۔ اس نے غصے میں پوری قوت سے مکہ اسکی کنپٹی پر دے مارا۔ وہ لڑکھڑا کر زمین بوس ہو گیا۔ اور رائونڈ ختم ہونے پر بھی نہ اٹھا۔ بیل کی آواز پر اسکی جیت کا اعلان کر دیا گیا مگر وہ حواسوں میں نہیں لگ رہا تھا۔ وہ بھول چکا تھا کہ وہ کہاں؟ اور کس لیے؟؟

وحشی، جاہل! جیسی آوازیں ہنوز اسکے کانوں میں گونج رہی تھیں۔ وہ چاہ کر بھی ان سے پیچھے نہیں پھڑپا رہا تھا۔ اس نے طیش میں آ کر گلہز اتار کر زمین پر پٹھے اور زمین پر گرے

شخص پر لاتوں اور مکوں کی برسات کر دی۔ اسکے کوچ اور ریفری سمیت مقابل کی ٹیم کئی لوگ دفاع میں اتر آئے۔ مگر وہ قابو میں آ کے نہیں دے رہا تھا وہ اسے جان سے مار دینے کے درپہ تھا۔ شرانے گھبرا کر مس تاتیہ کو فون ملانے لگی۔

ہے ہیلو ہیلو میم! وہ سراسر افریقی کو چھوڑ ہی نہیں رہے بہت غصے میں ہیں، کیا کروں میں ؟

اسکرین کو دیکھتے ہوئے اسکے ہاتھ پیر پھولنے لگے۔

بے وقوف لڑکی، تو جا کر اسے روکو مجھے کیوں فون کر رہی ہو، میں کیا کر سکتی ہوں! وہ اسے ڈپٹی کال کاٹنے لگی۔ ہا ہا ہا ہا! میں کچھ کرتی ہوں! وہ بوکھلائی ہوئی اسٹیج پر بھاگی۔

آپ لوگ کیا اسکے مرنے کا انتظار کر رہے ہیں جائیں بھی!

وہ اسکے مینیجر پر چلائی۔ میڈیکل ٹیمیں مقابل کھلاڑی کو اسٹریچر پر اسے لٹاتے ہوئے بیلٹ لاک کئیے اسے اٹھائے ایبوسینس میں ڈالنے لگے۔ مقابل پلیئر کے مداح اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہے تھے۔ جبکہ وہ بے نیازی سے سب کو نظر انداز کئیے۔ رنگ سے نکل کر بیک اسٹیج جانے لگا۔ مداح اسے چھو کر خوش ہوتے تو کوئی اسکا کندھا

تھپتھپا کر داد دینے لگے۔ اس نے گلے سے میڈل کسی بے کار چیز کی طرح نکال کر کانوچ پر اچھال دیا۔ اسے خوشی محسوس نہیں ہر رہی تھی؟ وہ حیران تھا

اور تتھووو! کی آواز کے ساتھ بسین سے پانی کے چھینٹے منہ پر مارے۔ اسکے منہ سے ابھی بھی خون جاری تھا۔ انکھ کے قریب نیل پر چکا تھا جبکہ نچلاب خون کی لکیر نمایا تھی۔ اس نے منہ پر زور زور سے پانی کے چھینٹے کے برسائے اور ٹاول کھینچ کر باہر نکل آیا۔

سر سر پلیر! منہ نہیں دھونا تھا پھر بھی آپ نے دھویا، پلیر ڈاکٹر کو دیکھنے دیں پلیر پلیر! وہ اسے ٹاول منہ کے قریب لے جاتا دیکھ کر چلا اٹھی۔

یشم نے جواباً سر دنگاہ ان دونوں پر ڈالی اور جواب دیئے بغیر کانوچ پر گر سا گیا۔ ڈاکٹر بجلی کی تیزی سے مطلوبہ سامان لے کر کانوچ کے دوسری جانب پہنچا۔ جہاں وہ سر گرائے پڑا تھا۔

وہ زندہ ہے؟ اس نے بند آنکھوں سے پوچھا۔

ایمر جنسی میں ہے! وہ ہچکچاتی۔

پتا نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا! میں نے کسی اور کو تو نقصان نہیں پہنچایا؟ وہ بڑبڑایا۔

ن نہیں! وہ بولی۔ ساتھ ہی ڈاکٹر کو فحال اسے کوئی بھی تاکید کرنے منع کیا۔ کہیں غصے میں آ کر اسے ہی زمین پر نہ بیچ دیتا۔ پیلرز کے مقابلے میں اس میں جان ہی کتنی تھی وہ بے چارہ اسکے ایک ہاتھ کی مارتھا۔

کچھ دنوں سے عجیب سا رویہ تھا اسکا۔ اسے پہلے والے خوفناک یشم کی جھلک دکھائی دی اس میں آج۔ شاید یہ ایپرل کے جانے کا غم تھا جو غصے میں تبدیل ہونے لگا تھا۔ جب اسے مس تاتیہ نے جاب پر ہائیر کیا تھا اس وقت وہ اپنے تقریباً پرانے تمام مینیجرز کو پیٹ چکا تھا۔

تو میم میرا کیا ہوگا؟؟ وہ گھبرا کر پوچھنے لگی۔ تو مس تاتیہ ہنس دی۔ کہ انکا بیٹا بگڑا ہوا ضرور ہے مگر بد تمیز نہیں، وہ تم پر کیا کسی بھی عورت پر ہاتھ نہیں اٹھاتا، وہ بہت عزت کرتا ہے۔ اور اسکے لینے فی میل مینیجر کو جاب پر رکھنے کی بڑی وجہ بھی یہی تھی۔ اور انکا یہ دعویٰ بالکل سچ تھا۔ وہ چاہے جتنا بھی غصے میں ہوتا اسے آج تک کوئی تکلیف یا نقصان نہیں پہنچائی تھی۔ تبھی شرانے کو جاب سنبھالتے دو سال گزر چکے تھے۔ ہاں وہ تھوڑی بے وقوف تھی۔ گھبراہٹ میں اسکے ہاتھ پیر پھول جاتے تو وہ مس تاتیہ کو فون کھٹکا دیتی۔ جسکا وہ برا نہیں مناتی تھیں اور بعض اوقات منا بھی جاتی۔ مگر اسکے ساتھ انکا دوستانہ رویہ مثالی تھا

آج انکی پہلی کلاس تھی۔ وہ بہت دل سے تیار ہو کر آئی تھی
گڈ مارنگ ایوری ون! وہ ولدان کے قریب آ بیٹھی۔
مجھے ایسا لگ رہا ہے میں اسمبلی بیٹھی ہوں!

وہ ارد گرد نگاہ دوڑاتی ہوئی بولی۔ کلاس روم نہیں بلکہ 'حال' کافی بڑا تھا۔ انٹیریئر کچھ
اسمبلی کے حال جیسا تھا۔ یہ پیش گوئی اس نے نیوز چینل میں دیکھی گئی سندھ اسمبلی کو دیکھ
کر کی تھی۔ اب وہ واقعی سندھ اسمبلی تھی یا نیشنل اسے کچھ خبر نہیں تھی۔ مقابل دیوار نما
اسکرین تھی جبکہ اسکے آگے پرفیسر کا ڈاس تھا۔ کچھ ہی دیر میں ہال اسٹوڈنٹس سے بھر گیا۔
کھڑے ہو کر پروفیسر جوزف کا استقبال کیا۔

اسٹوڈنٹس اتنے تھے کہ انٹرو میں پورا لیکچر کیا دن نکل جاتا۔ اسلئے اسے اسکپ کرتے
ہوئے پروفیسر نے لیکچر اسٹارٹ کیا تو حال میں سناٹا چھا گیا۔ وہ بھی پورے دھیان سے
انہیں سننے اور نوٹ کرنے لگی۔

ایمان اور ولدان سانس جبکہ نبیشہ لاء کی اسٹوڈنٹ تھی۔ لیکچر ختم ہوتے ہی تمام اسٹوڈنٹس
کتابیں سمیٹتے باہر نکل گئے۔

چلو! کینٹین، کچھ کھاتے ہیں میں نے صبح بریک فاسٹ نہیں کیا! ولدان بیگ سمیٹی باہر نکل گئی۔

ہاں، چلو اس نے تھکے تھکے انداز میں انگلیاں آپس میں جوڑتے ہوئے ہاتھ اکڑائے۔ چلتے منہ کو بریک لگائی اور بیل نکال کر سامنے پھینک دی۔ اسے اپنی غلطی کا احساس فوراً ہی ہوا۔

مگر! بہت دیر ہو چکی تھی۔ بیل اس سے اگلی نشست پر بیٹھے گھنٹھریا لے بالوں والے اسٹوڈنٹ کے سر پر صاف دکھائی دے رہی تھی۔

یا اللہ! کیا کروں اب؟ مڑ کر دیکھا تو اکا دکا اسٹوڈنٹس بیٹھے تھے۔

نکال دیتی ہوں بے چارے کی خواہ مخواہ انسلٹ ہو جائے گی! وہ اپنی غلطی ماننے کے بجائے اس پر 'ترس' کھانے لگی۔ اس نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ بیگ کندھے پر ڈالتا باہر نکل گیا۔

www.urdu novelsmania.com

اس نے بے بسی سے مٹھیاں بھینچیں۔ اور تیزی سے کتابیں بیگ میں گھساتی اسکے پیچھے ہوئی۔ اسکے قدموں پر قدم رکھتے ہوئے موقع تلاش کرنے لگی۔ چلتے چلتے اچانک وہ نوٹس بورڈ کے قریب رکا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر چنگم نکالنی چاہی مگر بد قسمتی سے وہ اسکے بالوں

میں بری طرح چپک گئی تھی۔ اس نے انگلیوں سے اسے نیچے دبایا اور اوپر سے بال سنوار کر اسے اچھے سے ڈھکنے لگی۔ کارنامہ سرانجام دے کر وہ جیسے ہی مڑی۔

لمبے چوڑے اسٹوڈنٹ کو سخت نگاہوں سے گھورتے پایا۔ وہ یقیناً اسکا کارنامہ ملاحظہ کرچکا تھا۔

کہیں اس نے دیکھ تو نہیں لیا؟؟ وہ دانت دکھاتی کان کے پیچھے بال اڑسنے لگی۔

بہت غلط حرکت ہے! وہ تنے نقوشوں سے بولا۔

نہیں، نہیں تو میں تو بس ہیلپ کر رہی تھی! وہ گڑبڑائی۔ وہ مڑ کر اپنی غلطی سدھارنے لگی۔

مگر یہ صرف اسکی سوچ تھی۔

تم؟؟ وہ چیخا۔ یہ وہی قطار والا لڑکا تھا جسے وہ لڑکی سمجھ بیٹھی تھی۔

آگے کنواں تھا اور پیچھے کھائی وہ کیا کرتی!

بہم ہائے! اس نے بتیسی دکھاتے ہوئے نزاکت سے انگلیاں ہلاتیں۔

کیا ہے؟؟ وہ لڑکا کھا جانے کو دوڑا۔

یہ تمہارے بالوں کے ساتھ کچھ کر رہی تھی! وہ لمبا چوڑا لڑکا اس میگی نما بالوں والے سے اسکی شکایت کرنے کے بعد یہ جاوہ جا۔

کتا، خمیس کہیں کا، چوہے کی موت مرے گا تو! وہ اسکی پشت پر غصے سے چلائی۔ اب کسی کو کیا پتا وہ کس کی تعریفیں کر رہی تھی۔ اردو زبان میں۔

تم کیوں میرے پیچھے پڑی ہو!؟ وہ اکتایا۔

نہیں میں تو بس! اس سے جواز نہ بن پایا

دیکھو نہ تو میں خوبصورت ہوں، نہ ٹول، نہ ہی ہنڈسم ہوں دوسرے لڑکوں کی طرح اسلئے میرا پیچھا کرنا بند کرو! وہ کھری کھری سننے لگا۔

ہاں ویسے کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو! اس نے برا سامنہ بنا کر اسکا سر تاپا جائزہ لیا۔
گھنگھرا لے بالے، چھوٹا قد، گول مٹول سا وہ اتنا برا بھی نہیں تھا کیوٹ تھا۔
میرا پیچھا کرنا بند کرو! وہ غصے سے جھاڑتا ہوا وہاں سے جانے لگا۔

حد ہے، تمہارا پیچھا میں کیوں کرونگی! ڈسٹر ب چڑیل

وہ اسکے بالوں کو دیکھتی ہوئی برا سامنہ بنا کر بولی۔
www.urdu-novelsmania.com

کیا کہا تم؟ وہ طیش میں آیا

وہی جو تم نے سنا! وہ ادا سے بالوں کو جھٹکتی بیگ کندھے پر درست کینے آگے بڑھ گئی۔

چودھویں قسط |

از قلم: اوزائے زہان

بے چینی سے آفس میں چکر لگاتے لگاتے اسکے اعصاب شل ہونے لگا۔ رومیہ سے بات کیے بغیر اب اسے چین ملنے والا نہیں تھا۔ تھک ہار اس نے کرسی کی پشت سے جیکٹ اٹھا کر پہنی۔ موبائل اور گاڑی کی چابیاں اٹھاتا ہوا نشان کے کین کارخ کرنے لگا۔

وہ، تمہاری جو دوست ہے، کیا نام ہے اسکا؟ اسے فون کرو! وہ پیشانی پر انگوٹھا گھماتا ہوا بولا۔

ک کون؟ کونسی دوست چیف؟ نشان اسے اچانک اپنے کین میں دیکھ کر بڑبڑایا۔

ڈونٹ پلے انوسینٹ وومی! ابھی کے ابھی اس لڑکی کو فون ملاؤ! وہ دھاڑا۔ وہ پہلے ہی پریشان تھا اسے لے کر وہ اسکا فون نہیں اٹھا رہی تھی۔ دوسرا عجیب سے خدشات دماغ میں آنے لگے تھے۔

نشان اسکے رویے پر حیران ہوتا تیزی سے نمبر ملانے لگا۔

امید ہے اس نے اب کچھ نہ کر دیا ہو! اس نے دل سے دعا کی۔

اسکا نمبر بند جا رہا ہے! فون کان سے ہٹاتا ہوا بولا۔ جو اطہر کی پریشانی میں اضافہ کرنے کے لئے کافی تھا۔

تمہارا اگر کوئی رابطہ ہو اس سے تو مجھے فوراً بتانا!

اطہر کہتے ہوئے واپس مڑا۔

میں کیس میں بڑی تھا میرا کافی دنوں سے اس سے رابطہ نہیں ہوا چیف! مگر بات کیا ہے؟
 شان فخر مندی سے بولا۔ جتنا کہا ہے صرف اتنا کرو! اور اسکے نمبر کی لاسٹ لوکیشن مجھے سینڈ
 کرو! کہتے ہوئے آفس سے باہر نکل گیا۔ جی سر! وہ الجھن بھرے انداز میں سر ہلاتے
 ہوئے مصروف نظر آنے لگا۔

چیف کیوں اسکے لئے اتنا پریشان ہیں؟ اسکے دماغ میں سوال گردش کرنے لگا۔

خیر! وہ سر جھٹک کر اسکا نمبر نوٹ کرتے ہوئے کال سینٹر میں فون ملانے لگا ملنے والی
 معلومات نوٹ کرنے کے بعد اس نے اطہر کو سینڈ کر دیں۔

وہ آفس سے نکل کر ابھی مین روڈ پر ہی پہنچا تھا کہ اسکے فون پر پب بجی۔ اس نے بے چینی
 سے اسکرین پر نظر ڈالی تو شان کا پیغام موصول ہوا۔

وہ دھک سے رہ گیا۔ رومیصہ کے فون سے دودنوں سے کوئی کال نہیں کی گئی تھی۔ آخری کال 'انٹرنیشنل' کال تھی جو کہ یقیناً اسکی بہنیں ہی تھی۔ مگر اسکے بعد؟؟ وہ کہاں تھی دودن سے؟؟ اس سے آگے وہ سوچ ہی نہ سکا۔ اس نے تیزی سے معاذ کو فون ملایا۔

ہاں معاذ سنو! رومیصہ جہاں جاب کرتی ہے، اسکا لونگ ہاؤس، اولڈ ہاؤس، اسکے دوست سب سے معلوم کرو وہ دودنوں سے کہاں ہے! عجلت سے کہتے ہوئے اس نے کال کاٹ دی۔ اور گاڑی ریسورس کرتے ہوئے شان کی بھیجی گئی معلومات کے مطابق اس راستے پر ڈال دی۔

یہ لڑکی اسکی جان لے کر چھوڑے گی! اس نے برہمی سے سوچا۔ اسے تو لگا تھا وہ 'پپچھا' کیلئے جانے والی حرکت پر ناراض ہوگی تبھی اسکی کال رسیو نہیں کر رہی دودن سے، مگر اسے کیا معلوم تھا۔ اسکے نظر ہٹاتے ہی وہ اسکی نظروں کہیں دور اوچھل ہو جائے گی۔ کہاں ہو تم رومیصہ! اس نے بسی سے اسٹرینگ پر ہاتھ مارا۔ اور لوکیشن پر پہنچتے ہی سیٹ بیلٹ نکال کر باہر آگیا۔ مگر یہ تو پوش علاقہ ہے ہر طرف گلیاں ہی گلیاں ہیں۔ وہ یہاں کیا کرنے آئی ہوگی؟ اسے اچھنبہ ہوا۔

ایکسیکوزمی؟ یہاں آس پاس کوئی پبلک پلیس ہے، کوئی کافی شاپ، ریسٹورنٹ، یا پھر اسکول کالج یا فرم جیسی کوئی بھی چیز! وہ اجنبی شخص کو روک کر پوچھنے لگا۔ نہیں ایسا تو کچھ یہاں نہیں ہے چونکہ یہ پوش علاقہ اسلیمیہ اجازت نہیں یہاں ریسٹورنٹ وغیرہ بنانے کی! ٹھیک ہے شکریہ! وہ سخت مایوس ہوا۔

ہاں مگر دو گلیاں چھوڑ کر قبرستان ہے! وہ شخص یاد آنے بولا اور اپنی منزل پر رواں دواں ہو گیا۔

جبکہ اطہر کے ہوش اڑ گئے۔

عین ممکن تھا وہ قبرستان آئی ہوگی! اس نے گاڑی سے فون نکالا اور تیز قدموں سے چلتے ہوئے گلیوں کو کراس کرنے کے بعد قبرستان کے مرکزی گیٹ پر آ پہنچا۔ اسکا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ ہاتھ کے اشارے سے واچ مین کو پاس بلایا۔

میں کرائم ڈپارٹمنٹ سے ہوں وہ اپنی آئی ڈائی کارڈ اس کے سامنے کرتا ہوا بولا۔

اب جو بھی سوال کروں فٹافٹ جواب دیتے جاؤ! مجھے صرف سچ سننا ہے! سختی سے تنہی کی

جی سر! عمر دراز اثبات میں سر ہلانے لگا۔

دو دن پہلے، دن کے کسی بھی وقت یا رات یہاں کوئی عورت آئی تھی! گلے میں اسکارف، سیاہ بالوں والی، لمبا ساقد، اس حلیے سے ملتی جلتی!

وہ شخص سوچ میں پڑ گیا۔

بولو! اسکی برداشت جواب دینے لگی۔

ہاں سر شام کے وقت آئی تو تھی مگر!

مگر؟؟ وہ بے صبری سے بولا۔

مگر وہ بہت ڈھیٹ تھی، میں نے دو تین بار بولا کہ بی بی گھر جاؤ، مگر وہ عجیب باتیں کرنے لگی، پہلے کہتی بس تھوڑی دیر رک کر چلی جائوں گی، اتنی دیر گزرنے کے بعد بھی جب وہ نہ گئی تو میں نے پھر سے بولا تو کہتی میرا کوئی گھر نہیں اور رونے لگی مجھے یہیں رہنے دو، پھر؟؟؟ اظہر نے پریشانی سے پوچھا۔ وہ اسکے مینٹل ڈس آرڈر کا اندازہ لگا سکتا تھا

پھر میں اسے وہیں چھوڑ کر گھر چلا گیا اور جب کھانا کھا کے واپس آیا تو کچھ لوگ اسے گاڑی میں ڈالے لے جا رہے تھے،

کیا؟ اسکے پیروں تلے زمین نکل گئی

کون لوگ تھے وہ؟؟

پتا نہیں سر مجھے لگا انکی کچھ لگتی ہوگی بہن وغیرہ تبھی لے جا رہے ہیں، اور لڑکی کی دماغی حالت بھی مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگتی تھی!

کچھ بتا سکتے ہوا نکلے بارے میں؟

وہ پریشانی سے بولا۔

نہیں سر بہت اندھیرا تھا میں انہیں دیکھ نہیں پایا مگر،

وہ سیاہ رنگ کی دو گاڑیوں میں آئے تھے اور گاڑیاں بھی عام لوگوں والی نہیں لینڈ کروزر تھی بظاہر امیر گھرانے کی لگتی تھی لڑکی! بوڑھا اپنی ہی جون میں اندازے لگانے میں مصروف تھا

اطہر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے!

رحمان خاور، اسکے لب بڑبڑایا۔

ہاں جی سر جی؟؟؟ وہ شخص نہ سمجھی سے بولا۔

وہ نفی میں سر ہلاتا تقریباً بھاگتے ہوئے اپنی گاڑی کا رخ کرنے لگا۔

کب سے ویٹ کر رہی ہوں، اگر لیٹ ہی آنا تھا تو بتا دیتی ایٹ لیسٹ میں لائبریری کا چکر لگا آتی تب تک!

نبیشہ انہیں آتا دیکھ پھٹ پڑی۔

کوئی بات نہیں ہمارے ساتھ وزٹ کر لینا! وہ ولدان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی اور بیگ برابر والی چیمپر پر رکھ کر اسکے مقابل براجمان ہوئی۔
کم آن مجھے 'وزٹ' نہیں کرنا بکس ایشو کروانی ہیں!
وہ بھڑکی۔

اچھا بابا ٹھیک ہے، مرچی کیوں چبا رہی ہو!
ایمان نے آنکھیں گھمائیں۔

وہ جواب دیئے بغیر فون کی سیاہ اسکرین کو گھورنے لگی۔ کیا ہوا کوئی مسئلہ ہے؟
ایمان اسکی حرکت نوٹ کرتی ہوئی بولی۔
www.urdu novelsmania.com

رومی کا نمبر آف جا رہا ہے، میں نے ٹیکسٹ بھی کیئے مگر کوئی جواب نہیں ملا! وہ فکر مندی سے گویا ہوئی۔

دیکھا، وہ ہم سے جان چھڑوانا چاہتی تھی اور!
انف از انف ایمان، وہ غصے سے بولی۔

اُپس سوری نبیشہ! اے اللہ کچھ ایسا کر کہ دی گریٹ رومیصہ جلد ہی اسکا فون اٹھالیں آمین ، آمین ،

تنقیدی انداز میں کہتے ہوئے بے نیاز بیٹھی ولدان کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔
آ آمین آمین! وہ جھٹ سے بولی۔

نبیشہ اسے گھور کر رہ گئی۔

اچھا نا! چلو بتا تو کیا کھا تو گی! وہ ناک بھوں چڑھاتی ہوئی بولی۔

جو تمہارا دل کرے میرا آج موڈ نہیں! مجھے لائبریری جانا ہے نبیشہ بے توجہی سے کہتی
بیگ اٹھا کر چلتی بنی۔

urdu
novels mania

اطہر کو پورا یقین تھا رومیصہ کو رحمان نے ہی اغوا کیا تھا۔ مگر اسکے پاس کوئی پختہ ثبوت
نہیں تھا۔ کاروائی وہ شروع کر چکا تھا۔ مگر کب تک آخر!
رحمان کا باپ ملک کی جانی مانی شخصیت تھا۔ وہ کسی بھی طرح معاملے کو دبا دیتا، یا کاروائی
روک دی جاتی۔

وہ مفروضوں کی بنا پر انکے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اسے ٹھوس ثبوت کی ضرورت تھی۔ جسے ڈھونڈنے کے لیے وہ دن رات ایک کیے۔ سارا سارا دن اور رات آفس میں گم نظر آتا۔ رومیسہ کے دونوں گھروں کا چہ چہ اس نے چھان مارا تھا۔ اسے جو ثبوت ملے تھے اسکی بنا پر وہ رحمان خاور کے آٹو ہائوس پر بھی ریڈ کر چکا تھا مگر اسے سخت ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ رومیسہ وہاں بھی نہیں تھی۔ آخر کہاں تھی وہ؟

انہیں یونیورسٹی جوائن کیے مہینہ ہونے کو آیا تھا۔ دھیرے دھیرے وہ اس ماحول ایڈجسٹ کرنا سیکھ رہی تھی۔ ایمان ہمیشہ کی طرح ہشاش بشاش اور پر جوش ہو کر یونیورسٹی جاتی نہیں بلکہ نبیشہ کے مطابق وہ یونیورسٹی کو 'ریمپ' اور خود کو 'ماڈل' سمجھ بیٹھی تھی جو روز نت نئی اسٹائلز کیے یونیورسٹی میں 'واک' کرتی اور واپس آ جاتی۔ اسکی بات ایک طرح سے سچ بھی تھی جبکہ دوسرا سچ یہ تھا کہ وہ دن میں محنت اور لگن سے کلاسز لیتی۔ اور تنہا ہار کر سو جاتی، شام چھ بجے کے قریب اٹھتی واک پر جاتی کافی پیتی۔ اور پھر رات گئے تک کام کرتی رہتی،

تین گھنٹے کی نیند لینے کے بعد وہ صبح چار بجے پھر اٹھ جاتی۔ یہ اسکی روٹین بن چکی تھی۔ اس میں ولدان بھی اسکی روٹین پارٹنر تھی۔ نبیشہ کو ان سب میں کوئی دلچسپی نہیں تھی مگر وہ کبھی کبھی مارنگ واک پر چلی جایا کرتی تھی ان کے ساتھ۔ اور سارا وقت لاء کی کتابوں میں منہ دیئے کبھی لائبریری تو کبھی گارڈن ایریا میں دکھائی دیتی۔ گویا وہ سبھی محنت کر رہے تھے۔ البتہ انکا اٹلی کے لئے 'کریز' ابھی بھی اتنا ہی تھا۔ بلکہ بڑھتا ہی جا رہا تھا کیونکہ وہ جب سے یہاں آئیں تھیں ایک بار بھی اٹلی گھومنے باہر نہیں گئیں۔ وجوہات میں سرفہرست انکی متواتر ہونے کا کلاسز اور بڑی شیڈول انکے پاس سر کھجانے تک کا وقت نہ ہوتا کجا کہ باہر جانا۔

Haydivildançabukolmak!

(Comeonvildanhurryup)

اس نے جو گرز پہنتے ہوئے ہانک لگائی۔

اوہ، ہاں ایک چیز تو بتانا رہ گئی۔ اسکے 'ترکی' بولنے کی وجہ۔ اسے 'پارٹنر ان کرائم' چاہیے تھی۔ بلکہ ان میلانیوں کی خوب برائیاں اور چغلیاں کرنے کے لئے کسی خاص زبان کا چناؤ کرنا ضروری تھا۔ ولدان اردو نہیں سمجھتی تھی مگر اسے ترکی آتی تھی (ارے! وہی جو اس

نے ترکی ڈراموں سے سیکھی تھی جو غلط بولے جانے پر ولدان اسے پیٹ بھی دیا کرتی تھی
(بھی بھی)۔

Gidelim!

(آگئی)

وہ کہتے ہوئے عجلت میں کتابیں سمیٹنے لگی۔

انکا کیا کروگی؟ ایمان سرسری سا پوچھنے لگی۔

بھائی نے منگوائی تھی پڑھنے کے لئے! انکا پسندیدہ مشغلہ ہے کتابیں پڑھنا!۔

اوہ! اسکے لب اوکے سے انداز میں کھلے۔ اور فون اٹھاتی ہوئی کمرے سے باہر نکل آئیں۔

میلان میں اس وقت بلا کی سردی پڑ رہی تھی۔ اتنا بھاگنے اور دوڑنے کے بعد پسینے تو دور

الٹا خون جھمبے لگتا۔ مگر کیا کرتیں عادت سے مجبور تھیں۔ اور ایڈو نچر کی شوقین! نارمل لوگ

انہیں بورنگ لگتے تھے۔

اور کتنا دور ہے! وہ پراسرار انداز میں سے پوچھنے لگی۔ چونکے یونیورسٹی کا یہ ایریا انہوں ابھی

تک نہیں دیکھا تھا۔

پہنچ گئے بس ولدان تھورا آگے جانے کے بعد بولی۔ اسپورٹس ڈپارٹمنٹ! وہ قدم روک کر بڑبڑاتے ہوئے گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

بھائی اسپورٹس گرائونڈ میں ہونگے چلوگی؟ یہی ٹھہروگی؟؟؟

ٹھیک ہے چلو وہ سرہلاتی اسکے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ گرائونڈ میں انہیں وہ دور ہی سے نظر آگیا۔ زور زور سے ہاتھ ہوا میں اوپر نیچے کرتا وہ ورزش میں مصروف تھا۔ جب ولدان کو اپنی طرف آتا دیکھ حیرت کا شکار ہوا۔ چونکہ علی الصبح کا وقت تھا اس لیے گرائونڈ میں اکا دکا اسٹوڈنٹس موجود تھے۔

یہ تم ہو یا میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں؟

وہ خوشگوار حیرت سے کہتا ہوا ولدان کو دیکھنے لگا۔ کیونکہ صبح جلدی اٹھنا اسکے بس کی بات نہیں تھی کجا کہ ورزش!

میں ہی ہوں! یہ لیں آپ کی کتابیں! وہ منہ بناتے ہوئے بولی۔

یہ معجزہ کیسے ہو گیا میری بہن؟ وہ شریر ہوا۔

ایسے! وہ زرا فاصلے پر کھڑی ایمان کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی۔ برش نے نظر اٹھا کر اسے

دیکھا۔ ٹریک سوٹ میں ملبوس، سنہری بالوں کو ٹیل پونی میں مقید کئے، گلے میں ہیڈ فون

ہینگ کر رکھا تھا۔ وہ اپنے تنیں اطراف کا جائزہ لینے لگی۔

Gunydinbaris!
(Goodmorning)

اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر دانتوں کی بھرپور نمائش کرتے ہوئے نزاکت سے انگلیاں ہلاتیں۔

برش کے لب بے اختیار پھیلے۔

وہ اسے زچ کرنے کے لیے عجب حرکتیں کرتی تھی
(کیونکہ وہ ولدان کو اسکے گھومنے پھرنے سے روک ٹوک کیا کرتا! جیسے وہ اپنے بھائی ہونے کا فرض ادا کر رہا تھا)۔ مگر اسے کہاں خبر تھی کہ وہ زچ ہونے والوں میں نہیں تھا۔
برش نے جواباً سر خم دیتے ہوئے رخ موڑا۔
کریزی وومین! وہ بڑبڑایا۔

کیا چل رہا ہے؟ ولدان اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے ہوئے شوخی سے پوچھنے لگی۔
کیا، کیا چل رہا ہے؟ وہ نا سمجھی سے پوچھنے۔
ولدان نے نظروں سے ایمان کی جانب اشارہ کیا۔

چلو جاؤ! وہ ڈپٹ کر بولا۔ اور واپس مڑ گیا۔ ولدان نے مسکراتے ہوئے ایمان کی طرف رخ کیا۔

کیا ہاں؟ کتنا کھڑوس بھائی پایا ہے، گڈ مارنگ کا جواب تک نہیں دیا! وہ مصنوعی خفگی سے بولی۔

سنو! میں انہیں بچپن سے جانتی ہوں تم انہیں زچ کرنے کے خواب تو بھول ہی جاؤ! ویسے بھی بہت سی لڑکیاں ان پر پک اپ لائنز مار کر ٹرائی کرتی ہیں مگر وہ 'رینڈم' لوگوں سے بات نہیں کرتے! وہ پٹر پٹر بولتی آگے بڑھ گئی۔

ہاں؟ اسکا منہ حیرت سے کھلا!

'رینڈم پرسن'؟؟؟ پک اپ لائنز وہ بھی میں؟؟

بے عزتی کے احساس سے اسکا رنگ سرخ پڑا۔

رکومت! وہ اسکے پیچھے بھاگی۔

میں نے تو ویسے ایک بات کی، تم تو بلا وجہ اپنے اوپر لے رہی ہو! وہ مڑ کر کھلکھلاتی ہوئی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

کوئی ہے؟ کھولو! میری مدد کرو باہر نکالو مجھے، میرا دم گھٹ رہا ہے مجھے سانس نہیں آرہی! پلیز کھولو!

وہ چیخ کر تھک چکی تھی مگر اسکی رواداد سننے والا نہیں تھا۔ نہ جانے اس وقت دن تھا یا رات

اسے تو ہر طرف سیاہی ہی سیاہی نظر آرہی تھی۔ آنکھیں کھولتی تب بھی! اور بند کرتی تب بھی۔ کبھی کبھی تو اسے اپنے اندھے ہونے کا گمان ہوتا۔ پھر اسے لگتا وہ کسی خواب کے زیر اثر ہے۔ تو کبھی اسے مردہ ہونے کا گمان ہوتا۔ ایسے کئی خدشات اسے دھیرے دھیرے لاحق ہونے لگے تھے۔ وہ دودنوں سے بھوکی تھی، نہ اس نے کچھ کھایا تھا نہ پیا۔ دوائیاں اسکی پہنچ سے بہت دور تھیں۔ یہاں تک سورج کی کرنوں سے بھی محروم تھی وہ۔ اس کے دل میں انجانا سا خوف بیٹھتا جا رہا تھا۔ وہ پاگل ہو جانے کے درپہ تھی۔

یا اللہ! مجھے بچالے پلیز، کوئی تو راہ دکھائیں کیا کروں؟ کہاں ہوں میں؟ کیسے نکلوں یہاں سے! اس نے سسکتے ہوئے اندازاً اپنا اسکارف زمین پر پچھایا اور اس پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔

وہ کتابیں لوٹانے آیا تھا۔ آج فری ہونے کی بعث اس نے پڑھ لیں تھی سو وہ اسے ولدان کو لوٹانے آیا۔

اس نے دروازہ پر دستک دیتے ہوئے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ یہاں آنے پر پابندی نہیں تھی اسٹوڈنٹس آجاسکتے تھے گرلز ہاسٹل میں۔

نبیشہ نے کتاب بند کی اور دروازے سے باہر جھانکا۔

یس؟؟ وہ اجنبی نظروں سے اسکی پشت کو دیکھتی ہوئی بولی۔

ہیلو، آئی ایم برش! میں یہ بکس لوٹانے آیا تھا ولدان کو! میں اسکا بھائی ہوں!

وہ کتابوں کی طرح اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

مگر ولدان تو یہاں نہیں ہے وہ لوگ ڈنر کے لیے گئے ہیں، اس نے مڑ کر خالی کمرے میں جھانکتے ہوئے۔

ٹھیک ہے! یہ اسے دے دیجئے گا شکریہ!

وہ کتابیں اسے تھماتے ہوئے واپس مڑ گیا۔

کینیٹن میں اس وقت بلا کارش تھا۔ اس وقت وہ دونوں ٹیبل پر موجود تھیں جبکہ نبیشہ نے اپنا کھانا کمرے میں ہی منگوایا تھا۔ اس نے اسکا ایک کنٹیینر الگ کیا اور رُے اٹھائے ٹیبل پر آگئی۔ جہاں انکی کلاس کی لڑکیاں موجود تھیں ولدان سمیت!

سنو تمہیں ایک بات بتاتی ہے!

ولدان کھانے رے اپنی طرف موڑتی ہوئی۔ کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

وہ اپنے دھیان میں چوپ اسٹک منہ میں لئیے بے دلی سے کھانے کو گھور رہی تھی کہ اسکی نظر حال سے باہر جاتے برش پر پڑی۔ وہ بری طرح سے بورہور رہی تھی کیوں نہ اسے تنگ کیا جائے۔ اسے شرارت سو جھی۔

برششش؟؟؟ اسکی پکار کر پر برش کے قدم بے اختیار رکے۔ اس نے مڑ کر نا سمجھی اسے دیکھا۔ یہ لڑکی کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی۔ مگر وہ بھی برش تھا اپنے نام کا ایک۔

Gelgel!

(come, come)

وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے بلانے لگی۔

آبے؟؟؟؟ ولدان نے بے اختیار کر مڑ کر برش کو!

اور پھر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ ایمان نے کندھے اچکا کر لا علمی ظاہر کی۔

Merhaba!

(Hello)

وہ بے نیازی کہتا ہوا کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

کیا ہوا بھائی؟ ولدان نے تعجب سے پوچھا کیونکہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ ہی ذر کیا کرتا تھا۔

کچھ نہیں تمہیں کتابیں لوٹانی تھی اسلئے آیا تھا!

تمہاری کلاس میٹ کو دے دی ہیں، وہ سر سر می سا بولا۔

آپ کچھ کھائیں گے؟ ایمان نے بالوں کی لٹھ کو انگلی پر گھماتے ہوئے بھرپور شوخی سے پوچھا۔

اسکے اس انداز پر برش نے بے اختیار رخ موڑ کر ہنسی روکی۔

Birakyaaa

AllahAskina!

(خدا کے لئے بس بھی کر دو)

ولدان دبی دبی آواز میں اسے گھورتی ہوئی غرائی۔

ایمان منہ بسور کر رہ گئی۔

ٹھیک ہے میں چلتا ہوں! تم تیار رہنا صبح
وہ اٹھنے لگا۔

Durdur
(Wait, wait)

ایمان اسکا ہاتھ کھینچ کر زبردستی بٹھانے لگی۔ برش نے ایک نظر اسکے ہاتھ پر ڈالی خاموشی
سے دوبارہ بیٹھ گیا۔ کہاں؟ کہیں جانے کا تیاری ہے؟؟ اس نے سوالیہ نگاہوں سے
ولدان اور پھر برش دیکھا۔

ہاں بھائی کل باہر جا رہے ہیں اپنے فیلوز کے ساتھ! اور ساتھ میں۔۔۔۔۔

دھوکے باز، مکار، تم نے مجھے دھوکا دیا اگر اپنے بھائی کے ساتھ ہی جانا تھا تو بتا دیتی، میں
صرف تمہاری وجہ سے رکی تھی ولدان میں نے سوچا ہم دونوں ساتھ جائیں گے! وہ اپنی ہی
جون میں کہتی کر سی چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

برش کو اس سب میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

سو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

یار سنو تو! میں تمہیں بتانے ہی والی تھی!

ولدان نے گھبرا کر صفائی دینی چاہی۔

بتانے ہی والی تھی؟ کب؟ جانے کے بعد!

وہ اسکی بات کاٹ کر بولی۔

ایمان؟؟؟؟

بات مت کرو مجھ سے تم! وہ اسے تنبیہ کرتی کھانے کا ٹرے اٹھا کر کمرے کا رخ کرنے لگی

یہ کیا بھائی آپ نے؟ میری دوست کو ناراض کر دیا! ایمان کو جاتا ہوا دیکھ کر بولی وہ خفگی سے بولی۔

کوئی بات نہیں، ایسے جلد باز لوگ منہ کی کھاتے ہیں، تم اسے بتا دینا جب اسکا غصہ ٹھنڈا ہو! وہ اسکے سر پر لب رکھتا ہوا بولا۔

Iyigeceleertatlim
(Goodnightsweetheart)

وہ سر ہلاتی افسردگی سے ہاسٹل کا رخ کرنے لگی۔

#THE_DARK

پندرہویں قسط |
از قلم: اوزائے زبان

Beniaffet,lütfenEman
(I'm sorry, pleaseeee)

وہ معصومیت سے بھرپور شکل بنا کر بولی۔
بات مت کرو مجھ سے تم! ایمان کتاب میں منہ گھسائے بے رخی سے بولی۔ انکا دو گھنٹے
سے جاری یہ میلوڈرامہ دیکھ کر اب نبیشہ ہو چڑھونے لگی تھی۔
کیوں نہ تم لوگ باہر گراؤنڈ میں دفع ہو جاؤ، وہاں جتنا مرضی دیر روٹھنا منانا کرو مگر ایٹ
لیسٹ ہمیں سونے دو! آخر کار وہ بھڑک اٹھی۔
ولدان برا سا منہ بنا کر کرسی پر سے دھکیلتی بیڈ پر چڑھنے لگی۔

تم دونوں کو بتانا تھا کہ کل بھائی کے ڈپارٹمنٹ کے اسٹوڈنٹ باکسنگ مینٹور سے ٹریننگ لینے باہر جا رہے ہیں! اسلئے میں نے ان سے ریکویسٹ کی کہ میں تم دونوں بھی ساتھ جاؤ گی، اگر تم دونوں کو جانا ہے تو کل کلاس کے بعد ریڈی رہنا!

وہ ایک ہی سانس میں بولتی ہوئی کمفرٹر اوپر تک تان کر سوتی بنی۔

یہ ہوئی نہ بات! خود کو لاپرواہ ظاہر کرتی ایمان نے جھٹ سے کتاب بند کی۔ اوپر جھانکتے ہوئے ایک نظر اس پر ڈالی اور مسکراتی ہوئی سونے کی تیاری کرنے لگی۔ اسکے پیر خوشی سے زمین پر نہیں پڑ رہے تھے

فائنلی انہوں نے پہلا ٹرپ پلین کرنا تھا صبح، اومانی گاڈ آئی ایم سوپہی! وہ خوشی سے چیختی۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

Jesus Christ!

What's wrong with you girl?

سلینا غصے سے چلائی۔ پہلے دن کے مقابلے بے چاری کی آوازاں کم ہی سنائی دیتی تھی۔ وہ ان تینوں کو ہر وقت کمرے میں اودھم مچاتے دیکھ کر کم ہی آتی تھی۔ نہ جانے وہ سارا سارا دن کہا رہتی تھی۔ صرف رات کے وقت وہ انہیں سوتی ہوئی دکھائی دیتی اور صبح ہوتے

غائب ہو جاتی۔ وہ بھی لاء کی اسٹوڈنٹ تھی حیرت کی بات تو یہ تھی کہ نبیشہ نے کبھی اسے کلاس میں نہیں دیکھا تھا۔ یا پھر ہو سکتا تھا یہ اسکا بھرم ہو۔

سلینا نے غصے بھری نگاہ بستر میں دیکھے ان تمام نفوسوں پر ڈالی۔ جو واقعی سو رہے تھے یا اسے دیکھ کر سونے کی ایکٹنگ کر رہے تھے۔ خیر وہ ذبردست گھوری سے نوازتی دوبارہ اوڑھنے لگی۔

ایمان کمفرٹر میں برے برے منہ بنا کر اسکی نقل کرتی ہنس پڑی۔

وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں زمین پر پڑی تھی۔ جب اسے قدموں کی چاپوں کی آوازیں آنے لگی۔ اس نے سر اٹھایا۔ شاید وہاں کوئی آرہا تھا۔

اس نے ہاتھ زمین پر مارتے ہوئے دیوار تلاش کرنی چاہی۔ تبھی دروازہ کھلا اور کئی دنوں سے بند کمرے میں یک دم روشنی پھیل گئی۔

اسکی آنکھیں چندھیا گئیں۔ نہ جانے کتنا وقت گزر گیا تھا اسے اس قید میں۔ رومیسہ کو اپنے زندہ ہونے کا احساس ہونے لگا۔ اس نے تھوک ننگتے ہوئے خشک گلے کو تر کیا۔ ہلیوڈیسر

کرزن ۹۹۹

جانی پہچانی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔

کون ہو تم؟ اس نے اجنبی نگاہوں سے اس شخص کو دیکھا۔ کون ہو سکتا ہوں، ہا، تمہارا چاہنے والا!

وہ ٹھنی آہ بھرتے ہوئے گھنٹا موڑ کر اسکے قریب بیٹھا۔

تم؟؟؟؟؟ وہ شدید رہ گئی۔ گزرے ہوئے تمام مناظر اسکی آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگے۔

ہاں میں! وہ مسکرایا۔

تو! کیسی ہو تم؟ ممسم!

میں بھی کیسا سوال کر رہا ہوں انکورس تم ٹھیک نہیں ہو! ہے نا؟؟؟؟ اس نے کینگی سے کہتے ہوئے تفصیلی نگاہ ڈالی۔ لکچھے ہوئے بال، مٹی سے اٹا چہرہ مع ہاتھ، حتیٰ کہ اسکا سیاہ لباس مٹی میں مٹی ہو چکا تھا۔

آیا دماغ ٹھکانے؟؟؟؟ یا کچھ دن اور ہماری مہمانی میں گزارن چاہتی ہو! البتہ اس دفع کچھ الگ ہوگا، تم میرے! اسکی بات لبوں پر ہی دم توڑ گئی۔ جب وہ حواس کھو کر ایک طرف کو لڑھک گئی۔

چہ چہ! دیکھا، مجھ سے ضد لگانے کا نتیجہ! وہ تمسخر اڑاتے لہجے میں کہتا ہوا۔ اٹھا اور باہر کھڑے لوگوں کو ہدایت دینے لگا۔

جلدی آنا! لیٹ مت کرنا!

وہ کلاسز لینے کے بعد ہاسٹل روم کی جانب جا رہی تھی۔ جب برش کی آواز سنائی دی۔

شیور برش آئے! اس سے پہلے ولدان کچھ کہتی ایمان آنکھیں چمکاتی ہوئی بولی۔

جہاں ولدان بے اختیار ہنسی۔ وہیں برش بھی اسکے انداز پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

او؟ بی بی! کہاں کی تیاری؟ روم میں قدم رکھتے ہی وہ حیران رہ گئیں جب نبیشہ کو بیگ میں بکس رکھتے ہوئے دیکھا۔

ایکسٹر اگلاسز! وہ مصروف انداز سے بولی۔

تم ہمارے ساتھ نہیں جا رہی مطلب؟

ایمان حیرانگی سے بولی۔

کہاں؟ کمال کی بے نیازی تھی اسکے لہجے میں۔

رات ہی تو بتایا تھا برش کے ڈپارٹمنٹ سے اسٹوڈنٹس جا رہے ہیں باہر تو ہم نے بھی

آنونگ پلین کی چھوٹی سی! ولدان کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے خوشی سے اپنا کارنامہ بیان کیا۔

تو بہتر ہوگا تم دونوں برش کو انجوائے کرنے دو!

اس نے تاکید کی۔

یہ کیا بات ہوئی یار! ہم تھوڑی نہ اس کے سر پر بیٹھ کر جا رہے ہیں! سبھی اسٹوڈنٹس اپنے LOVE ONES کو لے جا رہے ہیں اینڈ فار یور کا سنڈ انفارمیشن برش نے خود ہمیں آفر کیا ہے! اب چلو چپ چاپ!

وہ کمر پر ہاتھ جمائے حکم صادر کرتی ہوئی بولی۔

میں نہیں جاؤنگی، اور تم بھی نہیں جاؤگی! سنا تم نے! وہ لفظوں میں زور دیتی ہوئی بولی۔
بس بھی کرو یار! حد ہوتی ہے ہر بات کی! میں اچھے سے جانتی ہوں تم رومیہ کے نظر انداز کیے جانے پر پریشان ہواؤں اوکے!

نواؤں ناٹ اوکے، وہ مجھے، بلکہ 'ہمیں' نظر انداز کر ہی نہیں سکتی اسکا نمبر کئی دنوں سے بند جا رہا ہے جو کہ واقعی پریشان کن بات ہے، تم جیسی سنگدل انسان یہ بات نہیں سکتی! نبیشہ غصے سے بیگ پٹختی ہوئی بولی۔ ایمان بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔ ایک آنسو ٹوٹ کر اسکے گالوں پر پھسلا۔
www.urdu novelsmania.com

سنبھل جاؤ ایمان! ورنہ ہمیں ایک دن بہت پچھتا نہ پڑے گا، اور پچھتاوے کا سانپ بہت زہریلا ہوتا یہ انسان کونہ مرنے دیتا اور نہ جینے! وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی افسردگی سے کہہ کر بیگ کندھے پر ڈالتی باہر نکل گئی۔ ایمان کو پہلی بار اسکے لفظوں سے خوف آیا۔

وہ بے جان قدموں سے کرسی پر ڈھے گئی۔ جبکہ ولدان فون کی اسکرین پر آ بے کانگ جلتا بھٹتا دیکھ کر ایک نظر اس پر ڈال کر فون لئیے بالکونی میں آ گئی۔

اس نے لائبریری میں آ کر بیگ ٹیبل پر رکھا بک ریک سے ٹیک لگا بے آواز روتے ہوئے زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

آئی ہو پ، اسے کچھ نہ ہوا، ہم کیا کریں گے اسکے بغیر

اسکے کانوں میں رحمان خاور کے دھمکی آمیز الفاظ گردش کرنے لگے

وہ کپکپاتے ہاتھ منہ پر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رودی۔ وہ پچپن سے ہی ایسی تھی۔ خاموش

طبع اپنے احساسات جذبات ظاہر نہ کرنے والی۔ یہ اسکی طبیعت کا حصہ تھا۔ وہ ایمان کی

طرح چیخ چلا کر اپنی محبت یا نفرت کا اظہار نہیں کرتی تھی۔ لوگ اسکی خاموش طبیعت کو

'غور' کا نام دے دیتے۔ مگر اس نے کبھی پرواہ نہیں کی تھی ان چیزوں کی۔ اسکا یہ

مطلب ہر گز نہیں تھا کہ اسے فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ بہت حساس اور نرم دل کی مالک تھی۔

رومیہ اور ایمان کے بیچ کے جھگڑے جتنا دکھ اسے دیتے تھے انکا شاید انہیں احساس

تک نہیں تھا۔ وہ راتوں کو رو کر اپنے دل کا حال اللہ سے بیان کر لیا کرتی۔ اسکی تو کوئی

دوست بھی نہیں تھی۔ ورنہ وہ بھی چاہتی تھی اس سے بھی کوئی محبت کرے۔ اسے سننے،

اسکا خیال رکھے۔ احساس کرے وہ بھی چاہتی تھی اسکی ایک فیملی ہو محبت کرنے والی ماں ہو

شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرنے باپ ہو، حفاظت کرنے والا بھائی ہو مگر! اسکے لئے یہ سب ایک خواب کی طرح تھا۔ ایک ایسا خواب جو کبھی پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ وہ تینوں یتیم اور مسکین تھیں۔ لوگوں کی بری نگاہیں ہر پل انکا پیچھا کیا کرتیں تھی۔ یہ تو رومیہ تھی جس نے ناجانے کیسے سب سنبھال رکھا تھا۔ اس میں وہ تمام خوبیاں تھی۔ وہ بیک وقت ماں، بہن، بھائی تینوں کی ذمہ داریاں نبھا رہی تھی۔ اسکا دل خواہشیں نہیں کرتا تھا۔ اس نے دوسری لڑکیوں کی طرح بڑے بڑے خواب دیکھنا چھوڑ دیئے تھے۔ صرف اتنا کہ وہ ان دونوں کو جوڑ کر رکھنا چاہتی تھی۔ کیونکہ یہی اسکا کل اثاثہ تھیں۔ اور جینے کی وجہ بھی۔

آریو آل رائٹ؟؟؟ وہاں سے گزرتے اسٹوڈنٹ نے اسے بری طرح روتے دیکھ کر پوچھا۔

وہ سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

اسے جب ہوش آیا تو اس نے خود نرم و ملائم بستر پر پڑا پایا۔ اسکا سر بھاری ہو رہا تھا۔

وہ سر تھامے کمفر ٹرہٹا کر اٹھ بیٹھی۔ کچھ وہ بھوکی تھی کئی دنوں سے۔ اسے نے اٹھنے کی کوشش کی وہ جلد سے جلد یہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔ مگر دو قدم چلتے ہی اسکا سر زور سے چکرایا اور وہ دھڑام سے زمین پر جا گری۔

کمرے کے اندر آتی نرس بھاگ کر اسکے قریب آئی۔

تمہیں کہا تھا نا اس لڑکی سے نظر نہیں ہٹنی چاہیے! وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتا ہوا رو میصہ کو اٹھا کر بیڈ پر لٹانے لگا۔

دیکھو اسے! وہ تپ کر بولا۔

نرس نے بھاگ کر اسکا چیک اپ کرنے لگی۔

ذندہ تو ہے نا؟ وہ بے صبری سے پوچھنے لگا۔

کمزوری ہو گئی ہے انہیں امیونٹی کی ضرورت ہے!

اوہ! وہ اسکے کھانے کے بارے میں مکمل بھول گیا تھا

کھڑے کھڑے میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو، جاؤ اور کچھ کھانے کے لیے لاؤ اسکے لیے!

وہ کھڑے تاثراتوں سے کہتا ہوا۔

رو میصہ کے قریب بیڈ پر ٹک گیا۔

اتنا کچھ جھیلنے کے بعد بھی میرے ہی پاس واپس آ گئی! چہ چہ! بری قسمت پائی ہے تم!

اسکا ہاتھ اسکی جانب بڑھا کی تھا کہ نرس کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے ناگواری سے نرس کو دیکھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا باہر نکل گیا۔

وہ لائبریری سے شام گئے واپس لوٹی۔ ایمان کھانے کی ٹرے لیے ٹیبل پر رکھتے ہوئے بے دلی سے کھانے لگی۔

جب نبیشہ نے حال میں قدم رکھا۔

نبیشہ؟؟ ایمان نے اسے پکارا۔ وہ اسے دیکھ چکی تھی۔ نبیشہ مبی آہ بھرتے ہوئے چہرے پر مسکراہٹ سجا کر اسکی طرف آئی۔ بیگ ایک طرف رکھتے ہوئے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

تم ناراض ہو مجھ سے؟؟؟؟

ایمان نے غور سے اسکی روئی روئی سرخ آنکھوں کو دیکھا۔ اسکا دل بھر آیا۔

نبیشہ نفی میں سر ہلائی کنٹینر سے ڈھکن ہٹاتی کھانے لگی۔

سوری نایار! ایمان کرسی چھوڑ کر اس سے لپٹ گئی۔ اُس اوکے! نبیشہ اسکا ہاتھ تھپتھپانے لگی۔

اسے کیا ہوا؟ شکل پر بارہ کیوں بچے ہیں؟ وہ منہ بنائے بیٹھی ولدان کد دیکھ کر بولی۔
ٹرپ کینسل ہو گیا نا اسلیئے! ایمان ہنسی۔

عجب بات ہے! پھر بھی تم خوش نظر آرہی ہو! نبیشہ نے تعجب سے کہا۔
کیونکہ کہ مجھے اس بھی بڑا سر پرانے والے ہے! کیس واٹ؟ یشم 'بذات خود یہاں آنے والا ہے! وہ کھلکھلائی۔ ولدان نے منہ چڑایا۔
جبکہ نبیشہ کے حلق سے بمشکل نوالہ اترتا۔
کون یشم؟ وہ حیرت سے بولی۔

ارے بھول گئی تم، وہی یشم جسے ہم نے ایئر پورٹ پر دیکھا تھا! پہلے بھی اسکی آمد متوقع تھی پھر کچھ پر اہلم ہو گئی تھی شاید اسلیئے اسٹوڈنٹ اسکے لیے باہر جا رہے تھے مگر اب یونیورسٹی نے سکیورٹی کو یقینی بنایا اور قریبی ریزوٹ میں اسکی رہائش بھی!
نبیشہ نے غیر دلچسپی سے اسے سنا۔
تمہیں اتنا سب کیسے پتا؟ وہ سرسری سا پوچھنے لگی۔

میں سب برش سے سب پتا کروالیا ہے، اور پتا ہے ریزوٹ ہی ٹھیک ہے ورنہ اتنا بڑا سوپر اسٹار عام اسٹوڈنٹ کی طرح ہاسٹل کے چھوٹے سے روم میں تو نہیں رہے گا نا!
خوشی اسکے انگ انگ سے پھوٹنے لگی۔

فائنلی میں اس ہینڈسم ہنک کو لائیو دیکھوں گی! ہائے اللہ، وہ گال پر ہاتھ رکھتی کسی اور ہی دنیا میں لگ رہی تھی۔ ان دونوں نے بے زاری سے ایک دوسرے کو اور پھر، ایمان کو دیکھا۔ کھانا اٹھا کر ہاسٹل روم کی طرف بڑھ گئیں۔ اے رکو! سنو، یار نبیشہ، ولدان کی بچی! ایمان چلاتی ہوئی انکے پیچھے بھاگی۔

وہ تاتیبہ کے بہت اسرار کرنے پر اٹلی کچھ دن اور رکاتھا اسکے مطابق یشم کو باہر وقت گزارنا چاہیئے تھا۔ مختلف ماحول میں وقت گزارتا تو وہ بہتر ہو جاتا۔ اسی لیے اس نے حامی بھری تھی۔ اب شرانے بار بار کبھی کپڑوں تو کبھی جوتوں کا پوچھ پوچھ کر اسکے سر میں درد کرنے لگی تھی۔ سو وہ گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر سمندر کے کنارے آ گیا۔ شام کا وقت ہو رہا تھا پنچھی اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ وہ جینز گھٹنوں سے اوپر چڑھائے پل کے کنارے پانی میں پیر لٹکا کر بیٹھ گیا۔ ایپرل کا چہرہ بار بار اسکی آنکھوں کے سامنے آنے لگا۔

سینے میں لاوا سا پکنے لگا۔ اسے بھوتا ہی نہیں تھا اپنی محبت کو ٹھکرائے جانا وہ بھی بے بنیاد۔ انسان اپنی زندگی میں بہت سی باتیں کبھی نہیں بھوتا۔ خاص طور پر وہ جو اسکی زندگی میں پہلی بار اسے وجود پر دستک دیتی ہیں۔ پہلا حادثہ، پہلی نادانی، پہلا جھوٹ، کالج کا پہلا دن،

پہلا نشہ، پہلا سفر اور شاید پہلی محبت بھی۔ جو زندگی میں یوں شامل ہو جاتی ہے جیسے سانسوں کا آنا جانا۔ آپ سانس لیتے ہیں سوچے سمجھے بغیر۔ آپ ان باتوں کو کبھی نہیں بھولتے چاہے یاد کریں یا نہ کریں وہ سانسوں کی طرح انسان وجود کا حصہ بن جاتا ہے۔ اسکے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا۔ مگر اسے احساس ہوا جیسے اسے محبت تھی ہی نہیں ایپرل سے۔ وہ تو بس دیکھ رہا تھا کہ کہاں تک وہ اسکے ساتھ چلتی ہے۔ اور وہی ہوا جو اسکے ساتھ ہوتا ہے اس نے اسے بیچ راہ میں چھوڑ دیا۔ اور ایک بار پھر سے ٹھوکر کھا کر سنبھلا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا۔ اسکی زندگی میں اب کوئی لڑکی نہیں آئے گی۔ لیکن ضروری نہیں جیسا ہم سوچیں ویسا ہی ہو۔

کھانا کھانے کے بعد اسکے حواس لوٹے تو دماغ کچھ سوچنے کے قابل ہوا۔ اس نے نرس سے تاریخ معلوم کی تو صحیح معینوں میں اسکے چھکے چھوٹ گئے۔ اسے یہاں ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔

نبیشہ! ایمان؟ نہ جانے وہ کتنا پریشان ہو رہی ہوں گی اسے پریشانی لاحق ہونے لگی میرا، میرا فون کہاں ہے؟ نرس سے پوچھا تو اس نے سرے لا علمی کا اظہار کیا۔

میں کہاں ہوں؟ کیوں ہو؟ میرا فون کہاں ہے؟ اور وہ رحمان کہاں ہے! اس نے سخت عاجز آ کر اپنے بال میں انگلیاں پھنسانیں۔

کہاں ہے وہ؟ اس بار وہ چلائی۔

پتا نہیں میڈم! وہ رات کو آتے ہیں!

رات کو کس وقت؟؟ وہ بے صبری سے پوچھتی بیڈ سے اتر آئی۔

کسی بھی وقت انکے آنے جانے کا کوئی وقت نہیں!

اتنا کہنا تھا کہ وہ بذات خود کمرے کے چھوکھٹ پر قدم رکھنے لگا۔

شاید کوئی بے صبری سے میرا انتظار کر رہا ہے! وہ شوخی سے کہتا ہوا نرس کو جانے کو اشارہ کیئے بیڈ پر دھڑلے سے لیٹ گیا۔

مجھے میرا فون چاہیئے ابھی اسی وقت! وہ اسکے سر پر آکھڑی ہوئی۔

اوہ! مجھے لگا تم کہو گی مجھے گھر جانا ہے! ابھی اسی وقت"، لیکن تم سمجھا رہو جلدی سمجھ گئی

کیونکہ اب سے یہی تمہارا گھر ہے! میری جان

وہ کہتے اسکے مقابل آکھڑا ہوا۔

تمہاری جان تو اب میرے ہی ہاتھوں جانے لگی! وہ پھبھری۔ افففف! وہ گردن پیچھے کو

گرا لے بولا۔

اور دو قدم اور قریب ہوا۔

تم بہت خوبصورت ہو! وہ اسکے بالوں کو انگلی پر پلپٹتا ہوا بولا۔ رومیصہ نے سخت ناگواری سے رخ پھیر لیا۔ اوہنہہ! میری طرف دیکھو! وہ اسکا منہ دبوچ اپنے سامنے کرنے لگا۔ اگر تم نے ایک بار بھی اور مجھے چھوا تو خدا کی قسم میں تمہارا ہاتھ توڑ دوں گی! تم ابھی مجھے جانتے نہیں ہو

وہ جبرے بھینچتے ہوئے بولی۔

تو بتاؤ نا! میں جاننا چاہتا ہوں تمہارے بارے میں! اسے پہلے وہ کچھ کرتا رومیصہ نے نا محسوس طریقے سے ہاتھ پیچھے لے جا کر سائیڈ ٹیبل پر پڑی کھانے کی ڈش میں سے کانٹا اٹھایا اور پوری قوت اسکے ہاتھ میں چھو دیا۔ آہہہہہہہہ! وہ درد سے بلبلاتا ہوا فوراً پیچھے ہوا۔ میرا فون دو مجھے، سنا تم نے مجھے میرا فون چاہیے! وہ کانٹا پھینکتی ہوئی چلائی۔ تمہیں اس کال کو ٹھہری میں سڑنے دینا چاہیے تھا بلا وجہ میں نے تم پر ترس کھایا! وہ کینہ ور نظروں سے گھورنے لگا

میں نے 'تم' پر ترس کھایا ہے! ورنہ میں ہاتھ کی جگہ آنکھ میں مار دیتی تو تم کیا ہی کر لیتے وہ دو بد بولی۔

تم یہیں گل سڑ کر مرو گی دیکھنا تم! وہ درد سے کراہتے ہوئے اپنا ہاتھ زور زور سے جھٹکتا
باہر نکل گیا۔

مجھے یہاں سے نکلنا اچھے سے آتا ہے!
دیکھ لینا پھر تمہارا کیا حشر کرتی ہوں رحمان خاور! وہ بیچنی۔ اسکے جاتے ہی گارڈز نے بند کر دیا
اور وہ سر پیٹ کر رہ گئی۔

#SURPRISE_EPISODE

urdu
novels mania
www.urdu novelsmania.com

#THE_DARK

سولہویں قسط |

از قلم: اوزائے زبان

بس بھی کرو ایمان! وہ یہاں ایز آبا کسنگ مینٹور اسٹوڈنٹ کو لیسز دینے آ رہا ہے نہ کہ فیشن شو ج کرنے! ولدان اسے تیسری بار آئینہ میں دیکھتا دیکھ کر برہمی سے بولی۔ تمہیں کیا ہے؟ ہاں، تم کیوں جل رہی ہو

وہ اسے گھور کر دوبارہ شیشے میں دیکھنے لگی۔

ہونہ خوش فہمیوں کی ملکہ! وہ زہر لب بڑبڑائی۔

کیا کہا تم نے، وہ یک دم سیدھی ہوئی۔

وہی جو تم نے سنا! آ بے بے بے بے!

اور رخ موڑ کر برش کو ہاتھ ہلایا جو ابھی آیتھا۔ برش نے جواباً ہاتھ ہلایا اور اپنے دوستوں کے ساتھ مصروف نظر آنے لگا۔ وہ اس وقت اسپورٹس ڈپارٹمنٹ کے پریکٹس روم میں بیٹھے تھے۔ آٹوٹ سائنڈرز یعنی دوسرے ڈپارٹمنٹ کے اسٹوڈنٹس زرا دوری پر چیمروں پر براجمان تھے جبکہ ان سے زرا آگے زمین پر مزے سے چوکرٹی مارے اسپورٹس کے اسٹوڈنٹس براجمان تھے۔ بڑا ساحل کسی اسٹیڈیم سے کم نہیں تھا۔ عام دنوں میں یہاں اکا دکا لوگ نظر آتے جبکہ آج یہ اسٹوڈنٹس سے کچھ کچھ بھرا ہوا تھا۔ صرف اسپورٹس سیلیبرٹی کی ایک جھلک دیکھنے کی خاطر۔ بھلا ہوا اسٹوڈنٹس افیسر کے ڈائریکٹر سر جانس کا جس نے انہیں آج یہاں آنے کی اجازت دی تھی۔

نبیشہ نہیں آئی ابھی تک ۹۹۹

اس نے کہا تھا کلاس کے بعد آجائے! ایسی کونسی کلاس سے جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی،

وہ اضطراری کیفیت میں کھڑے ہو کر رش کے بیچ اسے تلاش کرنے لگی۔

انفص اوہ بیٹھ جائو، آجائے گی ولدان نے اکتا کر اسے دوبارہ بٹھایا۔ تبھی لوگوں کا شور سا اٹھا اور وہ جسکا انہیں بے صبری سے انتظار تھا۔ اسٹوڈنٹس اسکا نام چلا چلا کر پکارتے اپنی محبت کا اظہار کر رہے تھے۔ سیاہ اونی شرٹ نے اسکی گردن تک ڈھکی ہوئی تھی۔ اس پر سیاہ جیکٹ پہنے، آنکھوں پر گوگلز سجائے، وہ ایمان کو دنیا کا حسین ترین مرد لگ رہا تھا۔ تم لوگ وہیں رہو اسٹوڈنٹس کو اتنی تو تمیز ہوگی کہ سلیبرٹی کو کیسے ہینڈل کیا جاتا ہے اور ویسے بھی یہ یونیورسٹی ہے کوئی اکھاڑہ نہیں، حد ہوگئی چلو جاؤ اب! شرائے گارڈز کو ڈپٹ کر بھاگتے ہوئے یشم کے ہم قدم ہوئی۔ واہ رے لڑے، تم سیکھ رہی ہو دھیرے دھیرے! وہ آنکھوں سے چشمہ ہٹاتے ہوئے متاثر کن نگاہوں سے اسے دیکھ کر بولا۔

تھینک یو، تھینک یو! وہ جواباً ہاتھ اٹھا کر کہتے ہوئے مسکرایا بھی تھا۔ اور پروفیسر کی جانب متوجہ ہوا۔

کتنا خوبصورت ہے یار! اور ہنستے ہوئے تو ایسا لگتا ہے جیسے بہار آگئی ہو فضا میں

وہ گال پر ہاتھ رکھے مبہوت سی اسے تنکے ہوئے بولی
انف از انف! ولدان کو خوا منخواہ غصہ آیا۔

تم کیوں مرچی چبا رہی ہو! وہ یک دم سنجیدہ ہوئی۔ مجھے یہ بے وجہ تعریضیں پسند نہیں ہیں! وہ
ناک بھوں چڑھا کر بولی۔

بلا وجہ کی تعریضیں؟ ایمان کو صدمہ ہوا۔

بندے کا Aura دیکھو زرا تم، جب وہ مسکراتا، ہائے
اور جب وہ بات کرتا ہے ایسا لگتا ہے!

ایمان، ولدان کے گھورنے پر اسکی زبان کو بریک لگی۔ وہ منہ چڑاتی پھر سے حسرت بھری
نگاہوں یشم کو دیکھنے لگی۔ جو کوٹ اتارتے ہوئے اپنی ساتھ آئی لڑکی سے کچھ کہہ رہا تھا۔ جو
اب سر ہلاتے ہوئے اسکا کوٹ اور چشمہ تھام کر خالی چیئر پر جا بیٹھی۔

یہ کون ہے؟ اسکی گرل فرینڈ ہوگی پکا! وہ زیر لب بڑبڑاتی ہوئی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔
اب کہاں جا رہی ہو؟ ولدان سوالیہ گویا ہوئی۔

کہیں نہیں آتی ہوں! وہ ان کے بیچ گزرتے ہوئے اس لڑکی کی پیچھے آ بیٹھی۔ اور سوچنے لگی
بات کیسے شروع کی جائے۔ جبکہ ولدان کی نگاہ اسی پر تھی۔

یہ نہیں سدھرے گی۔ وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے دوبارہ نظریں سامنے جمادیں۔

ہائے؟؟؟ اس نے تمہید باندھی۔

شرائے آواز کے تعقب مڑ کر دیکھا تو کم عمر سی لڑکی کو اپنی طرف دیکھتے پایا۔ وانٹ شرٹ، خاکی اسٹائلش پینٹس پر ہم رنگ لونگ کوٹ میں ملبوس سنہری بالوں کو کندھوں پر کھلا چھوڑے جو کوئی بھی تھی بہت پیاری تھی۔

ہائے! وہ جواباً بولی۔

یونوٹ تم بہت پیاری ہو، وہ بالکل تم جیسی گرل فرینڈ ڈیزرو کرتا ہے! ایمان سر جھکا کر رازداری سے اسکے کان میں بولی۔

شرائے خوشگوار حیرت سے ایک نظر اس پر اور پھر مڑ کر لیشم پر ڈالی۔
ایکسیوزمی! میں انکی مینیجر ہوں،

ہاں؟؟؟ ریتلی! وہ ہکا بکا اسکی صورت دیکھنے لگی۔ کس قدر ہائی فائی شخص تھا۔ جس کی مینیجر اتنی خوبصورت ہے اسکی گرل فرینڈ کیسی ہوگی۔ اس نے حسرت سے سوچا۔
ریتلی! شرائے نے جواباً مسکراتی آنکھوں سے کہتے ہوئے رخ موڑ لیا۔

*****"*****"*****

وہ ہسپتال کی عمارت کے سامنے کھڑی بھرپور ہمت جٹاتے ہوئے قدم آگے بڑھانے لگی

ایکسیکوزمی! انٹرنیشنل ڈاکٹر کے نام کی لسٹ دکھا سکتی ہیں! وہ ریسپشن پر پہنچ کر بولی۔
 ریسپشنسٹ نے مصروف انداز میں لسٹ ٹیبل پر دھری اور کمپیوٹر انگلیاں چلانے لگی۔ اس
 نے ایک نظر اس پر ڈال کر لسٹ اٹھالی۔ لسٹ پر انگلی پھیرتی 'مسز یمنی کاظمی' کے نام پر
 اسکا ہاتھ تھما۔

وہ مہینے کے آخری ہفتے میں یہاں آتی تھی صرف دو دن کے لئے اور خوش قسمتی سے مہینے
 کا آخری ہفتہ چل رہا۔ اسکے دل میں موہوم سی امید جاگی۔ وہ رومیصہ کی ڈاکٹر تھیں۔ شاید وہ
 انکے زریعے رومیصہ سے رابطہ کر پاتی۔ یا اللہ بس وہ کسی مشکل میں نہ ہو۔ اس نے شدت
 سے دعا کی۔

یہ ڈاکٹر یمنی کاظمی کس دن یہاں آئیں گی؟؟ اس نے لسٹ پر انگلی جمائے ریسپشنسٹ کو
 متوجہ کیا۔

جو سپاٹ نظر لسٹ پر ڈال پھر سے مصروف ہو گئی۔

وہ صرف متعدد سرجریز کی بنا پر ہی یہاں آتی ہیں، چونکہ اس مہینے کوئی سرجری نہیں اس لئے
 انکی آمد متوقع نہیں، اگلے مہینے ہو سکتا ہے! اسکی امید دم توڑ گئی۔

آپ انکا نمبر دے سکتیں ہیں پلیز! اسکی آواز بمشکل نکلی۔ وہ کہاں لوگوں سے ڈیل کرنا جانتی تھی۔ اس سے پہلے تو وہ کبھی اکیلی ہاسپٹل تک نہیں گئی تھی۔

سوری! یہ ہاسپٹل کے فارمٹ میں نہیں! وہ اکھڑے لہجے میں بولی۔ جبکہ نبیشہ کی رہی سہی ہمت بھی جواب دینے لگی۔ اس نے شکست خوردہ قدموں سے ایگزٹ کارخ کیا۔ ہاسپٹل کے پارینگ ایرکا تک آتے آتے آنسو جابجا اسکی گالوں پر تیرنے لگے۔ وہ بے بسی سے سنسان روڈ پر ایک طرف رکھی بیچ پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رودی۔ یا اللہ، میں کیا کروں؟؟؟ کہاں جاؤں! انہونی کے ڈر سے وہ سوکھے پتے کی مانند لرزی۔ پلیز اسے ہمارے لیے سلامت رکھنا اللہ میاں! ہمارا اور کون ہے اسکے سوا، وہ ہاتھوں کو آپس میں جوڑ کر روتے ہوئے گر گڑائی۔

*****"*****"*****

www.urdu novels mania.com

کہاں تھی تم یار نبیشہ! پتا بھی ہے ہم کتنا پریشان ہو گئے تھے! وہ رات گئے ہاسپٹل سے ہاسٹل لوٹی تو انہیں انتظار کرتا پایا۔

مل گئی فرصت! وہ بے رخی سے بولی۔

کیسی باتیں کر رہی ہو! اور تھی کہاں تم؟ اسپورٹس ڈپارٹمنٹ بھی نہیں آئی! وہ پانی گلاس تھماتی ہوئی بولی۔ کہیں نہیں بس ذرا ہاسپٹل گئی تھی! وہ بیگ اتار کر تھکے تھکے انداز میں کرسی پر براجمان ہوئی۔

Hastane? Niye? Neoldu?

(ہاسپٹل کیوں؟ کیا ہوا؟)

ولدان کتاب ایک طرف رکھتے ہوئے اپنی ڈیسک چھوڑ کر فکر مندی سے کہتی ہوئی اسکی جانب آئی۔

جبکہ ایمان کے تاثرات بھی کچھ مختلف نہ تھے۔

کچھ نہیں بس رومیسہ کی ڈاکٹر ہیں نا! مسز کاظمی انکے بارے معلوم کرنے گئی تھی مگر! اس نے شکستہ انداز میں بائیں پھیلائیں۔

ہو سکتا ہے وہ بڑی ہو، ٹیک اٹ ایزی کر لے گی کال!

ایمان نے کچھ سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

جبکہ اسکا منفی رویہ نبیشہ کے لیے شکد سے کم نہیں تھا۔

کھانا کھا لو! وہ گلاس واپس رکھ کر اپنی ڈیسک کا لیمپ آن کرتے ہوئے کتابوں میں مصروف نظر آنے لگی۔ نبیشہ نے فریش ہونے کے بعد لباس تبدیل کیا اور کھانے کا ڈبہ لیئے ٹیبل کے گرد کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

تو کیسا رہا تمہارا آج کا دن؟؟؟ بس پھر کیا تھا ایمان کرسی کھینچتی ہوئی اسکے قریب لے آئی۔ پتا ہے یشم،

Yatarrrrrrrrrrrrrrr!

(سس)

ولدان جانتی تھی اب وہ یشم کی تعرفوں کے پل باندھنے والی ہے سو وہ ناگواری سے کانوں پر ہاتھ رکھتی چیختی۔۔۔ جبکہ نبیشہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

تمہیں کیا تکلیف ہے؟ ہاں! تم کیوں جل رہی ہو میرے یشم سے! وہ کرسی چھوڑ کر اٹھ اور بیڈ پر سے نیچے لٹکتے اسکے بال دبوچے۔

تمہارا یشم؟ ولدان کستی ہوئی صدمے سے اٹھ بیٹھی۔

ہاں تو! ایمان سے گردن اکڑائی۔ ولدان نے ہندی دباتے ایک نظر اسے اور پھر نبیشہ کو دیکھا۔

وہ دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

تمہیں پتا ہے نبیشہ اسکی مینیجر بھی ایمان سے زیادہ خوبصورت تھی! ولدان کی بات پر وہ غم و غصے سے پاگل ہونے لگی۔

بدتمیز، بے وفا اور تنکیے اٹھا اٹھا کر اس پر پھینکنے لگی۔ جبکہ ہاسٹل روم ان لوگوں کے قہقہوں سے گونج اٹھا۔

*****"*****"*****

یہ تم کہاں جا رہے ہو اس وقت!

مسز کاظمی اطہر کورات کے اس پہر باہر جاتا دیکھ کر پوچھنے لگی۔

کام سے جا رہا ہوں مام بہت ضروری ہے آکر بات کرتا ہوں! وہ عجلت میں سامان سمیٹتے ہوئے بولا۔

لیکن مجھے ابھی بات کرنی ہے! وہ مصر ہوئیں۔

ابھی نہیں ماما!

اطہر! ان کے سختی سے کہے جانے پر اطہر کے حرکت کرتے ہاتھ رکے۔

یہ کیسا شیڈول ہے تمہارا! نارات کا پتا ہے نہ دن کی خبر، جب دل کرتا ہے منہ اٹھا کر چلے جاتے ہو!

کیا کرتے رہتے ہو اطہر؟ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا! وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔
کچھ نہیں کر رہا مام! بس تھوڑا بڑی ہو آجکل! وہ نرمی سے بولتے ہوئے انکے قریب بیڈ پر ٹک گیا۔

تھوڑے؟ نہیں اطہر تم بہت زیادہ بڑی ہو، سچ سچ بتاؤ مجھے کیا پریشانی؟
وہ اسکے بے رونق چہرے پر نگاہ ڈالتے ہوئے بولی۔
کچھ نہیں ہے مام! وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

نہیں کچھ تو ہے، تم کچھ تو چھپا رہے ہو مجھ سے، بتاؤ کیا بات ہے؟ میں کئی دنوں سے نوٹ کر رہی ہوں!

اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے واپس بٹھایا۔
www.urdu novelsmania.com

وہ خاموشی سے بیٹھ گیا۔ اب کوئی راہ فرار نہیں بچی تھی۔ اسے چارونہ چار بتانا پڑا۔
رومیہ سے ریلیٹڈ کچھ ہے؟؟؟ انہوں نے اسکی مشکل آسان کر دی۔
آپ کو کیسے پتا! وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

میں ماں ہو تمہاری بیٹا اور تم میرے بیٹے!

انہوں جیسے اسے یاد دلایا۔

تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟ میں آپکو بتانے ہی والا تھا مام! مگر موقع ہی نہیں ملا!
وہ انکا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔

میں۔۔۔۔ میں شاید اس سے محبت کرنے لگا ہوں، اور

بس اطہر! وہ ہاتھ چھڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسکا شک درست تھا۔ کاش انہوں نے بہت پہلے
پوچھ لیا ہوتا

کیا ہوا مام؟ اطہر کے اندر کچھ کھٹکا

مجھے مسز خان کی بیٹی پسند ہے اور تمہاری شادی اسی سے ہوگی! میں کسی رومیسہ کو نہیں
جانتی سمجھے تم! وہ کڑے تیوروں سے بولی۔

اطہر ہکا بکا انکا منہ دیکھنے لگا۔ یہ مام کو اچانک کیا ہو گیا؟؟؟؟

مام مجھے رومیسہ پسند ہے، آپکو بتایا تو ہے یہ مسز خان کی بیٹی بیچ میں کہاں سے آگئی! اسے
حیرت ہوئی۔

اس لڑکی کا کوئی فیوچر نہیں، اور سونے پر سہاگا اسکے مینٹل ڈس آرڈر میں یہ سب افورڈ نہیں
کر سکتی اطہر، مجھے تمہارے لیے ایک پرفیکٹ اور خوبصورت بیوی چاہیے! انکی باتیں سن کر
اطہر کا سر چکرانے لگا۔

اسکی ماں پڑھی لکھی ملک کی جانی مانی سرجن اور سوشل ورکر تھی وہ کب سے ان باتوں میں فرق کرنے لگیں؟

یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں مام آپ؟؟؟
وہ بے یقینی سے بولا۔

سسی تو کہہ رہی ہو! میں اس میں غلط کیا ہے، یہ تم بھی جانتے اور پلیر اطہر مجھ سے بحث مت کرنا اب!
وہ کہہ کر رخ موڑ گئیں۔

کیوں بحث نہ کروں مام، آپ کب سے ان سب چیزوں پر دھیان دینے لگیں، جہاں تک بات ہے اسکے فیوچر کی، تو میں ہوں اسکا فیوچر! اطہر کو اسکا دفاع کرتے دیکھ مسز کاظمی کو کچھ بہت غلط ہونے کا احساس ہوا۔

کب سے چل رہا ہے یہ سب؟ وہ بولیں۔
کیا مطلب مام؟ اسکے لہجے میں بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔ یہ اسکی ماں تو نہیں تھی۔ اگر تھی تو! وہ ایسی کب سے تھیں؟

یہ جو تم اسکے دفاعی وکیل کا کام کر رہے ہونا میں اچھے سے سمجھتی ہو اطہر! انکی آواز بلند ہونے لگی۔

یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں آج آپ! میں کوئی ٹین ایجر لڑکا ہوں جو اپنا افیمز آپ سے چھپا رہا ہوگا، میں انٹیس سالہ مرد ہوں، اور مجھے آپ سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ میں کیا کر سکتا اور کیا نہیں

وہ شاکی نظروں سے اپنی ماں کی صورت دیکھتا ہوا بولا۔ مسز کاظمی نے بے اختیار نگاہیں چرائیں۔

جو بھی ہے مجھے مسز خان کی سارہ پسند ہے وہی تمہاری دلہن بنے گی! ورنہ تم سوچ لو تمہیں کیا کرنا ہے! وہ حتمی انداز میں کہتی باہر نکل گئیں۔ جبکہ اطہر اس دھمکی پر شاکد رہ گیا۔

یہ سب کیا تھا؟ بے یقینی کی سی کیفیت میں انگلیاں بالوں میں پھنسانے بیڈ پر گرنے کے انداز میں بیٹھا۔

www.urdu novelsmania.com

برش کی ٹریننگ کا آج دوسرا دن تھا جبکہ کل کی مقابلے میں آج انکی فزکل ٹریننگ تھی۔ ولدان اور ایمان کل طرح کلاس کے بعد وہ آج بھی یہیں آگئیں ہمیشہ کی طرح بنی ٹھنی

ایمان آج ساری کرسیاں چھوڑ کر ایک طرف بیٹھی تھی۔ نبیشہ کا آج بھی آنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

شش ؟؟ وہ اپنے آگے بیٹھی کل والی لڑکی سے مخاطب ہوئی۔ ولدان اسکی حرکت پر گھور کر رہ گئی۔

نثرائے نے مڑ کر آواز کے تعاقب دیکھا تو وہی کل والی لڑکی موجود تھی۔
ہائے! وہ جوابا مسکرائی۔

کیسی ہیں آپ؟ ایمان نے تمہید باندھی۔

جبکہ ولدان تعجب سے سوچنے لگی کہ وہ اب کیا کرنے والی ہے ؟؟۔

فائن! وٹس گونگ آن؟؟ نثرائے نے سر تاپا اسکا جائزہ لیا۔ یا تو وہ سبجے سنورنے کی بہت شوقین تھی یا پھر کسی امیر باپ کی اولاد۔

آپ بھی روسی ہیں؟ ایمان نے تعجب سے پوچھا۔

نثرائے نے اثبات میں سر ہلایا۔

نام کیا ہے آپکا؟ ایک نیا سوال حاضر تھا۔

نثرائے!

ہاں؟؟؟ ایک پل تو اسے سمجھ ہی نہیں آئی۔ نثرائے!

اس نے دہرایا۔

شرائے، عجیب نام ہے، ویسے کیا مطلب ہے اسکا؟؟؟

Brave&beautiful!

واقعی! تم بالکل اپنے نام کو جسٹیفائی کرتی ہو! ایمان مسرت خیزی سے کہتی سے مسکرائی۔
تھینک یو! شرائے نے سر خم دیتے ہوئے تعریف وصول کی۔ کیا میں ایک وڈیو بنا سکتی
ہوں؟ وہ مطلب کی بات پر آئی

دراصل ہمیں یہ الاؤڈ نہیں کیا گیا! پھر بھی میں تم سے پوچھ رہی ہوتا کے کوئی مسئلہ نہ ہو!
اوہ تو ان سب تعریفوں کے پیچھے یہ مطلب چھپا تھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی۔

یشم کو اپنی طرف آتا دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔
www.urdu novels mania

تھرماں کا ڈھکن کھول کر اسکے آگے کیا۔ اس نے پانی گھونٹ حلق میں اتار کر عادت سے
مجبور ہمیشہ کی طرح بچا ہوا سر پر الٹ لیا۔ حال میں موجود لڑکیوں نے اسکی حرکت کو 'ادا
گردان کر حسرت بھری نگاہوں دیکھا۔

اور پھر سے لوٹتے ہوئے اسٹوڈنٹس کی رہنمائی کرنے لگا۔ البتہ اس بار اس نے شرٹ اتار کر ایک طرف پھینک دی تھی۔

اوہیسیپیہہ! کی آوازیں گونجنے لگی

جبکہ ایمان دونوں ہاتھ منہ پر جمائے حیرت سے یہ منظر دیکھا۔ وہ واقف تھیں یہاں کے کھلے ماحول سے مگر! جہاں سے وہ آئیں تھی۔ انکا یہ ریاکشن تو بنتا ہی تھا۔

ولدان نے جھٹ سے اسکی آنکھوں پر انگلیاں جمائیں۔ اونہو منہ! وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے اپنی آنکھوں ہاتھ ہٹایا۔ جبکہ ولدان نے پھر سے وہی عمل دہرایا۔

کیا تکلیف ہے؟ وہ بھڑکی۔

تم یہ کیسے دیکھ سکتی ہو ایمان! اس نے حیرانگی سے کہا۔

ہاں تو تم بھی تو دیکھ رہی ہو! وہ ڈھٹائی کے تمام ریکارڈ توڑتی ہوئی بولی۔

حد ہے! میں تو تمہیں دیکھ رہی ہوں! وہ آنکھیں نکالتی ہوئی بولی۔ ہائے اللہ! یہ تو میری

سوچ سے بھی زیادہ ڈیشنگ ہے! اسکا پاگل پن پھر سے شروع ہو چکا تھا۔

بے شرمی کی بھی حد ہوتی ہے ایمان! ولدان نے زور سے اسکے کندھے پر دھپ رسید کرتی

ہوئی بولی۔ مگر وہ بھی ایمان تھی اپنے نام کی ایک۔ ڈھٹائی میں اسکا کوئی ثانی نہیں تھا۔ وہ

اسکی باتوں اثر نہ لیتے ہوئے اسے بنا پلکے جھپکے دیکھنے نہیں نہیں! گھورنے لگی۔

تبھی ٹریننگ کے دورانے میں اسٹوڈنٹ نے جوش آکر مکا زور سے یشم کے جبرے پر دے مارا۔ وہ اسکی توقع نہیں کر رہا تھا اس لئے لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہوا۔ اس اوکے! اسٹوڈنٹ کا منہ اترتا دیکھ کر وہ فوراً بولا۔

نواٹس ناٹ اوکے! اتنی زور سے مارنے کی کیا ضرورت تھی گدھے کہیں کے! ایمان نے طیش میں آکر آؤدیکھا نہ تائو۔ اور اسٹوڈنٹ پر چلا اٹھی۔ حال میں خاموشی چھا گئی سب دم سادھے مڑ مڑ کر اسے دیکھنے لگے۔

یشم نے بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس کر پڑا۔ وہ اس جیسے کئی کریمی فینز کا عادی تھا حال میں موجود اسٹوڈنٹس بھی ہنستا دیکھ کر ایمان شدت سے اپنی حرکت کا احساس ہوا۔ وہ فوراً سے پہلے بیٹھی اور ولدان کے کندھوں پر پڑے بال ناک پر جما کر اپنا چہرہ چھپایا

www.urdu novelsmania.com

اے اللہ ایسا حسین بندہ میرے نہیں تو کسی کے نصیب نہ ہو! آ آ آ

استغفر اللہ! وہ ہاتھ منہ پر پھیرنے لگی ہی تھی کہ

'اس آواز پر مڑ کر کھا جانے والی نظروں ولدان کو دیکھا۔ کیا بیہودگی تھی یہ؟ ایمان کرسی گھماتی ہوئی اسکے سر پر پہنچی۔

وہی تو میری جان؟؟؟ وہی تو!

میں بھی جاننا چاہتی ہو؟ ولدان کمر پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ کپڑے اتارنا اتنا ضروری بھی نہیں تھا، پھر بھی اس نے اتارے تو اسکا کیا مطلب ہوا؟؟؟
ولدان آنکھیں چمکاتی ہوئی بولی۔

کیا؟ ایمان نے نہ سمجھی سے پوچھا۔
یہی تو اصل یہودگی تھی ایمان تم سمجھی نہیں!
وہ ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔

بحومت! وہ اسے جھڑکتی پھر سے کرسی گھماتی اپنے ڈیکس پر لوٹی۔
یہ تم لوگ کیسی نازیبا گفتگو کر رہے ہو! نبیشہ کتاب منہ سے ہٹاتی ہوئی ان دونوں کو گھورنے لگی۔

انکے 'سو کالڈ کرش' نے آج کپڑے اتار دیئے تھے حال میں! ولدان ایمان کے بولنے کا انتظار کیئے بغیر اسکی مشکل آسان کی۔
کیا؟؟؟ نبیشہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

احمق کہیں کی، اپنے الفاظ درست کرو پہلے!
کپڑے نہیں صرف شرٹ! ایمان نے اسے درست کیا۔

تو پھر؟؟ نبیشہ شاکد ہوتی۔

تو پھر کیا یا رب نبیشہ! ایک شرٹ ہی تو اتاری تھی تم تو پیچھے ہی پڑ گئی ہو بے چارے کے! اور ویسے بھی یہ اسکا پروفیشن ہے! وہ آخری جملہ لہراتے ہوئے بولی۔

کیا پروفیشن ہے؟ کہ کہیں بھی کپڑے اتار کر پھینک دو

حد ہے! ولدان کو اسکی بات زرا نہ بھائی۔

تم اپنی زبان بند رکھو! اس نے کتاب پھینک کر اسے ماری۔ جو اس نے بروقت کچ کر لی ورنہ اسکا ناک ٹوٹ چکا ہوتا۔ توبہ توبہ! جیسا سنا ویسا ہی پایا یورپی ممالک کے باسیوں کو!۔ نبیشہ کانوں کو ہاتھ لگانے لگی۔

بس بھی کر دو یا رب! اینڈیو نوٹ؟؟؟

اس پر سوٹ کرتا ہے! وہ پین کی نب سر پر مار کر بند کرتی ہوئی خلائوں کو گھورنے لگی۔ کیا؟ ننگے ہو کر شریف لوگوں کو متوجہ کرنا!

ولدان کی آواز پھر سے آئی تھی۔ اور اس بار ایمان کے صبر کا پیمانہ چھلکا اور اسکے پیچھے بھاگی۔

جبکہ نبیشہ کتاب منہ پر رکھے بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

#THE_DARK

17: قسط |

از قلم: اوزائے زبان |

MOSCOW | RUSSIA

ویلکم ٹومی! پر جوش انداز میں کہتے ہوئے بانہیں پھیلائیں۔ تاتیہ نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے مینیجر کو جانے کا حکم دیا۔

ویلکم ہوم مائی سن! وہ استقبال کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ میں نے تمہیں بہت مس کیا تاتیہ! وہ گلے لگتے ہوئے بولا۔ بظاہر تو ایسا ہی لگ رہا ہے تبھی تم جلدی واپس آ گئے! وہ اس سے الگ ہوتی ہوئی بولی۔

وہاں رکنے کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا اسلئے ٹریننگ سیشنز ختم ہوتے ہی واپس آ گیا!

وہ تکان سے آنکھیں رگڑتا صوفے گرنے کے انداز میں بیٹھا۔ ہمم! اچھا کیا تم نے!

وہ خشدلی سے کہتی ہوئے اسکے قریب بیٹھ گئیں۔ یشم اپنی پرانی روٹین پر واپس لوٹ رہا تھا۔ انہیں اور کیا چاہیئے تھا۔

کیا ہو رہا تھا؟ وہ سرسری سا پوچھنے لگا۔

کچھ خاص نہیں! تمہارے لیئے انویٹیشن آیا ہے! ساتھ ٹیبل سے خوبصورت نقشوں والا لفافہ اٹھایا اور یشم کی طرف بڑھایا۔

کیسا انویٹیشن؟ وہ سوالیہ نظروں سے دیکھتا ہوا۔ لفافہ تمام کرکھونے لگا۔

گولڈن ایوارڈ کی طرف سے ہمیں انویٹیشن آیا! تم پلیمز آف دالیز کے لیئے نامزد ہوئے ہو! وہ خوشی سے کھلکھلائیں۔

نثرائے ہینڈل کر لے گی! وہ بے زاری سے ایک نظر اندر موجود انویلیپ پر ڈال کر ایک طرف پھینکتا ہوا بولا۔ اور صوفے پر پھیلے ہوئے بالوں میں ہاتھ چلانے لگا۔

تم نے شاید سنا نہیں ٹھیک سے! ہم یعنی میں اور تم! دونوں مدعو ہیں! تاتبیہ کو اسکی یہ بات نا گزیر گزری۔

تو تم چلی جاؤ نا تاتبیہ! وہ اکتایا۔

وہ شروع سے ہی ان رنگا رنگ تقریبوں سے خار کھاتا تھا۔ آخریہ 'شو پیس' جسے ایوارڈ کا نام دے دیا جاتا۔ انکی قابلیت نا پنے کا پیمانہ نہیں ہو سکتے تھے۔ کسی دس لوگوں کے بیچ

کسی ایک کو چننا۔ جو پہلے ہی اپنی فیلڈ میں مہارت رکھتے ہوں۔ یہ کہاں کا انصاف تھا۔ اسے یہ سب قطعی پسند نہیں تھا۔

میں تمہارے بغیر نہیں جاؤں گی بس! وہ خفا ہوئیں۔

کم آن تاتیہ تمہیں پتا بھی ہے!

میری خاطر! وہ اسکی بات کاٹ کر پر امید نگاہوں سے دیکھتی ہوئی بولی۔ یشم نے ایک نگاہ ان پر ڈالی وہ ان آنکھوں کو چمک کو کھونا نہیں چاہتا سو اس نے ہاں بول دی۔

ٹھیک ہے! لیکن اب میں آرام کرنا دو چار دن!

وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

دو دن بعد تقریب ہے اور تم چار دن آرام کرنا چاہتے ہو! وہ کہتے ہوئے ہنسی۔

اچھا دو دن ہی سہی! بس! وہ اسے مسکراتا دیکھ کر خود بھی مسکرایا اور تیزی سے چلتا ہوا

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں اسکی چیزیں جوں کی توں

پڑی تھیں۔ اس نے حسب عادت شرٹ کر بے نیازی سے زمین پر پھینکی اور جست لگا بیڈ

پر اوندھے منہ لیٹ گیا۔ شام کے چھ بجنے کو تھے۔ گلاس وال سے ڈوبتے سورج کی کرنیں

اسکے کمرے کے انٹیریئر کی خوبصورتی کو بڑھاوا دے رہی تھی۔ مگر وہاں ان مناظر کو دیکھنے

والا میٹھی نیند سوچکا تھا۔

مسلسل بختی فون رنگ سے اکتا کر اس نے بیڈ سے نیچے جھانکا۔
کم از کم رسیو نہیں کر سکتی تو آف ہی کر دو فون! وہ برہمی سے لاپرواہ بیٹھی ایمان سے بولی۔
ولدان کا ہے! وہ مطمئن انداز میں بولی۔
حد ہو گئی! وہ اسے گھوری سے نواز رتی ہوئی خود ہی اٹھ پڑی۔
اسکی مام کا ہے! کیا کروں؟ ڈسکنیکٹ کر دو؟؟
وہ اسکرین پر 'اے کالنگ جلتا بھتا دیکھ کر بولی۔
آہاں! ایمان کے خرافاتی دماغ میں شرارت سو جھی۔
وہ جست لگا کر کرسی سے اچھلی اور نبیشہ کے ہاتھ سے فون جھپٹا۔
یہ کیا کر رہی ہو تم؟ نبیشہ ہڑبڑائی۔
ششش! وہ لبوں پر انگلی جماتی ہوئی بولی اور فون کان سے لگایا۔
شرم کرو ایمان! یہ کوئی طریقہ ہے کسی!

Helloanne! Selam Nasilsiniz???

(سلام امی! کیسی ہیں؟)

وہ اسکے منہ پر زبردستی ہاتھ جماتے ہوئے بولی۔

نان سینس! نبیشہ غصے سے گھورتے ہوئے اسکا ہاتھ جھٹکا۔

Bendeiyyim! Neyapiyorsunanne???

(میں بھی ٹھیک، کیا ہو رہا ہے؟)

وہ دانتوں کی نمائش کرتی اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ نبیشہ ہنوز اسے گھور رہی تھی۔

تبھی دروازہ کھلا اور ولدان اندر داخل ہوئی۔

کیا ہو رہا ہے یہاں؟؟؟ وہ بیگ ایک رکھتے ہوئے بولی۔

www.urdu novelsmania.com

Tamananne!

Simdi üniversiteye gidiyorum. Seninle sonra
konuşacağım

(اچھا امی! میں یونیورسٹی کا وقت ہو رہا ہے، بعد میں بات کرتی ہوں)

ایمان کی آواز کانوں میں پڑتے ہی وہ اڑتی ہوئی اسکے قریب آئی۔

Hadiozamanbyebye!

(چلیں پھر! بائے)

وہ اسے آتا دیکھ کر جلدی سے بولتی ہوئے فون بند کر دیا۔ کیا حرکت تھی یہ؟ ہاں؟؟؟

وہ ٹیبل کے اس پار کھڑک ایمان کو غصے سے دیکھتی ہوئی بولی۔

میں تو بس ہیلپ کر رہی تھی یا تم تھی نہیں تو!

اس نے جملہ ادھورا چھوڑ کر معصوم شکل بنائی۔

کیسی ہیلپ؟؟؟ وہ چیخنی۔ تم نے میری معصوم آنے سے جھوٹ سے بولا، اسکی وقت کونسی

کلاس ہوتی ہے بھلا؟ بتاؤ! وہ چلاتی ہوئی اسے پکڑنے کے لیے کرسی پر چڑھی۔ میرے منہ

سے نکل گیا ویسے بھی اب کچھ تو کہنا تھا اور کیا کہتی میں! مجھے کچھ سوجھا ہی نہیں! وہ چلا چلا کر

صفائی دیتی ہاسٹل روم سے باہر بھاگی۔

تمہارا قتل ہوگا میرے ہاتھوں آج! وہ غصے سے چیختی اسکے تعاقب میں بھاگی۔ وہ دونوں

ہاسٹل کی راہداریوں میں چلاتی ہوئی ایک دوسرے کے پیچھے بھاگنے لگیں۔ اسٹوڈنٹ رک

رک کر انہیں عجیب نگاہوں گھورنے لگے۔ وہ بھاگتے بھاگتے ہاسٹل کو پیچھے چھوڑ کر پل کے قریب آرکی۔ جسکے اس پار اسکلپر ڈپارٹمنٹ تھا۔

کیسی احسان فراموش ہو تم! ایک تمہاری مدد کی اوپر سے تم! ایمان گھنٹوں پر ہاتھ جمائے گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

تمہیں ایسا سبق سکھاؤنگی آج کے بعد بن مانگے کسی کی مدد نہیں کر پائوگی! وہ چیختی ہوئی اسکے نزدیک آئی۔ ایمان مڑ کر دیکھا اس سے آگے دوسرا ڈپارٹمنٹ تھا اور اسکی ہمت بھی جواب دے چکی تھی وہ اور نہیں بھاگ سکتی تھی۔

اے رکور کو! یار معاف کر دو، دوبارہ نہیں کرونگی تمہاری قسم! اس نے تیز چلتی سانسوں کے بیچ بولا۔

مگر ولدان کہاں سننے والی تھی۔

وہ اپنے دفاع میں بھاگتی ہوئی پل سے نیچے اتری مگر اسکا توازن بگڑا اور وہ پھسلنے ہوئے پل کی دائیں جانب گیلی مٹی کے ڈھیر پر جا گری۔ اسکی چیخوں سے اسٹوڈنٹس ارد گرد جمع ہونے لگے۔

اسکلپر کے اسٹوڈنٹس اس مٹی سے پریکٹس کیا کرتے تھے (اسٹیجو وغیرہ بنانے میں)۔ مگر اس بے چاری کو کیا خبر تھی۔

ایمان! ولدان بھاگتی ہوئی اسکے قریب آئی۔

ایمان بے بسی سے اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔ اسکا سر کے بال تک سلامت نہ رہ سکے۔

ولدان نے ایک نظر سر تاپا اس پر ڈالی۔ اور بے اختیار اپنی ہنسی روکی۔

یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا! وہ رونے والا منہ بناتی ہاتھ جھٹکنے لگی۔

اسٹوڈنٹس اسے بے چارگی، تو کوئی اسے ہنستی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اور کئی بد تمیز تو حلق

پھاڑ پھاڑ کر ہنسنے لگے۔

اے مائیک، تجھے ایسے اسکلپچر بورنگ لگتا تھا نا، لے جیتا جاگتا مجسمہ تیرے سامنے ہے

اسکا اٹیجیو بنالے!

کوئی قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔

ایمان بس اب رونے ہی والی تھی۔

اسٹاپ اٹ گائز! ہیڈ بوائے اسٹوڈنٹس کو ڈپٹے ہوئے بولا۔ جو بس اسکی تصویریں بنا کر

یونیورسٹی کے آفیشل گروپ میں ڈالنے ہی والے تھے۔ سب مایوسی سے فون واپس

رکھتے ہوئے ہیڈ بوائے کو برے برے القابات سے نوازنے لگے۔ ولدان تیزی سے ہاتھ

آگے بڑھاتی اسے باہر کھینچنے لگی۔ رہنے دے کہیں اسکے ساتھ تو بھی مجسمہ نہ بن جائے!

کی آواز کے ساتھ قہقہے ہوا میں گونجے۔

ولدان نے کھا جانے والی نظروں سے سب کو گھورا۔ منحوس! مروسب کے سب! تمہاری قبر میں ایکسٹرا کیڑے پکڑیں گے کتوں، باہر نکالو مجھے وہ ہاتھ مارتی ہوئی چلائی۔ جو کہ کسی کو سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا بولی۔

یہ چکنی اوپر سے گیلی مٹی ہے فورس چاہیے انہیں باہر نکالنے کے لیے! آپ ہٹیں میں ہیلپ کر دیتا ہوں آپ کی فرینڈ کی! وہ کوٹ اتار کر برابر والے کو تھماتا ہوا بولا۔ ولدان نے بے بسی سے مٹی سے اٹے ہاتھ کو دیکھا۔ ایک طرف ہو گئی۔ باہر نکالو میری آنکھیں جل رہی ہیں مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا! وہ ہاتھ پیر مارنے لگی۔

لیفٹ سائیڈ پر دیکھو! اور میرا ہاتھ پکڑو! اس نے تھماتے ہوئے پوری قوت سے کھینچ کر اسے باہر نکالا۔

سب کے بے مروت ہیں، منحوس کہیں کے وہ ہاتھ جھاڑتی ہوئی بولی۔

تو بہن تمہیں بھی بنا بریک کی گاڑی کی طرح بس اندھا دھند بھاگنے کی کیا ضرورت تھی! والی نظروں سے ہیڈ بوائے نے لڑکی کو گھورا اور ایک نظر اپنی سفید شرٹ پر ڈالی۔ جو مٹی مٹی ہو چکی تھی۔ اپنے ہاتھ جھٹکتا ہوا ڈپارٹمنٹ کی جانب بڑھا۔ ولدان اس کے منہ دھلانے کے بعد اسے لیے ہاسٹل آ گئی۔ وہ کسی پھلاوے کی طرح بائیں پھیلائے قدم قدم چلنے لگی۔ جبکہ

اسٹوڈنٹ اسے دیکھ کر ایسے اچھلتے جیسے بھوت دیکھ لیا ہو۔ اس نے شاور لیا اور ٹاول سے ہاتھ رگڑتی کمرے میں آ گئی۔

اسکی آنکھیں ابھی تک جل رہیں تھیں۔

کیا ہوا؟ کہاں سے آرہے ہو تم لوگ! نبشہ نے لاعلمی سے پوچھا۔

فوٹوشوٹ کروا کے آرہی ہوں! وہ تنزیہ انداز میں کہتی ہوئی دھپ سے کرسی براجمان ہوئی۔

ہیں؟ نبیشہ نے بھنویں سکیرٹیں۔

Tatlim????

(Sweetheart)

ولدان نے ڈرتے ڈرتے اسے پکارا۔

شٹ اپ جسٹ شپ اپ! وہ چیختی ہوئی بولی۔ اور بیڈ پر جاتے کمفرٹر سر تک تان لیا۔

لگتا ہے دماغ بہت گرم ہے! لیکن مٹی میں ڈبکی لگانے کے بعد ٹھنڈا ہو جانا چاہیے تھا! وہ

www.urdu novelsmania.com

زیر لب بڑبڑاتی۔

ہو سکتا ہے دھیرے دھیرے ہو! پھر کچھ لوگ ڈھیٹ بھی تو بہت ہوتے ہیں! وہ کندھے

اچکاتی شاور لینے کا سوچنے لگی۔

دروازہ کھولو ورنہ توڑ دوں گی! وہ سائیڈ ٹیبل سے چیزیں اٹھا اٹھا کر دروازے پر مارنے لگی۔
گارڈز نے کھٹکے سے دروازہ کھولا۔

رومیہ بے اختیار دو قدم پیچھے ہوئی۔ وہ اکیلی تھی اور سامنے دو ہٹے کٹے لمبے چوڑے شخص

وہ کیسے مقابلہ کرتی انکا؟ الٹا انکی نظریں اسے خوف میں مبتلا کر رہی تھیں۔
کیا کر رہے ہو چھوڑو مجھے؟ وہ چیخی۔ وہ شخص اسے دبوچتے ہوئے کرسی پر بٹھا کر باندھے لگے

میں نے کہا چھوڑو مجھے! وہ خود چھڑانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔
جبکہ وہ دونوں گونگے بہرے بنے اسے باندھ کر اسکا منہ تک خاکی ٹیپ سے کور کر دیا۔

اب جتنا بھی چلاتی
روتی آواز اسکے لبوں پر ہی دم توڑنے لگی۔ اس نے بے بسی آنکھیں میچیں۔ گرہیں اتنی
مضبوطی سے لگائیں گئی تھیں کہ ہلکی سی جنبش پر اسے اپنی کھال ادھڑتی ہوئی محسوس ہوتی۔ یا
اللہ! میں کیا کروں؟؟؟

اور کتنی سزا باقی ہے؟؟؟ اسکی پلکیں نم ہونے لگیں۔ بے بسی سے سر کرسی کی پشت پر ٹکا دیا۔

اسے فلو ہو چکا تھا۔ وہ بار بار ناک پونچھتی ولدان کو کوسنے لگی۔۔۔
ایمال کون ہے؟ انکی روم میٹ کمرے میں آتے ہی پوچھنے لگی۔
ایمان! ایمان برہمی سے اپنا نام بگاڑے جانے پر بولی۔
جو بھی ہے تمہیں پروفیسر ڈیوک نے اپنے آفس میں بلایا ہے! وہ دو ٹوک کہتی اپنے کام میں مصروف نظر آنے لگی۔ جبکہ وہ تینوں آنکھیں پھاڑے ایک دوسرے کو دیکھنے لگی۔
پروفیسر کو پکا انکی حرکت کے بارے میں کسی نے کمپلین کر دی تھی۔
اب کیا ہوگا میرا؟ وہ مجھے کیا سزا دیں گے؟؟؟
ایمان رو دینے کو تھی

کچھ نہیں ہوتا تم جاؤ تو سہی! ولدان اسے تسلی دی۔ اب ایوارڈ دینے کے لیے تو بلایا نہیں ہوگا!

ظاہر ہے پنشنمنٹ ملے گی! نبیشہ مطمئن سی بولی۔

کیسی بہن ہو تم؟؟ ایمان پھٹ پڑی۔

'جیسی بہن ہو تم' وہ دو بدوبولی اور کتاب چہرے کے آگے سجالی۔ ایمان کو چار و ناچار جانا پڑا۔

اگر مجھے کوئی سزا ملی تو تم بھی اس میں حصے دار ہوگی سمجھی؟ وہ تنہی نگاہوں سے ولدان کو کہتی آفس کے دروازے پر دستک دینے لگی۔

Siaccomodi!

(Comein)

یا اللہ بچالے اس گھنگار کو! وہ بڑا بڑائی۔

اور آفس کا دروازہ دھکیل کر اندر چلی آئی۔

آپ نے بلایا پروفیسر! اس نے معصومیت سے سارے ریکارڈ توڑ دیئے۔ پروفیسر ڈیوک نے سریلی آواز پر سراٹھا کر دیکھا۔

آپ نے اسلکچر ڈپارٹمنٹ کے اسٹیجوڈسٹروئے کیئے؟ چشمہ اتار کر ٹیبل پر دھرا۔

اللہ اللہ، کس قدر جھوٹے ہی کمینے کہیں کے! اس نے دل میں کوسا۔ بظاہر ندامت سے نظریں جھکائے سر نفی میں ہلایا۔

لیکن آپ نے جو حرکت کی اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا! سزا ملے گی آپکو دودن اپنی کلاسز کی ڈسٹنگ اور کلیننگ کرنا ہوگی! ساتھ آپ کے پانچ اسکور مانس کیئے جاتے ہیں! وہ حتمی انداز میں کہہ کر عینک ناک پر سجا کر مصروف ہو گئے۔

ڈسٹنگ اور کلیننگ؟ میں! وہ بھی دودن! ایمان کے بے اختیار رونا آیا۔

Midispiaceprofessore

(I'm sorry professor)

اس نے نم دیدہ لہجے میں کہا۔

Oravai!

(now go)

وہ بے رخی سے بولے۔

www.urdu novelsmania.com

Per favore!

(please)

وہ ملتی ہوئی۔

Hodettofour
(Isaidout)

وہ گرے۔

ایمان مایوسی سے کندھے اچکاتی مڑی گئی۔ اور ساتھ ٹیبل پر پڑے ٹشو کے باکس سے ٹشو کھینچ کر ناک پر جماتے ہوئے باہر نکل گئی۔

کیا ہوا؟ ولدان بے صبری سے پوچھنے لگی۔

کٹ گئے! وہ ناک پونچھتی بلند آواز رونے لگی۔

ہاں؟ کیا؟ اس نے نا سمجھی سے بھنویں اچکائیں۔

میرے پانچ اسکور کاٹ لیں! اور ساتھ جھاڑو پونچھا بھی میں ہی کروں! کہتے ہوئے وہ بلند آواز رونے لگی۔ ولدان نے سنتے ہی سر پکڑ لیا۔

www.urdu novelsmania.com

اول اوہہہہ!

ٹھیک ہے ٹھیک ہے! میں ٹیپ ہٹا دیتا ہوں!

لیکن تم وعدہ کرو تم چلاؤ گی نہیں! وہ تاکید کرتے ہوئے اسکے منہ سے ٹپ ہٹانے لگا۔
 خبیث انسان! تمہارا وہ حال کرونگی کہ تم پیدائش کے دن کو پچھتاؤ گے دیکھنا تم! وہ
 چھوٹے ہی پھٹ پڑی۔

اچھا! وہ جیسے لطف اندوز ہوا اسکی دھمکی پر۔

تمہیں پتا ہے تم انتہائی احسان فراموش ہو، ڈیڈ نے تمہیں مارنے کے لیے بہت پہلے سے
 کانٹریکٹ کلرز کو بھاری رقم دے رکھی ہے، احسان مانو میرا جو تمہیں بچایا میں نے! ڈیسر
 کرن وہ اکڑ کر بولا۔

پھر تو تم نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر دی رحمان خاور! وہ نفرت سے پھنکاری

آہنا منہ! چھوڑو یہ سب! بتاؤ ہماری شادی کے بارے میں کیا سوچا! وہ ہاتھ گردن پر جماتا
 ہوا بولا۔

خواب دیکھنا بند کرو! کیونکہ یہ ناممکنات میں سے ہے! وہ نفرت بھری نظروں سے اسے
 دیکھ کر بولی۔

پھر تو اور مزہ آئے گا تمہیں تڑپا تڑپا کر مارنے میں! بلکل تمہارے اس پاگل بھائی کی طرح! کیا
 نام تھا اسکا؟؟

وہ تھوڑی کھجاتا ہوا بولا۔ رومیصہ کے سر پر کمرے کی چھت آگرمی۔

ہاں! زوہان، زوہان نام تھا نا اسکا! بے چارہ اس نے مصنوعی دکھ سے سر جھٹکا۔

تم نے مارا اسے؟ وہ شاکی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

آہاں! کیا کرتا ڈید کا حکم تھا نا، نہیں ٹال سکتا تھا میں فرمانبردار بچا ہوں! وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگتے ہوئے مطمئن انداز میں بولا۔

جاہل انسان! تم کیسے کسی معصوم کے ساتھ ایسا کر سکتے ہو! وہ بے یقینی سے چیخی۔
چلاؤ مت! وہ یک دم سنجیدہ ہوا۔

ایک بات کان کھول کر سن لو مس، یا تو مجھ سے شادی کے لئے ہاں کر دو یا تمام عمر قید تنہائی کا ٹو، فیصلہ تمہارا ہے! وہ سخت نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

ناممکن! وہ چبا چبا کر بولی۔

اچھا، کیوں؟ لیٹ می گیس، وہ۔۔۔۔۔ اس۔۔۔۔۔

کرائم ڈپارٹمنٹ کے چیف کے لیے؟

ک کیا مطلب؟؟ وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگی۔

زیادہ بنو مت، مجھے نہیں پتا جیسے وہ کیوں کتوں کی طرح ہر جگہ تمہیں تلاش کرتا پھر رہا ہے!

وہ بد لحاظی سے بولا۔

کیوں؟؟؟ رومیسہ حیرت اور بے یقینی سے بولی۔

کیوں؟ ہاں! تمہیں میں بے وقوف لگتا ہوں کیا!

وہ غصے اسکے جبرے دبوچتا ہوا چیخا۔

چھوڑو مجھے جاہل انسان مجھے سچ میں نہیں پتا! وہ درد سے بلبلانی۔ وہ ایک جھٹکے سے اسے چھوڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

ایک بات یاد رکھنا یہیں گل سڑ کر مرو گی سنا تم نے! اطہر کاظمی کو تو کیا کسی کو تمہاری ہڈیاں تک نہیں ملیں گی! بے چارہ کراچی کی خاک چھانتا پھر رہا ہے اسے کیا پتا تم دوسرے شہر میں ہو مجھے بے وقوف بنانے چلے تھے وہ تنفر سے کہتا باہر نکل گیا۔

رومیسہ حیرانگی سے ارد گرد دیکھنے لگی۔ اس بند کمرے میں کہاں سے اسے پتا کہ وہ کسی دوسرے شہر ہے۔ اس نے بے بسی سے آنکھیں میچ لیں۔ آنسو بھل بھل اسکی آنکھوں پھسلنے لگے۔ وہ بے بسی سے مزاحمت کرتی اپنا بندھے ہاتھ چھڑانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔۔

اس نے کارگیراج میں پارک کی اور قدم قدم چلتا ہوا گھر کے اندر آ گیا۔ لائونج سے آتی ہنسنے کی آوازیں اسے تعجب میں مبتلا کر گئیں۔ بس پھر کیا تھا منظر دیکھتے ہی اسکے ماتھے ناگواری کے کئی بل ابھرے۔

مشترکہ سلام کرنے بعد اس نے کمرے کا رخ کیا۔

مسز کاظمی مہمانوں سے ایکسکیوز کرتی اسکے پیچھے آئیں۔

یہ کیا بد تمیزی ہے اطہر! تم نے مسز خان کا حال تک نہیں پوچھا! وہ کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئی دبی دبی غرائیں۔ کیا ہو رہا ہے یہ سب؟؟؟ اسکا صبر جواب دینے لگا۔ کیا مطلب کیا ہو رہا ہے، تم سمجھے نہیں مسز خان کو کیوں انوائٹ کیا میں نے! وہ سوال پر سوال کرنے لگیں۔

کم آن مام! میں آپ سے کہا بھی تھا میں ان سب کے لیے ریڈی نہیں ہوں ابھی، اس نے بے بسی بال مٹھیوں میں جکڑے

ایک تورومیسہ کی گمشدگی نے اسے اندر باہر سے ہلا کر رکھ دیا تھا اوپر یہ سب!

یہ سب میں دو سال سے سنتی آرہی ہوں اطہر بس اب بہت ہو گیا! کوئی بہانہ نہیں چلے گا! وہ حتمی انداز میں بولی۔ نہیں تو کیا کریں گی آپ؟؟ وہ سرخ آنکھوں سے بولا۔

یہ تم مجھ سے کیسے بات کر رہے ہو اطر؟ وہ شاک ہوئی۔ کیا چاہتی ہیں مام آپ؟ کہ میں کیا کروں؟ وہ نرم پڑا۔ فلحال بس انگیجمنٹ کر لو! شادی جس وقت تم دونوں کو بہتر لگے! وہ خوشدلی سے گویا ہوئیں۔

تم دونو؟ تو وہ سوچ چکیں تھی کہ رومیصہ کے لئے اب اس گھر میں جگہ کوئی نہیں۔ اسکا دل دکھ سے بھر گیا

ٹھیک ہے جب تک میں رومیصہ کو ڈھونڈ نہیں لیتا میں انگیجمنٹ بھی نہیں کرونگا! اس نے اپنی شرط رکھی۔ کیا کہا تم نے؟ کہاں گئی وہ! وہ حیران ہوئیں۔

اسے شاید کسی نے اغوا کر لیا ہے! اس نے نگاہیں چرائیں۔ وہ بتانا نہیں چاہتا تھا مگر کیا کرتا انگیجمنٹ بھی نہیں کر سکتا تھا! مگر شاید اس نے غلطی کر دی تھی۔

اب تو مام بالکل بھی اسکے لئے نہیں مانے گی بلکہ وہ مفروضے بنا کر اسے بھی پیچھے ہٹنے کا کہیں گی وہ جانتا تھا۔ مگر دل کیا کرتا! جو کسی طور اس لڑکی سے دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں تھا۔

ہو سکتا ہے وہ اپنی بہنوں کا پاس اٹلی چلی گئی ہو! اور پھر تم اسے جانتے ہی کتنا ہو جو تمہیں بتا کر جاتی! تم خوشخواہ پریشان ہو رہے، چھوڑو اسکی فکر اور فریش ہو کر نیچے آ جا تو سارہ کئی بار تمہارا پوچھ چکی ہے! وہ ایسے بولی جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو۔ اپنی کسی اور چلتی بنی۔ اطر کو بے

اختیار بہت غصہ آیا۔۔۔۔۔ اسکا پورا جسم آگ کی پلیٹ میں آنے لگا۔ اس نے کمرے کی ہر شے درہم برہم کر دی۔ مگر پھر بھی اندر کالا واکم نہ ہوا۔ جسکی تپش سے اسے اپنی آنکھیں تک جلتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔ کاش تم مجھے ملی ہی نہ ہوتی رومیہ!

اس نے دکھی دل سے سرگوشی کی۔ کاش۔۔۔ کاش۔۔۔ کاش وہ زور زور سے بالکونی کی ریلنگ پر مکے رسید کرنے لگا۔ محبت انسان کو بے بس کر دیتی ہے۔ اس سے وہ وہ کرواتی ہے جو اس نے کبھی سوچا بھی نہ ہو۔ اب کس نے سوچا تھا کہ اس بے مروت پولیس افسر کسی لڑکی سے محبت ہو جائے گی۔ اور وہ دیوانوں کی طرح اسے در بدر، جا بجا ڈھونڈتا پھرے گا۔ جو کبھی محبت کے نام سے بھی خار کھاتا تھا

urdu
novels mania

HERE IS THREE JOINED EPISODES BECAUSE MERI
KUCH MASROFIYAT HEIN IS LIYE POST N H KR
PAUNGI AGLY 2 DIN

DON'T FORGET TO SHARE YOUR VIEWS ❤️ ENJOY 🌟

#THE_DARK

18: قسط |

از قلم اوزائے زبان

وہ پوری شام بین ڈال ڈال کر روتی رہی کہ اسکے پانچ اسکور کاٹے کاچکے ہیں۔ یہ اسکورز اسکے لیے کتنے معنی رکھتے تھے اسکی اہمیت صرف انٹرنیشنل اسٹوڈنٹس ہی بتا سکتے تھے۔ اگلے دن بے دلی کلاسز لینے کے بعد کینیڈین جانے ہی والی تھی کہ اسے یاد آیا اسے تو پنشنٹ ملی تھی۔

تم کینیڈین جاؤ میں نہیں آسکوں گی آج! وہ رنجیدہ ہوئی کم آن یارڈونٹ بی سید! میں تمہاری ہیلپ کر دیتی ہوں پھر ساتھ ہی چلتے ہیں! ولدان نے بہانے سے اسکی اداسی کم کرنے چاہی۔

اگر میری مدد کرو گی تو اور سزا ملے گی مجھے اور ساتھ تمہیں بھی پتا ہے نا! ایمان نے آنکھیں نکالی۔

میرے پاس ایک آنیڈیا ہے! وہ اسکے قریب آئی۔

تم کلاس کا دروازہ بند کر دو میں ڈیکس کے نیچے چھپ جاتی ہم مل کے صفائی کر لیتے ہیں!
کیسا؟؟؟

وہ رازداری سے اسکے کان میں بولی۔

آہاں ناٹ بیڈ! اسکے چہرے تاثرات یکدم بدلے۔

اسٹوڈنٹس کو باہر نکال نکالنے کے بعد انہوں نے ڈسٹنگ والا کارنامہ سرانجام دیا اور شاہور
لینے کے بعد کینٹین آگئیں۔ نبیشہ پہلے سے وہاں موجود تھی۔

کس قدر بے مروت ہو تم! ہمارے بغیر ہی ٹھوس رہی ہو!

کم از کم انتظار ہی کر لیتا بندہ! ولدان اسکی ادھ کھائی کھانے کے ٹرے کو دیکھ منہ بناتی ہوئی
بولی۔

کونسا کارنامہ انجام دے کر آرہی ہو جو پھولوں کی مالا کے ساتھ استقابل کرتی! اپنی سزا
بھگت کے ہی آرہی ہو، ویسے بڑی جلدی آگئے تم؟ نبیشہ نے متحیرانہ نظروں سے باری
دونوں کو دیکھا۔

دیکھا تم نے اسے کیسی بے مروت ثابت ہوئی ہم کونسا جرم کی سزا کاٹ کے آرہے ہیں
وہ تو بس ایک چھوٹی سی پنشنٹ تھی! ولدان بھی آج خاصے موڈ میں نہیں تھی۔ نبیشہ نے
انکی باتوں کا زرا اثر نہ لیا وہ کتاب پر نظر ڈالتے ہوئے نوالہ لینے لگی۔

جبکہ ایمان کی نظریں کہیں اور ہی تھی۔

اب تم کیا سوچنے لگی؟ مجھے بھوک لگی ہے یا رجا تو کچھ کھانے کو لاؤ! ولدان جھنجھلائی۔
اے رکو! ایمان اسے ڈپٹ کر بولی۔ اور گہری نظروں سے کینٹین کی قطار میں اول پر کھڑی
لڑکی کو دیکھنے لگی۔ تم نے نوٹ کیا ولدان یہ جہاں بھی جاتی ہے صرف کارڈ دکھا کر کام چلا
لیتی ہے، چاہے ڈین کا آفس ہو، ڈروم ہو، ٹرین ہو، لائبریری حتیٰ کے اب کینٹین بھی!
اسکی آواز ولدان اور نبیشہ دونوں نے سنا اٹھا کر لڑکی کو دیکھا۔

آج تو میں پتلا لگا کر ہی رہو لگی کہ آخر ایسا کونسا کارڈ ہے جو الادین کے چراغ والے جن کے
جیسے منٹوں میں کام کر دیتا ہے، کارڈ دکھاؤ اور جو چاہے پاؤ!
وہ شک بھری نظروں سے لڑکی کو دیکھتی ہوئی بولی۔

تم شاید بھول چکی ہو کہ تم ابھی ابھی پنشنٹ لے کر آرہی ہو! نبیشہ نے افسوس سے سر جھٹکا
www.urdu novelsmania.com

تم کھانا کھا تو چپ چاپ! وہ اماؤں کی طرح رعب جماتی ہوئی بولی۔
اسی لمحے لڑکی کھانے کی ٹرے تھامے اسکی جانب آنے لگی جہاں انکا ٹیبل تھا۔ ولدان نے
جھنجھلا کر پہلو بدلا اسے سخت بھوک لگی تھی۔ اور ایمان کے ایڈونچر ختم ہونے کا نام نہیں
لے رہے تھے۔

کھانا ختم ہو جائے گا یا ر! اس نے دہائی دی۔

ایک دن نہیں کھاؤ گی تو مر نہیں جاؤ گی! ایمان جھاڑ پلاتی ہوئی بولی۔

ویٹ ویٹ ویٹ! اسکی آواز پر لڑکی گھبرا کر رکی۔

کیا تمہارا کارڈ کچھ سکتی ہوں؟ ویسے اتنی معصوم وہ تھی نہیں جتنی وہ لوگوں کے سامنے بن جایا کرتی تھی۔ کارڈ کے نام پر گویا لڑکی کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ اسکے گلے کی گلٹی ڈوب کر

ابھری۔ یہ ان تینوں نے بھی نوٹ کیا تھا۔ آخر کارڈ ہی تو تھا! وہ خوفزدہ نگاہوں سے ارد گرد دیکھتی جبین کی جیب سے کارڈ نکال کر ایمان کی طرف بڑھانے لگی۔ ایمان نے جوش سے کارڈ اسکے ہاتھ سے کھینچا جو اسے اور ڈرا گیا۔

کس چیز کا کارڈ ہے یہ؟؟؟ بہت فاسٹ کام کرتا ہے! وہ کارڈ پر نظر دوڑاتے ہوئے تنزیہ انداز میں پوچھنے لگی

البتہ آخری جملہ اس نے مذاق میں کہا تھا

مگر گھبراہٹ کے مارے لڑکی پسینے چھوٹنے لگے۔۔

بھائی کی فرم کا کارڈ ہے، میری سفارش کے لیے بنا کر دیا ہے انہوں نے۔۔۔۔۔ کیونکہ ہم فائننشلی اتنے اچھے نہیں ہیں کہ میں یہاں اسٹڈی کر سکو!

وہ پیشانی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے تیز تیز بولی۔

ہمم! ایمان نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

یہ BZ کیا ہے؟؟؟ وہ تعجب سے پوچھنے لگی۔

کارڈ پر عجب سے 'لوگو' کے بیچ میں BZ لکھا ہوا تھا۔ کمپنی کا کارڈ ہے تو ظاہر کمپنی کا ہی نام ہوگا، حد ہے ایمان! ولدان تپی۔

ساتھ اسکے ہاتھ کارڈ لے کر اس لڑکی کو تھمایا۔

جو پاتے ہی وہ گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو گئی۔

مجھے لگتا ہے کچھ گڑبڑ ہے یہ لڑکی گھبرا کیوں رہی اگر! بس بھی کرو مجھے بھوک لگی ہے، ولدان اسکے سوالوں سے تنگ آ کر زور زور سے ٹیبل بجاتی ہوئی بولی۔

ایمان اسے دل ہی دل میں برے برے القابات سے نوازتی پیر پٹختی کینٹین کی طرف گئی۔ جبکہ نبیشہ کسی گہری سوچ کے زیر اثر تھی۔

لڑکی کا رویہ واقعی عجیب سا تھا، خیر میں بھی کیا سوچ رہی ہوں وہ سر جھٹک کر کتاب کی طرف متوجہ ہوئی

انہیں یہاں کئی مہینے گزر چکے تھے۔ پڑھائی کے ساتھ انکی شرارتیں کم نہیں ہوئیں تھیں البتہ وہ شدت سے انتظار میں تھیں کہ کب یونیورسٹی انہیں اسٹڈی بریک دے اور وہ اٹلی ایکسپلور کریں۔

اسائنمنٹ سبمشن کی لاسٹ ڈیٹ کیا ہے! ایمان نے لیپ ٹاپ سے نظر ہٹا کر ولدان سے پوچھا جو ابھی باہر سے آئی۔

Aksamlar!

(آج شام)

وہ بوٹس دروازے کے اتارتی ہوئی بولی۔

آج شام ??? ایمان بے یقینی سے چیخی۔

Evet, Neoldu?

(ہاں، کیا ہوا؟)

وہ بے نیازی سے کہتی دھپ سے کرسی پر براجمان ہوئی۔ یار! میری اسائنمنٹ کمپلیٹ نہیں ہوئی، رات تک ہوگی اب کیا کروں؟؟؟ ایمان پریشانی سے چکر کاٹنے لگی۔

Bilmiyorumkizi

(مجھے کیا پتا لڑکی)

وہ لاپرواہی سے کندھے اچکاتی بوتل کو منہ لگا کر پانی کا گھونٹ بھرتے ہوئی بولی۔
کچھ کرو یار! کچھ کرو! ایمان اسکی کمر پر دھپ رسید کرتی ہوئی بولی۔
کیا کروں! ہاں؟ وہ بوتل منہ سے ہٹاتی ناگواری سے بولی۔ کچھ بھی کرو! وہ فکر مندی سے کہتی سر تھامنے لگی۔ ادھر آؤ! ولدان رازداری سے کہتی دو انگلیوں سے نزدیک آنے کا اشارہ کرنے لگی۔
ایمان نا سمجھی سے اسکے قریب ہوئی۔

ہیڈ بوائے شام کو ساری اسائنمنٹ کلیکٹ کرنے کے بعد پروفیسر کے آفس میں رکھنے جانے گا! ہم اسکے پیچھا کریں گے، اور جب وہ وہاں سے چلا جائے گا ہم جلدی سے تمہاری اسائنمنٹ بیچ میں رکھیں گے اور فوراً سے پہلے نکل لیں گے! وہ چٹکی بجا کر بولی۔
اگر پکڑے گئے تو؟ ایمان سنجیدہ ہوئی۔

تو اللہ مالک ہے! اس نے لا پرواہی آنکھیں کھنائیں۔

چلو اب بہت بھوک لگی ہے! وہ کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

اور کینٹین کا رخ کرنے لگیں۔ نبیثہ سوچکی تھی۔ اس نے اٹھانا ضروری نہیں سمجھا۔ ویسے

بھی آون کمرے میں ہی موجود تھا وہ کھانا لے آتی۔ جب دل چاہے گرم کر کے کھا لیتیں۔

فریزر کی انہیں ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ اٹلی میں اس وقت خون جمادینے والی سردی تھی

کیا کھا نوگی؟ ولدان اسے ٹیبل پر آرام سے بیٹھتا دیکھ کر پوچھنے لگی۔

چانیز! وہ جھٹ سے بولی اسکی اونچی چوٹی بھی ساتھ ہی لہرائی۔ ولدان اثبات میں سر ہلاتی

آگے بڑھی۔

کھانے کھانے کے بعد تقریباً نو بجے آخر انہیں ہیڈ بوائے آتا دکھائی دیا۔

شش! خاموشی سے کوئی آواز پیدا کیے بغیر میرے پیچھے پیچھے آؤ! ولدان رازداری سے

کہتی آگے آگے چلنے لگی۔ ایمان اسکے پیچھے جبکہ وہ دونوں ہیڈ بوائے کے پیچھے تھیں۔ جو

ہتھیلوں سے لے کر سینے تک اسائنمنٹ کا انبار اٹھائے آفس میں داخل ہوا۔

یہ راجکمار ہے، وہ دبی دبی سرگوشی کرنے لگی۔

لگ تو کہیں سے نہیں رہا! ایمان نے برا سا منہ بنایا

بیوقوف! اسکا نام راجکمار ہے ولدان تپ کر بولی۔

ہیڈ بوائے کچھ دیر بعد باہر نکل آیا۔

ارے وہ تو لاک کر رہا ہے آفس روم کو! ایمان کو پتنگے لگے اس سے پہلے وہ لاک کرتا اسکا فون بجا اور وہ دروازہ سے پرے جا کھڑا ہوا۔

چلو جلدی! ایمان پھونک پھونک کر قدم رکھتی ہوئی بولی۔ اگر زر اسارخ موڑ کر انہیں دیکھ لیتا تو سارا کھیل ختم ہو جاتا۔ دھیرے سے گلاس ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوئیں۔ اور انداز ہاتھ مارتے ہوئے ڈیسک تلاش کرنے لگیں۔ لائٹس آف ہونے کی وجہ اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ خوش قسمتی سے اسے ڈیسک بھی مل گیا۔ اس نے جلدی سے اپنا اسائنمنٹ انبار کے بیچ گھسایا اور جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ ایک دم سے لائٹس آن ہوئیں اور ہیڈ بوائے سینے پر ہاتھ جمائے سنجیدگی سے انہیں گھورنے لگا۔

کہیں اسے پتا تو نہیں چل گیا! ولدان نے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا۔
کیا پتا! وہ دانت نیچتے ہوئی بولی۔

Voiragazzistaterubanoqui???

(تم لوگ چوری کر رہی تھیں؟)

وہ کرختگی سے گویا ہوا۔

No! Perchédovremmorubare!

(نہیں! ہم کیوں چوری کریں گے بھلا)

ایمان نے ہچکچاتے ہوئے گردن میں ہاتھ ڈالا۔

بلا کی معصومیت تھی اسکے چہرے پر۔ کوئی پتھر دل ہی ہوتا جو نہ پگھلتا۔

Lasciaandarevildan!

(چلیں ولدان)

وہ دانت دکھاتے ہوئے بولی۔

ایسے کیسے! وہ کہتے ہوئے اپنی جیکٹ اتارنے لگا

ایمان کی تو اوپر کی سانس اوپر اور نیچے رہ گئی۔

ا۔۔۔۔۔ اسے بتاؤ میں ایسی لڑکی نہیں ہوں

وہ والدان کے کندھے پر ہاتھ مارتی ہوئی پھٹی پھٹی آنکھوں سے بولی۔

بکواس بند کرو تو کیا میں ایسی لڑکی ہوں، ولدان تپی

یہ جیکٹ لو، اور اسے اچھے رفو کروا کے مجھے صبح دس بجے سے پہلے لوٹانا مجھے اپنی گریفرینڈ سے ملنے جانا ہے ورنہ میں ڈین سے تمہاری شکایت کر دوں گا! وہ کوٹ پکڑتا ہوا بولا

بجج جی، کیوں نہیں راجکمار جی! وہ زبردستی دانت نکالتی اسکے ہاتھ سے جیکٹ لے کر سائیڈ سے ہوتی ہوئی پھرتی سے باہر نکل گئیں۔ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے راہداریوں سے گزرتے ہوئے ہاسٹل کے قریب آرکی۔

تمہیں پکا یقین ہے وہ ہماری شکایت نہیں کرے گا! ایمان لمبے لمبے سانس لینے لگی۔

ولدان نے لاعلمی سے کندھے اچکائے۔

آئی ہو پیار! کیونکہ میں اس وقت کوئی پنشنٹ افورڈ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں!

وہ بے زاری سے کہتے آگے بڑھ گئی۔

اسے کیا ہوا؟ ولدان اسکی پشت کو گھور کر رہ گئی۔

www.urdu novelsmania.com

گھڑی رات کے دس بج رہی تھی جب اسکا فون کی رنگ سے اسکی آنکھیں کھلیں۔ سائیڈ ٹیبل پر ہاتھ مار کر اس نے فون اٹھاتے ہوئے کان سے لگایا۔

ہو ننہہ! کون ہے؟ اسکی خمار آلود آواز کمرے کے درودیوار سے ٹکرانی۔

تمہاری چیمپن شپ جیتنے کی خوشی میں پارٹی رکھی ہے نائٹ کلب میں فوراً سے پہلے پہنچو! وہ جو کوئی بھی تھا اسکی آواز پریشم ناگواری سے سیدھا ہوا۔

دماغ خراب مت کرو اور آرام کرنے دو!

اس نے بے مروتی سے کہتے ہوئے کال کاٹ دی۔ اور پھر سے کشن منہ پر جما کر سوتا بنا۔ مگر وہ بھی ڈھیٹ تھے۔ آخر دوست کس کے تھے۔ پھر سے فون بجنے پر وہ غصے سے کشن پھینک کر اٹھ بیٹھا۔

کیا تکلیف ہے! وہ چھوٹے ہی بولا۔ آنکھیں نیند نہ پوری ہونے کے باعث سرخ پڑ چکی تھی۔ وہ کئی دنوں سے سویا نہیں تھا۔

ٹھیک ہے، آتا ہوں! دوسری طرف کی سن کر اس نے فون بند کر دیا۔ اور فریش ہونے واشروم میں گھسا۔ شاور لینے کے بعد اس نے نیوی بلو شرٹ کے ساتھ بلیک جینیوز زیب تن کی اور آئینے کے سامنے آکھڑا ہوا۔

آنکھ کے قریب نیل کا نشان مند مل ہوا رہا تھا۔ اس نے سرخ لبوں زبان پھیرتے ہوئے انگلیوں سے بال سنوارتے اور چابیاں، فون اٹھاتا ہوا باہر نکل گیا۔

سر سر! شرانے بھاگتی ہوئی اسکے پیچھے آئی۔

اسکے ماتھے پر ناگواری کے کئی بل ابھرے۔ اور ساتھ ہی قدموں کو بریک لگی۔

سر آپ کیا پہنیں گے! ایوارڈ نائٹ پر، کچھ بتائیں میں اس حساب سے،
 دیکھو یہ سر سر کرتے ہوئے میرے سر پر منڈلانا بند کرو تم! بھاڑ میں گئی ایوارڈ نائٹ مجھے
 نہیں جانا! وہ کیلئے تو زنگا ہوں سے گھورتا ہوا بولا۔ چھٹک چھٹک کی آواز سے ساتھ سرخ
 گاڑی کی بتیاں جل پڑی۔ وہ زن سے گاڑی آگے بڑھالے گیا۔ کلب کے سامنے گاڑی
 روک کر اس نے چابی واپس کے طرف اچھالی اور اندر کی جانب قدم بڑھائے۔ وہ یہاں
 کئی عرصے بعد آیا تھا۔ تقریباً مہینوں گزر گئے تھے۔ جب سے ایپرل اسکی زندگی میں آئی تھی
 اس نے کلبنگ اور آؤٹنگ تقریباً ترک کر دی تھی۔ ڈی جے بَلون کے مکسر زسوںگ
 کا میوزک کان کے پردے پھاڑنے کے درپے تھا۔ رنگ برنگی جلتی بجھتی ڈسکولائٹس، فلور
 پر برہنہ لباس میں ناچتی عورتیں، لڑکیاں، لڑکے، بے فکری بے باکی سے دنیا جہاں فکریں
 بھلائے ناچنے تو کوئی عشق لڑانے میں مصروف تھے۔ وہ ناگواری سے ناک بھوں چڑھاتا
 ہوا۔ ان سے دامن بچاتا ہوا کاونٹر پر آکھڑا ہوا۔

Congratulations boss!

بارٹینڈر نے اسے دیکھ کر سلیوٹ بھاڑا۔ اس نے جواباً سر ہلایا اور ڈرنک بنانے کا اشارہ
 کیا۔

لوک ہوز ہیز! لڑکوں کا باقاعدہ ٹولا اسکے سر پر آدھمکا۔ وہ اسکے کالج، تو کوئی اسکول فرینڈ تھے۔ مگر وہ آج جس فرینڈ کو سب سے زیادہ مس کر رہا تھا بد قسمتی سے وہ نہ جانے کہاں تھا؟ نیوز تو دیکھی ہوگی اس نے بھی! کیا ہوتا اگر جھوٹے منہ مبارک باد دے دیتا اسے، آخر کو چھوٹا بھائی تھا وہ اسکا مگر کہاں؟ وہ شاید بھول گیا تھا کہ اسکا کوئی بھائی بھی ہے۔ یشم کا دل یک دم ان رنگینیوں سے دل اچاٹ ہونے لگا۔ وہ بے دلی سب دوستوں کے بغل گیر ہوا جو اسے مبارکباد دے رہے تھے۔

یہ سب کیا ہے؟ وہ نا سمجھی سے کانوں پر سچی شیمپن کی بوتلوں کو دیکھتا ہوا بولا۔
آج پوری رات تمہاری جیت کے جشن ہوگا!

جارڈن شیمپن ڈھکن کھول کر لوگوں پر فوارے برسانے لگا۔ کم آن گائیز! وہ بیزار ہونے لگا۔ اس وقت اکیلا رہنا چاہتا تھا۔ مگر انکے ہوتے ہوئے یہ ناممکنات میں سے تھا۔ اور پھر کئی گھنٹے گزر گئے۔ وہ بے زاری سے اس شور شرابے میں بیٹھا رہا جب اسکی ہمت دینے لگی تو دامن بچا کر باہر نکل آیا۔ رات گئے تک سڑکوں پر بے مقصد گاڑی دوڑاتا رہا۔ اور تھک ہار کر ساحل کے کنارے آ بیٹھا۔ اسکے پاس زندگی کی ہر آسائش تھی۔ عزت، دولت، شہرت، مقام سب تھا۔ بلکہ دوسروں سے زیادہ ہی تھا۔ مگر سکون نہیں تھا

- سچی محبت کرنے والا نہ تھا - سچا خیر خواہ نہ تھا - اسکا بھائی نہ تھا اسکے پاس - وہ بچھر گیا اس سے -

وجہ جو بھی تھی دل کہاں وجوہات کو مانتا ہے - وہ توجہ دانی کے دکھ میں بچپن سے لے کر اب تک جلتا آ رہا تھا - اس نے ہاتھ میں مجود بریسلٹ سے جھولتے 'دل کے ٹکڑے' کو محبت کو چھوا -

یشم اگر تمہارا کنواں بھر گیا ہو تو!

آجا تو یار ہم آلریڈی لیٹ ہیں!

یشم میرا ہاتھ پکڑ لو اس روڈ پر بہت ٹریفک ہے! یشم رکو، تم گر جاؤ گے

یہ آوازیں اسے اپنے آس پاس سے آتی ہوئی سنائی دیں - اسکا دوسرا حصہ اسکے بھائی کے پاس تھا - اسکے اصلی یار کے پاس تھا - یقیناً وہ اسے بھول چکا تھا اتنے سالوں میں اس نے کبھی رابطہ نہیں کیا -

تم جیسا بد قسمت انسان نہیں دنیا میں یشم! ماں، باپ بھائی! ایک مکمل فیملی کے ہوتے ہوئی بھی، ا

دھوری زندگی جی رہا ہے کم بخت! وہ اپنے آپ پر ہنس پڑا - بے بسی سے پتھر اٹھا اٹھا کر پانی میں پھینکنے لگا -

بیش گیس واٹ! خوشی سے کھلا کھلتی کمرے میں داخل ہوئی۔

ٹائم نہیں ہے! نبیشہ نے اسکی آواز سن کر مصروف انداز میں کہا۔ اور بیچ پلٹتی ہوئی کتاب پر جھکی۔

کرو تو سہی! ایمان نے اسکی کتاب جھپٹی۔

کیا بد تمیزی ہے واپس کرو! وہ جھنجھلائی۔

پتا ہے، وہ ٹیبل پر ہاتھ رکھتی ہوئی اسکی طرف جھکی۔ یونیورسٹی ہمیں دو دن کے ٹور پروینس

لے جا رہی ہے! وہ مسکراتی آنکھوں سے کہتی ہوئی۔

خوشی سے اتنی تیز چلائی کہ نبیشہ نے بے اختیار اپنے کانوں پر ہاتھ جمائے۔

پاگل ہو گئی ہو کیا! وہ اسکے سر پر چپٹ لگاتی ہوئی مسکرائی۔

آئی ایم سوپپی نبیشہ! وہ اسکی گلے میں بائیں ڈالتے ہوئے چٹا چٹ اسکا منہ چومنے لگی۔

دور ہو! اور کتاب واپس کرو میری! وہ جھنجھلائی۔ کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے میں زو میں آگئی ہو

کبھی تو انسان کی طرح بی ہو کیا کرو!

ولدان دروازہ بند کرتی ہوئی بولی۔

تم سنوگی تو تم بھی جنگلی ہو جاؤ گی! وہ کھلکھلائی۔
ہیں ایسا کیا ہے؟؟ اس نے ابراواٹھایا۔

ہم وینس جا رہے ہیں ٹورپر! بس پھر کیا تھا وہ جو کچھ دیر پہلے اسے 'بی ہیو' کی تاکید کر رہی تھی۔
نبیشہ کو انہیں 'بی ہیو' یورسیلف کہہ کر یاد دلانا پڑا کہ وہ انسان ہیں جنگلی نہیں۔ ورنہ انکی
چیخوں سے پورا ہاسٹل یہاں جمع ہو جاتا کچھ دیر تک۔

19 قسط |

مہینے ہفتوں اور ہفتے دنوں میں گزرنے لگے۔ وہ شہر کی خاک تک چھان چکا تھا مگر اس لڑکی کا
کچھ پتا نہیں چل پارہا تھا۔ وہ روز کسی انہوں کے احساس سے جلتا کرٹھتا اوپر سے اسکی ماں کا
منگنی کے متعلق دباؤ بڑھتا ہی جا رہا تھا وہ کیا کرتا ایسے میں اسکی سمجھ سے باہر تھا۔
وہ رحمان خاور کی تمام چھوٹی بڑی رہائش گاہوں کا چہ چہ دیکھ آیا تھا مگر کہیں نہیں ملی اسے

زمین کھا گئی اسے یا آسمان نگل گیا

وہ بری طرح ناکام ہوا تھا۔ اسکی ناکامی اسکے کریئر اور میڈلز پر سوالیہ نشان تھی۔ وہ بڑے سے بڑا اور ڈفٹ کیس سولو کرتے دیر نہیں لگاتا تھا۔ مگر محبت کے معاملے میں وہ پیچھے رہ گیا تھا۔ بہت پیچھے۔

آسمانی رنگت کا تاثر دیتی نشیلی آنکھیں، ہلکی ہلکی شیو، سرخ لب، موتی کی طرح چمکتے دانت!! سیاہ تھری پیس میں ملبوس، بالوں کو جیل لگا کر اوپر کی طرف سیٹ کر رکھا تھا۔ وہ ایوارڈ سرمنی پر جانے کے لیے اسکی فرمائش ملک کے مشہور اسٹلسٹ اور آرٹسٹ رابرٹ اسٹون سے تیار ہوا تھا۔

وہ خود ہی خود کو بگاڑے رکھتا تھا زرا اسی توجہ سے سنورنے پر ہی اسکی پرسنالٹی کو چار چاند لگا دیئے تھے۔ شہزادوں سے کہیں شاندار تھا اسکا بیٹا۔! تانیہ نے تفصیلی نگاہ اس پر ڈالتے بلائیں لیں۔

یسوع تمہیں بری نظر سے بچائے! وہ محبت سے گال سے گال مس کرتی ہوئی بولی شکر ہے تم آگئیں تانیہ مجھے،

اگر تم نے اب ایک بار بھی اور میرے منہ کو ہاتھ لگایا تو خدا کی قسم تمہارے ہاتھ توڑ دوں گا میں! وہ اپنی بات ادھوری چھوڑ کر ناگواری سے اپنے سر پر منڈلاتے اسٹائلٹ کو بولا۔ اس بے چارے نے مدد طلب نگاہوں سے تاتیہ کو دیکھا۔

اسے اپنا کام کرنے دو یشم! وہ نرمی سے بولی۔

بس بہت ہو گیا! اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔

تم جانو! وہ اسے جانے کا کہتی ہوئی اس سے مخاطب ہوئی۔

تم اکتا کیوں جاتے ہو اتنی جلدی! دیکھو تو سہی!

چھوٹی سی ایوارڈ سرمنی ہے میری شادی نہیں! وہ بے زارگی سے شیشے میں خود پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔

چھوٹی؟ تمہاری نظر میں چھوٹی ہوگی یشم!

اچھا چلنا ہے یا نہیں! وہ جھنجھلایا۔

تم نے بتایا نہیں میں کیسے لگ رہی ہوں! وہ شوخی سے بولی۔ یشم کرسی پر جھولتا ہوا مڑا۔

ہلکے سے میک اپ کے ساتھ ویوی بال دوسرے کندھے پر سیٹ کیئے! کانوں میں ٹاپس

اور گلے چمکتا ڈائمنڈ کینکس جگمگا رہا تھا، سیاہ سلیولیس میکسی میں اسکے لباس کا آدھے سے

زیادہ حصہ زمین پر پڑا تھا۔

تم جل پری لگ رہی ہو مجھے اس وقت،
ایک حسین جل پری! وہ جوش سے اسکی جانب ہاتھ بڑھاتا ہوا بولا۔
اونہو! وہ مسکراتی ہوئی اسکی توجہ اپنے ڈریس کی جانب دلانے لگی۔
سوری سوری! وہ جھٹ سے بولا۔

چلیں میم! وہ کہنی آگے بڑھاتا ہوا بولا۔ تاتہ کھلکھلا کر ہنستے ہوئے اسکا ہاتھ تھاما۔

نوٹس بورڈ پر ٹور کا نوٹیفیکیشن دیکھ کر ایمان خوشی سے اچھلی۔ ولدان نے کہنی مار کر
گھورتے ہوئے اسے آگے چلنے کا اشارہ کیا۔ کیونکہ وہاں اسٹوڈنٹس بھر مار ہونے والی تھی۔
چونکہ انہیں پہلے ہی خبر مل گئی تھی اسلیئے وہ یہاں صبح سے ہی موجود تھی۔ نوٹیفیکیشن لگائے
جانے کے بعد بقیہ اسٹوڈنٹس بھی نظر مار رہے تھے۔ چونکہ اکثریت یہاں اتالوی اسٹوڈنٹس
کی تھی جنہوں پہلے سے ہی وینس کئی بار دیکھ رکھا تھا۔ سوانکے کے لئے کوئی نئی بات نہیں
تھی۔

کیوں نہ آج شاپنگ پر چلیں! وہ کینٹین کی بڑھتی ہوئی کھلکھلائی۔ ولدان نے اچھتی نگاہ اس پر
ڈالی۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو، وہ سوالیہ گویا ہوئی۔

اتنا کچھ تو ہے تمہارے پاس اب کیا پورا اٹلی خریدو گی! وہ برہمی سے بولی۔

اسی اثنا میں نبیشہ بھی کلاس سے فارغ ہو کر انکے ساتھ آ بیٹھی۔ کیا باتیں ہو رہی ہیں؟؟

وہ باری باری دونوں پر نگاہ ڈالتے ہوئے بولی۔

بی بی شاپنگ پر جانا چاہتی ہیں! ولدان نے لقمہ دیا۔

اتنا کہنا تھا کہ نبیشہ نگاہوں سے ایمان کو گھورنے لگی۔

کیا ہے نا! وہ خفت کا شکار ہوئی۔

تم لوگ تو میرے پیچھے ہی پڑ گئی ہو یار، اچھا بس تھوڑی سی شاپنگ کریں گے! اتنی سی بس!

وہ انگوٹھے اور انگلی کا گول دائرہ بناتے ہوئے منت بھرے انداز میں بولی تو ان دونوں کی

بے اختیار ہنسی چھوٹی۔

ٹھیک ہے! لیکن ابھی کھانا کھا کر آرام کرتے ہیں! شام کو چلیں گے!۔ وہ فوراً سے مان

گئیں۔ ولدان سر ہلاتی ہوئی۔ کھانا لانے کے لیے اٹھی۔

ویسے جانا کب ہے؟ نبیشہ نے سر سر می سا پوچھا۔

کل شام کو! وہ انگلیوں سے بال سنوارتے ہوئے بولی۔

کل شام؟ وہ کچھ پریشان ہوئی۔

ہاں کیوں؟ کوئی مسئلہ ہے! وہ سیدھی ہو بیٹھی۔

بہت امپورٹنٹ کلاس ہے میری یار! وہ پیشانی مسلتی ہوئی بولی۔

ہونہ! وینس سے امپورٹنٹ بھی کچھ ہو سکتا ہے بھلا! ایمان نخوت سے بولی۔

جی ہاں! پڑھائی۔

جس کے لئے ہم یہاں آئے ہیں! نبیشہ نے جیسے اسے یاد دلایا۔

چلو بھی، ایسا موقع بار بار نہیں ملتا! وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارتی ہوئی اسرار کرنے لگی۔

نبیشہ نے نیم رضامندی سے سر ہلایا۔

آچھا سنو! وہ آنکھیں گھماتی ہوئی بولی۔

تمہاری رومی سے بات ہوئی؟ وہ جھجک کر پوچھنے لگی۔ نبیشہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

جیسے ایمان سے اس سوال کی توقع نہیں کر رہی تھی۔

اور پھر مایوسی سے سر نفی میں ہلایا۔
www.urdu novelsmania.com

ک کیا؟ کیا وجہ ہو سکتی ہے؟؟؟ ایمان کو اب سہی معینوں میں پریشانی لاحق ہونے لگی تھی۔

نبیشہ نے لاعلمی سے کندھے اچکائے۔ اسے واقعی کوئی انداز نہیں تھا۔

اسی لمحے ولدان کھانا لے آئی۔ اور وہ خاموشی سے کھانا کھانے لگیں۔

کیا ہوا ایک دم سے خاموشی کیوں چھا گئی؟ ولدان نے حیرانی سے پوچھا۔ کیونکہ وہ انہیں کھلکھلاتا چھوڑ کر گئی تھی۔ مگر؟؟؟

ایسے ہی، ایمان نے لا پرواہی سے کندھے اچکائے۔

رومی کہاں ہو تم؟؟؟

نبیشہ بے دلی سے کھانے میں چھج گھمانے لگی۔۔۔

وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی جب اسے محسوس ہوا کوئی دروازہ سے اندر داخل ہوا ہو جیسے۔ اس نے بمشکل آنکھیں کھولتے ہوئے دیکھا۔ مگر منظر دھندلایا سا تھا۔ شاید اطرہ ہو؟؟؟ اک موہوم سی امید اسکے دل میں جاگی۔ پھر کوئی نفوس کرسی کھیچ کر اسکے سامنے بیٹھ گیا۔ اور پاس پڑاپانی کا جگ اٹھایا اور اسکے سر پر انڈیل دیا۔ وہ ہڑا بڑا کر سیدھی ہوئی۔ یکایک اسکے تاثرات غصے اور نفرت میں تبدیل ہونے لگے۔

تو کیا فیصلہ کیا تم نے؟ تم میری بیڑہاٹ بننا چاہتی ہو یا؟ رحمان نے معنی خمیزی سے جملہ ادھورا اچھوڑا۔

اسکا دماغ تیزی سے چلنے لگا اگر اس خردماغ سے ضد لگاتی تو عمر بھر شاید قید ہی اسکا مقدر بنتی

ٹھیک ہے مجھے منظور ہے! وہ جھٹ سے بولی۔

ہاں؟ کیا کہا؟ پھر سے کہنا زرا! شاید میں نے غلط سنا! وہ بے یقینی سے کان اسکے قریب لے جاتا ہوا بولا۔

مجھے تمہاری شرط منظور ہے! اس نے ناگواری سے رخ پھیرتے ہوئے کہا۔

دیٹس لائیک مائی گرل! وہ اسکا گال زور سے کھیچتا ہوا بولا۔

تو چلو پھر شادی کی تیاریاں شروع کی جائیں، کیونکہ اب مجھ سے اور انتظار نہیں ہوتا! رومیصہ نے نفرت اور غصے اسے گھورا۔

مزے کی بات تو یہ ہے کہ ڈیڈ بھی اس شادی میں شامل ہونگے! اور حیرت کی بات تو یہ کہ انہیں اب تم سے کوئی مسئلہ نہیں! انکا کہنا ہے کہ انکی الیکشن کمپین پر بہت اچھا اثر پڑے گا

جب لوگوں کو پتا چلے گا کہ میں ایک یتیم اور بے آسرا لڑکی کو اپنایا ہے یونو! وہ اسکی طرف جھکتا ہوا خباثت سے مسکرایا۔

وہ شاکی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ کس قدر بے حس لوگ تھے۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے! وہ۔ نفرت سے چیخی۔

جیسے تم کہو! وہ ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

رومیہ بے بسی سے فرار کی راہ تلاش نہ لگی۔ اسکا اب یہاں سے نکلنا بہت ضروری ہو گیا تھا۔ وہ مرنے تو سکتی تھی مگر ان قاتلوں کے بیچ ایک پل بھی اور رہنا اسے گوارہ نہیں تھا کجا کہ شادی۔

کلاس لینے کے بعد اس نے مین روڈ کا رخ کیا۔ دماغ میں پکڑ دھکڑ چل رہی تھی۔ کہیں اسکے ساتھ کچھ ہونہ گیا ہو؟ کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہو! عجیب سے خیالات اسکے دماغ میں آرہے تھے۔

اس نے ٹیلی فون بوتھ کو دیکھ کر لمبی سانس لی اور قدم آگے بڑھاتے ہوئے کریڈل کان سے لگایا۔ اور نمبر ڈائل کرنے لگی۔ کچھ ہی پلوں میں اسے سخت مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ اسکا نمبر ابھی بھی بند جا رہا تھا۔

یا اللہ! کیا کروں میں؟ کیسے پتہ لگائوں! وہ کریڈل بے بسی سے واپس پٹختی شکست خوردہ قدموں سے واپس مڑی۔ وہ بارہا ہسپتال کے کئی چکر لگا چکی تھی۔ تاکہ ڈاکٹر کاظمی کے زیرِ عے سے کچھ چل سکے مگر! وہاں سے بھی اسے مایوسی کا منہ دیکھنا پڑا۔ انہیں سوچوں میں غلطیاں وہ کب ہاسٹل پہنچی اسے خبر نہ ہوئی

- کہاں سے آرہی ہو یار! پتا بھی ہے اگر ہم لیٹ ہو گئے تو ہمیں چھوڑ کر چلیں جائیں گے وہ لوگ! ایمان اپنی ہی جون میں کستی ہوئی اسے پانی کا گلاس تھا کر مڑی۔
اور آئینہ کے سامنے کھڑی اپنا عکس دیکھنے لگی۔

سرخ رنگ کے بزنس سوٹ میں ملبوس، سیاہ گہری آنکھیں، تراشیں ہوئی بھنویں، گلابی گال پر اسکی چمکتی گلابی رنگت، لبوں پر سرخ لپ اسٹک، بالوں کو اسٹریٹ کیلئے کندھے پر کھلا چھوڑ رکھا تھا! وہ بہت حسین لگ رہی تھی۔ نبیشہ نے بے اختیار نظریں ہٹالیں۔ کہیں اسی کی نظر نہ لگ جائے اسے۔

کیا ہوا ایسے ہونکوں کی طرح کیوں بیٹھی ہو، تیار ہو جاؤ ایمان ناک پر آئی ویسے جھاتی ہوئی اسے ڈپٹنے لگی۔

دیکھو اب یہ مت کہنا کہ تم نہیں جا رہی، کم آن یا رہا نے بنانا بند کرو! اسے بری سے شکل بناتے دیکھ کرو فوراً بولی۔
www.urdu novelsmania.com

ولد ان کہاں ہے! اس نے تھکے تھکے انداز میں شوز اتارے ہوئے سرسری سا پوچھا۔
چینج کرنے گئی ہے، تم بھی اٹھو جلدی کرو، ریڈی ہو جاؤ پچھ بجے نکلنا ہے ہمیں! وہ مصروف انداز میں اسے تاکید کرنے لگی۔

نبیشہ نے بے دلی سے شوزوں کو پیر مار کر ایک طرف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ فریش ہونے کے بعد اس نے لیمن کمر کے ٹرؤز اور ہم رنگ لونگ کوٹ کے ساتھ سفید رنگ کی شرٹ پہنی اور بالوں کو کندھوں پر کھلا چھوڑ کر ہیلز پہننے لگی۔ کیا مطلب تم میک اپ نہیں کر رہی؟؟؟

ایمان حیرانگی سے پوچھنے لگی۔

کہہ تو ایسے رہی جیسے تمہیں نہ پتا ہو پہلے سے کہ 'میں میک اپ نہیں کرتی'! نبیشہ نے اسے یاد دلایا۔

ہاں مگر آج تو کر لویا، بہت خوبصورت لگو گی قسم سے! وہ گلو کا ڈھکن کھولتی ملتجی ہوئی۔
نو تھینکس! اس نے ہاتھ سے اسکا پرے دھکیلا اور کوٹ اٹھا کر پہننے لگی۔
مرضی ہے! وہ اپنے میک اپ کو فائنل ٹچ دینے لگی۔

شکر ہے تم بھی آگئی ورنہ ایسا لگتا تھا کہ آج سارا دن تم نے وہیں گزارنا ہے وہ ولدان کو دیکھ تنزیہ گویا ہوئی۔ جو منہ پھاڑے حیرانگی اسے تک رہی تھی۔
کیا؟ ایمان نہ سمجھی سے پوچھنے لگی۔

تم، بہت خوبصورت لگ رہی ہو! وہ بوکھلائی۔

بس بھی کرو تم دونو! وہ اسکی باتوں کا اثر نہ لیتی ہوئی ناک سے مکھی اڑانے کے انداز میں بولی

اب بھلا دوستوں میں کیسی تعریف ہے؟ نا! نہیں، واقعی تم بہت خوبصورت ہو یا! وہ مبہوت انداز سے کہتی ٹاول رکھ کر بال سنوارنے لگی۔ تمہیں آج پتا چلا! ایمان نخوت سے بولی۔

تو وہ بھی اپنی ٹون واپس آنے لگی۔

اب اتنی بھی نہیں! ایمان اسے پلٹتا دیکھ کر ہنس پڑی۔

بس کب آنے گی؟ نبیشہ نے سر سرے سا پوچھا۔

آگئی سمجھو! وہ گھڑی پر نظر ڈالتی ہوئی ضروری سامان بیگ میں رکھنے لگی۔

بس کے ہارن پر وہ تینوں اپنا سامان اٹھاتی باہر نکل گئیں۔

www.urdu novelsmania.com

میلان سے وینس زیادہ دور نہیں تھا انہیں بمشکل آدھا گھنٹا لگا تھا یہاں پہنچنے میں۔

بس جیسے ہی سینٹ لوسیا اسٹیشن سے آگے نکلی۔ اسکے اندر خوشی سے جذبات مچنے لگے۔

کچھ ہی دیر میں بس سے اتر کر انہوں نے میلان کو خیر باد کہا۔ اور واٹر بس میں سوار گئے۔ جبے

یہاں کی زبان میں گنڈولا بھی کہا جاتا تھا۔ جونہی وہ آگے بڑھنے لگے ایک عجیب و غریب شہر نے انکا استقبال کیا۔ یہ شہر سینکڑوں سال سے سمندر پر آباد تھا اور کتنی حیرت کی بات تھی کہ وینس ایک ایسا شہر تھا جس میں سڑکوں کی جگہ نہریں اور گاڑیوں کی جگہ کشتیاں چلتیں تھی۔ کیونکہ یہ سمندری کھاڑی کے نیچوں نیچ موجود تھا۔ اسکے مختلف علاقوں اور حصوں کو پلوں کے ذریعے ایک دوسرے سے منسلک کیا گیا تھا۔ اسی لیے شہر کے مختلف علاقوں میں سفر کے لیے کشتیوں، بوٹس اور واٹر بسز کا استعمال کیا جاتا تھا۔ اس شہر میں سینکڑوں نہریں بہتیں تھی اور سڑکوں کا کوئی وجود ہی نہیں کیونکہ نہریں ہی سڑکوں کا کام کرتیں تھی۔ ایڈریاٹک کی ملکہ، پلوں کا شہر، پانیوں کا شہر، روشنیوں کا شہر، طلسمی جادوئی کئی ناموں سے جانا جانے والا شہر وینس دنیا کے خوبصورت ترین شہروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ جو بھی وینس کا رخ کرتا اسکی خوبصورتی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ اس دیو مالائی شہر کے قدرتی حسن اور انوکھے پن کی ایک دنیا دیوانی تھی۔ وہ تینوں مہوتی سے چار و اور دیکھنے لگی۔ شہر کی تمام عمارتیں، بازار، دفتر، مکانات سمندر میں شایان شان کھڑے تھے۔ شام کے وقت اس خوبصورت شہر میں موجود گرینڈ کنال سے ڈوبتے سورج کا منظر انتہائی دلکش لگ رہا تھا۔

Nekadargüzel

(کس قدر خوبصورت ہے یہ)

ولدان لبوں پر انگلیاں جمائے حیرانی سے کہنے لگی۔ جبکہ نبیشہ اس سے اتفاق کیا۔
واقعی! ایمان کو لگا جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہو۔ سمندر کی ٹھنڈی ہوائیں اسکے بالوں کو
چھو رہی تھی۔ اس نے ہاتھ باہر نکال کر ان مناظر کو محسوس کرنے لگی۔ جیسے وہ واقعی یقین
کر لینا چاہتی ہو کہ یہ کوئی خواب نہیں حقیقت ہو

نبیشہ اسکی حرکت ہر بے اختیار مسکرائی۔ بقیا اسٹوڈنٹس کوئی کیمرے کی آنکھ میں ان
خوبصورت پلوں کو قید کرنے میں مصروف تھا تو کوئی انکو اپنے ہمسفر کے ساتھ یادگار بنانے
میں۔ جبکہ ان سے زرا دور بیٹھے برش کی نگاہ سرخ لباس والی پر ہی جمی ہوئی تھی۔ جسے اس
بات کا احساس تک نہ تھا۔

کچھ ہی دیر میں واٹر بس نے انہیں سان مار کو تک پہنچا دیا۔ سان مار کو اس شہر کا مرکز اور دل
تھا۔ اسٹیشن سے یہاں لوگ واٹر بوٹ میں بھی آتے تھے اور تنگ گلیوں سے گزر بھی۔ ان
گلیوں کے اندر تہہ در تہہ قدیم عمارتیں موجود تھیں۔ جنگلی کئی سو برس کی تاریخ ہے۔ چپے
چپے پر ریسٹورانٹ اور دکانیں تھی۔ دنیا شاید ہی کوئی ایسا بڑا اسٹور ہو جس کی چیزیں یہاں
موجود نہ ہوں۔ یہاں آکر وہ لوگ گویا مبہوت ہو کر رہ گئے۔ اس جگہ کے کروفر اور فن تعمیر
کی مکمل تصویر کشی کرنا ممکن ہی نہیں تھا۔ جو اثاثہ اس شہر کے پاس تھا وہ دنیا میں کسی کے

پاس نہیں۔ وہ دل ہی دل میں اسکی خوبصورتی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ریسٹورانٹ میں بیٹھ کر انہوں نے کھانے کا آرڈر دیا۔ ایمان کرسی چھوڑ کر گلاس وال کے پاس آکھڑی ہوئی۔ وہ جتنی بار دیکھتی اتنی بار ایک نئی سرے دیوانی ہو جاتی۔ کھانا کھانے کے بعد انہوں نے شہر کے مختلف مقامات کا وزٹ کیا۔ اور رات ڈھلے ہوٹل کا رخ کیا۔ جہاں انہیں اسے کمرنا تھا۔ باقی کے اسٹوڈنٹس بھی اسی ہاٹل میں ٹھہرے تو کوئی سرے سے ہی غائب تھے۔ جبکہ ہیڈ کے مطابق وہ جہاں مرضی جاتیں مگر دو دن بعد انہیں ٹھیک سان مارکو کے اسٹیشن پہنچا تھا جہاں سے وہ اکٹھے واپسی کا راستہ طے کرتے۔ ہوٹل کا کمرہ کافی مہنگا تھا انہوں نے مینج کر لیا تھا۔ برش سمیت وہ چاروں ایک ہی روم میں ٹھہرے تھے۔

نبیشہ تھک چکی تھی سو وہ سونے کے لیے لیٹ گئی۔ ولدان بھی اسکی تاکید میں اٹھی اور کمرے کا رخ کرنے لگی۔ جبکہ 'کپلز' ہوٹل کے حال میں گٹار اور پیانو بجا کر انکی شام کو یادگار اور رنگین بنانے کی سر توڑ محنت کر رہے تھے۔ ایمان اپنے گرد مٹھل کا شال نما اسکارف لپیٹی ہوئی۔ انکے بیچ سے اٹھی۔ اور ہوٹل سے باہر نکل گئی۔ داخلی دروازے کے آگے ایک لمبا سا روڈ نمائل بنا ہوا تھا۔ وہ تقریباً کنارے پر آکھڑی ہوئی۔ اور پلکیں گرا لے پانی کے شور کو محسوس کرنے لگی۔ بخ ٹھنڈی ہوا خون جمانے کے در پہ تھی۔ اسکے باوجود اسے یہاں عجب سا سکون محسوس ہونے لگا۔

یہاں کیا کر رہی ہو اس وقت لڑکی؟؟ مردانہ آواز پر وہ گھبرا کر پلٹی۔
 تم؟؟ ڈرا ہی دیا تھا! برش کو دیکھ کو اس نے برہمی کہا۔ تم بھی ڈرتی ہو! اس نے مسکراتے
 ہوئے اسے چھیڑا۔

ہاں تو؟ میں انسان نہیں ہوں کیا! اس نے برا مانا
 - ہاں بالکل ہو! مگر الگ قسم کی! وہ جھٹ سے بولا۔
 کیا مطلب الگ قسم کی؟ اس نے بھنویں اچکائیں۔
 خیر چھوڑو! یہ بتاؤ کہ تمہارا مشن کہاں تک پہنچا؟
 وہ شوخی سے بولا۔

کونسا مشن؟ وہ پوچھنے لگی۔

مجھے زچ کرنے کا مشن! وہ اسکی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔ پل بھر کونگا ہیں ملیں اور ایمان
 نے رخ پھیر لیا۔
 www.urdu novelsmania.com

امی ایسا تو کچھ نہیں ہے! وہ گڑبڑائی۔

اچھا! وہ کہتے زرا نزدیک ہوا۔

ہاہاں بالکل! اس نے بلاوجہ بال کان کے پیچھے اڑے۔

برش اسکے روشن چہرے کی جانب دیکھنے لگا۔

ایمان بے اختیار دو قدم پیچھے ہوئی۔

اونہہ! گرم مت جانا! وہ آہستگی سے بولا۔

ک کیا مطلب؟ وہ گھبرا گئی۔

مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے ایک قدم بھی اور پیچھے کی جانب بڑھایا تو تم پانی میں بھی گر سکتی ہو!

وہ اسکے کان کے قریب سرگوشی کرنے لگا۔

ایمان کرنٹ کھا کر اچھلی۔ اور کنارے سے دس قدم دور ہوئی۔ برش بے اختیار ہنسا۔ وہ خفت کا شکار ہوئی۔ اور بھاگتے ہوئے ہوٹل کی جانب چلی گئی۔

ڈرپوک کہیں کی! وہ ایک بار پھر سے ہنسنے لگا۔

www.urdu novelsmania.com

20 قسط |

وینس میں انہیں دو دن کیسے گزرے پتا ہی چلا اگلے دن وہ لوگ سینٹ لوسیا اسٹیشن پر موجود تھے۔ یہاں سے انہیں واپس یونیورسٹی جانا تھا مگر ایمان مصر تھی کہ آجکا دن تو ویسے ہی ضیاع ہو چکا ہے دن کے دس بج رہے تھے

کیوں نہ میلان گھوم لیا جائے۔

مگر نبیشہ مان کے نہیں دے رہی تھی۔

جبکہ ولدان نیم رضا مند تھی اسکی بات سے اور برش خاموشی کی چادر اوڑھے ایک طرف بیٹھا تھا۔

مان جانو نایار! کل پکا واپس چلیں جائیں گے ایسے موقعے بار بار تھوڑی نہ ملتے ہیں! وہ اسکی کلائی تھامے بچوں کی طرح ضد کرنے لگی۔

نبیشہ نے اسے گھوری سے نواز کر رخ موڑ لیا۔

ہاں مان گئی؟؟ وہ خوشی سے کھلکھلائی۔

جی نہیں! نبیشہ تنک کر بولی۔

بس بھی کرو! وہ برہمی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

ٹھیک ہے، مگر صرف آج کی رات! اسے ماننا ہی پڑا۔ تھینک ہو سوچ! اس نے آس

پاس کی پرواہ کیے چٹا چٹ اسکا منہ چوما!

اونہو! نبیشہ نے اسے پرے دھکیلتے ہوئے گھورا تو وہ دانت دکھا کر مسکراتی ہوئی۔ اپنی جگہ پر جا بیٹھی۔

اور کتنا ویٹ کرنا پڑے گا بھائی! ولدان اکتائی۔

وہ اس وقت ٹور بس کا ویٹ کر رہے تھے۔ اپنی تمام تر پونجھی وہ وینس میں ہی خرچ کر آئے تھے۔ ورنہ ٹرام میں چلے جاتے۔ پورا اٹلی بھی اگر کچھ نہ کرتا تو اکیلا وینس شہر ہی کافی انہیں پالنے کے لیے وہ اس قدر مہنگا شہر تھا۔

Bilmiyorumkizi

(پتا نہیں لڑکی)

اس نے لاعلمی سے کندھے اچکائے۔ وہ کئی بار اٹلی کی سیر آچکا تھا مگر صرف کچھ دنوں کے لیے۔ اسلئے وہ شہروں کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا تھا۔ یہاں کے لوگ کافی اکھڑ مزاج کے تھے اس نے نوٹ کیا تھا ایک سے زیادہ بار کچھ پوچھ لو تو انکی بد مزاجی باہر آ جاتی تھی۔ کیوں نہ ہم ٹرین سے چلیں! ایمان نے لقمہ دیا۔ جبکہ نبیشہ لا تعلق سی ایک طرف بیٹھی نہ جانے کن سوچوں میں مگن تھی۔ برش نے کندھے اچکائے جیسے کہہ رہا ہو مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔ تو چلو، ٹکٹس لے لیتے ہیں! وہ اپنا بیگ اچکتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ اس وقت سول اسٹریٹس پر موجود تھے۔ سامنے آفس موجود تھا۔ ٹکٹ کیپر انہیں دیکھ کر آفس سے باہر نکل آیا اور بیچ و بیچ رکھی چیر پر بیٹھے اطمینان سے سگریٹ سلگانے لگا۔

اس نے حیرت سے مڑ کر برش کو دیکھا اور برش نے اجتناب برتتے ہوئے یہاں وہاں - وہ سمجھ چکا تھا -

جسکا مطلب تھا آفس اب بند ہے -

کیا مطلب ہے اسکا ہاں؟؟ ہمیں ٹکٹس چاہیے ٹرین کی! کاؤنٹر کلرک اسکی باتوں کا اثر نہ لیتے ہوئے آفس کے دروازے کے قریب جھولتے *CLOSED کے ٹیگ کی جانب انکی توجہ دلائی -

وہ حیرانگی سے کبھی اس شخص کو تو کبھی ٹیگ کو دیکھتی -

کیا بیہودگی ہے یہ؟؟ وہ مجھے سے اکھڑی -

میں کچھ نہیں کر سکتا! کسی کو شکایت کرنی ہے تو کرو! وہ شخص اسکی زبان نہ سمجھتے ہوئے اندزاً بولا اور سگریٹ کے دھوئیں ہوا میں اڑاتا مدہوش نظر آنے لگا -

یو نو واٹ! ہمارے لوگ تمہاری شان میں کچھ زیادہ ہی قصیدے لکھ لکھ دیتے ہیں! اب دیکھنا میں تمہارا کیا حشر کرتی ہوں! وہ کاؤنٹر چھوڑتی غصے سے اس شخص کی جانب بڑھی - یہ کیا کر رہی ہو تم؟ برش نے اسے ہاتھ سے روکا -

تم ہٹو زرا اسکی تو میں خبر لیتی ہوں یہ کیا بات ہوئی آخر! وہ چلائی - اور خونخوار بلی کی طرح اس پر جھپٹ پڑی -

برش زبردستی اسے دبوچتے ہوئے دور لے جانے لگا۔

مگر وہ ایمان ہی کیا جو اتنی آسانی سے جانے دے؟

پھوڑو مجھے! برش میں آج اسکا منہ توڑ دوں گی! وہ اسکی گرفت میں مچلتی اچھل اچھل کر اس شخص کو دھکیاں دیتی ہوئی چلائی۔ لیکن اس مرد ناجار پر رتی برابر اثر نہ ہوا۔ ولدان اسے الجھتا دیکھ کر اسکی طرف بھاگی۔ جبکہ نبیشہ خاموشی سے لب دبائے یہ تماشہ دیکھنے لگی۔

Durdurdur! Neyapiyorsunkizzii!

(رکور کو کیا کر رہی ہو لڑکی!)

ولدان بوکھلائی۔

جہنم میں جاؤ تم! جاہل بد تمیز انسان!

پھوڑو، پھوڑو مجھے

وہ اس شخص کو انگلی دکھاتے ہوئے بولی۔ اور ساتھ ساتھ پیر مارتے ہوئے برش کی کانوں میں چیخی۔

Tamamcanim! Sakinol

(Allrightdear,calmdown)!

ولدان اسے کھینچتے ہوئے لے جانے لگی۔

Yaneysakinolvildan!Ney?????

(Calmdownforwhat???)

وہ اٹا اسی پر برس پڑی۔ جو برش کورتی برابر پسند نہ آتی۔

YETER!

(enough)

وہ تنہی نگاہوں سے اسے گھورتا ہوا بولا۔ اسی لمحے انکے قریب سیاہ رنگ کی کئی گاڑیاں آگے پیچھے آرکی۔

وہ تینوں چونک کر مڑے۔ جبکہ نبیشہ بھی بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ سوڈ بوٹڈ گارڈز تیزی سے باہر نکلتے اپنے مالک کی گاڑی کا دروازہ کھولے اسکے باہر آنے کا انتظار کرنے لگے۔

اس نے نوٹ کیا تھا۔ کچھ تو تھا جو غیر معمولی تھا یہاں! لوگ انہیں دیکھ کر یہاں وہاں کھسکنے لگے۔ جیسے انہیں پہچانتے ہوں۔ اور وہ کلرک جو اپنی جگہ سے ہلاتک نہ تھا۔ فوراً سے پہلے

کرسی اٹھائے اندر بھاگا۔ نبیشہ کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑنے لگے۔ برش نے بے اختیار ان دونوں کی تھام کر ایک طرف کیا۔

ایمان نا سمجھی سے اسے اور پھر ان گاڑیوں کی طرف جھانکنے لگی۔ مروں رنگ کے تھری پیس میں کوئی شخص باہر نکلا اور تیزی سے کوٹ کے بٹن بند کرتا ہوا اس بڑی سی عمارت کے جانب بڑھا۔ چونکہ اس کا رخ دوسری طرف تھا اس لیے وہ اس کا منہ نہیں دیکھ پائی مگر وہ 'بیچ' نما تمغہ جو اسکے کوٹ پر چسپاں تھا!

یہ کیا تھا؟؟؟ اسے لگا اس نے وہ نشان پہلے بھی کہیں دیکھا تھا۔ چونکہ وہ لوگ اسٹریٹ کے اس پار کھڑے تھے سو اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ سوائے کالے سوٹوں والوں کے۔

کیا ہوا؟ کون ہیں یہ لوگ؟ وہ برش سے پوچھنے لگی۔

پتا نہیں! چلو ٹیکسی میں چلتے ہیں!

وہ سرے سے جھوٹ بولتا انہیں لیے نبیشہ کی جانب آیا۔ اور ٹیکسی کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے انہیں سوار ہونے کا کہنے لگا۔ آخری نظر مڑ کر ان لوگوں پر ڈالی اور ڈرائیور کے برابر

براجمان ہوا۔ نبیشہ کی نظروں سے یہ منظر چھپا نہ رہ سکا۔ کیا برش انہیں جانتا تھا؟؟؟

وہ لوگ ٹیکسی لینے میلان کی سب سے خوبصورت جگہ ڈائون ٹائون آ گئے۔ میلان کا مرکز، حد درجہ حسین اسکی تاریخ و تہذیب سے لدا پھندا۔ اسکی گلیوں میں گھومتے انہوں نے خوب سیر سپاٹا کیا۔ وہ لوگ چلتے چلتے کھلے گلیرے سے زرا آگے نکلے تو سانس رک گئی۔ اف ایسا خوبصورت منظر، شاندار عمارتوں سے گھرا میدان ایک جانب اونچے سے پیڈسٹل پر کھڑا یورپ کی نشاۃ ثانیہ کا وہی محبوب جینینس لیونارڈو وانچی، اپنی لمبی داڑھی، اور اپنا ہائیڈرو انجینئرنگ ہیٹ پہنے وجود میں اپنے علم کی بے پایاں وسعتوں کو حلم اور عاجزی میں سمیٹے، آنکھیں جھکائے، ہاتھ ناف پر باندھے گویا اس خوبصورت لاسکالا اوپیرا ہاؤس کو تعظیم دیتا ہو۔ کمال کی بات ہی تھی کہ اس نے میلان کے نہری سسٹم کو لاکز Locks کے تحت کیا۔ اس سسٹم نے 1920ء تک بڑی کامیابی سے کام کیا۔ نیچے اسکے چار نوجوان شاگرد مختلف سمتوں میں کھڑے تھے۔ مشتاقان دید کا ایک ہجوم اسکے گرد ڈھیرا ڈالے ہوئے، تصویر کشی اور کہیں ایک دو پوڈیم کے نیچے لکھی گئی تحریروں کو پڑھنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ جب دھوپ زیتونی رنگی ہوتے ہوتے بلند و بالا عمارتوں کے بنیروں پر ٹپکنے لگی تب تک انہوں نے گھومتے گھومتے ڈائون ٹائون کے دائیں بائیں مڑتی گلیوں اور ان کے دہانوں سے پھوٹتے کئی اسکوائرز دیکھ لیے۔ مسرور سے انداز میں اس

نے آنکھیں اٹھا کر نیلے آسمان کو دیکھا تو اس رب کا شکر ادا کیے بغیر نہ رہ سکی۔ زندگی کے خوشگوار ترین لمحات اسکی عنایت میں تھے کہ جب آپ اپنی پسندیدہ جگہ پر ہوں اور سکون و طمانیت موج زن بھی ہوں۔

وہ کافی کا گھونٹ گھونٹ بھرتی۔ سامنے فرش پر کبوتوں کی مست خرامیاں دیکھ رہی تھے۔ انکے رنگ ڈھنگ شام کا حسن بڑھا رہے تھے۔ وہ چلتے پھرتے Vayadante

اسٹریٹ آگئے۔ شام کے ان حسین لمحوں میں وہاں بجٹا اکارڈین کی دھن جب فضاؤں میں گھونجنے لگتی تو لوگ لطف انداز ہوئے بغیر نہ رہتے۔ اسکے ساتھ ساتھ قدیم کرداروں کے کاسٹیوم پہنے پھرتے کردار لوگوں سے ساتھ تصویریں اترواتے سیر کا مزہ دو بالا کر رہے تھے۔ اس نے کافی کا خالی کپ ڈسٹبین کی نظر کیا اور گھوم کر انکے قریب آکھڑی ہوئی۔ جو کپ شپ میں مصروف تھے۔ اسکو رُروشنیوں سے جگمگانے لگے تھے۔ کیونکہ دھوپ اپنا بوریا بستر سمیٹ چکی تھی۔ تو انہوں نے ولدان کی فرمائش پر ریسٹورنٹ پہنچ کر کھانے کا آرڈر دیا۔ ایمان اپنے پیروں کو ہیل سے آزاد کرتے انکا معائنہ کرنے لگی۔ جو مسلسل چلنے کے باعث ایڑھیاں سرخ ہو چکیں تھی۔ مگر جوش ابھی بھی اونچائیوں پر تھا۔ سو اس نے ہیل پھر سے چڑھائی اور واشر روم تلاش کرنے لگی۔ منہ پر پانی کے چھنٹے مارے اور ہیل اتار کر

کرسی پر پیر اوپر کیئے اطمینان سے بیٹھ گئی۔ جیسے اسکی خالہ کا گھر ہو۔ تمام ڈشز نظر انداز کرتے ہوئے اس نے پیزے کا ڈبہ اٹھا کر جھولی میں دھرا۔

برش نے اسے نظروں سے گھورا جیسے کہہ رہا ہو 'بھوکی کہیں کی۔

آہ، آگے کہاں جانے کا ارادہ ہے! وہ بڑا ساناوالہ منہ میں رکھتے ہوئے بمشکل پوچھنے لگی۔ صبر کے ساتھ میری جان، صبر! ولدان نے اسکی کمر سہلاتے ہوئے صبر کی تاکید کی۔ جس پر وہ اسے گھور کر رہ گئی۔

میزیم لیک کیوں نہیں! برش کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ بول پڑی۔ برش کا منہ میں کھانا کا چمچ جاتا رہا۔ تو وہ بھی رک کر اسکا منہ دیکھنے لگی۔

پلیز، میں نے سنا ہے یہاں Pinklake ہے جو بڑا خوبصورت ہے! وہاں چلتے ہیں نا! وہ پرجوش انداز میں بولی۔

نہیں! وہ سپاٹ لہجے میں کہتا ہوا کھانا کھانے لگا۔
اسکا سارا جوش ملیا میٹ ہو گیا۔

وہ برہمی سے اسے دیکھتی جھولی سے ڈبہ اٹھا کر ٹیبل پر رکھنے لکھی۔ برش کے دل میں نہ جانے کیا سمائی۔

وہ بہت دور ہے تب تک تو ہم آدھا میلان گھوم لیں گے، آدھا تو ہم نے دیکھ ہی لیا ہے! اس نے صفائی دی۔

تو آدھا ہم پھر کبھی دیکھ لیں گے نا! پلیز ابھی لیک چلتے ہیں سنا ہے رات کے وقت وہاں پریاں اترتی ہیں!

جھٹ سے پلین حاضر کیا اس نے۔

ہاں تو پریوں کو ہی آنے دو نا چڑیل کا وہاں کیا کام! ولدان کی زبان بے اختیار پھسلی۔ برش کی بے اختیار ہنسی پھوٹی۔ جبکہ نبیشہ نے لب دبائے۔

وہ میرا مطلب تھا کہ! جبکہ ایمان کو اپنی طرف گھورتا پا کر اسے احساس ہوا وہ کیا بول گئی ہے۔

ولدان نے بمشکل نوالہ نگلا۔

میں اچھے سے جانتی ہوں تمہارا مطلب! اس نے ولدان کی کمر پر زور دار دھپ رسید کرتے ہوئے کہا۔

آل رائٹ لیڈیز! آئی ایم ڈن، تم لوگ کھانا کھا لو تو مجھے ایک میسج کر دینا میں یہیں ہوں! وہ نیپکن سے ہاتھ پونچھ کر کرسی دھکیلتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

تو ہم جا رہے ہیں نالیک؟ وہ پرامید نگاہ

#THE_DARK

MISSINGSCENESFROMPREVIOUSEPISODE

آل راسٹ لیڈیز! آئی ایم ڈن، تم لوگ کھانا کھا لو تو مجھے ایک میسج کر دینا میں یہیں ہوں! وہ نینکن سے ہاتھ پونچھ کر کرسی دھکیلتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

تو ہم جا رہے ہیں نالیک؟ وہ پر امید نگاہوں سے اسے دیکھتی بولی۔

اب وہ ناکیسے کر سکتا تھا۔ جیسے تم لوگ چاہو! کہتے ہوئے باہر کی طرف چلا گیا۔

ہُڑرررررے رے رے! اس نے چلاتے ہوئے ہاتھ اوپر کی جانب اٹھائے نعرہ

لگایا۔ آس پاس کے لوگ عجب نگاہوں سے اس دیوانی کو دیکھنے لگے۔ وہ انہیں دانت

دکھاتی فوراً ہاتھ نیچے کرنے لگی۔ پیزا کی طرف متوجہ ہوئی جس میں آخری پیس بچا تھا۔

میرا پیزا کہاں گیا؟ اسے صدمہ ہوا۔

وہیں جہاں اسے ہونا چاہیے تھا! ولد ان نینپکن سے ہاتھ صاف کرتی ہوئی بولی۔

تم نے کھایا نا؟؟ وہ شکی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

ولدان نے فرمانبرداری کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا بس پھر کیا تھا۔
 وہ آگے آگے اور ایمان پیزے کا آخری پس کے نوالے لیتی اسکے پیچھے پیچھے۔
 نبیشہ ارے ارے! کرتی رہ گئی۔ مگر مگر وہ ننگے پیروں سے پورے ہوٹل میں اسکے پیچھے
 دوڑنے لگی جب تک کہ اسے دبوچ نہ لیا۔

It's been a long day without you my friend
 And I'll tell you all about it when I see you again
 We've come a long way
 From where we began
 And I'll tell you all about it when I see you again
 OH, OH, OH, OH, OH, OH

وہ سب یک زبان ہو کر ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے تیز تیز چیختے سمندر کی لہروں پر گھومنے لگے۔
 چھوڑو مجھے میں گر جاؤنگی! نبیشہ ہنستے ہوئے چلائی۔ اوووو اوووو! ایمان سنی ان سنی کرتی
 اسکے کان کے قریب منہ لے جاتے ہوئے چلانے لگی۔

ان سے کچھ دوری پر پڑے ٹیپ ریکارڈ میں 'وز خلیفہ کا سونگ اس بین آلونگ ڈے چل رہا تھا۔ جو اسکے کلاس فیلوز یہاں لائے تھے۔ نبیشہ ان سے دوری بناتے ہوئے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ وہ ہمیشہ پانی سے گھبراتی تھی۔ مگر آج کا دن انکے لیے بہت اسپیشل اور یادگار تھا۔ وہ ہمیشہ اس دن کو یاد کر کے افسردہ ہونے والی تھی۔ وہ لوگ آج اتنا ہنسے تھے جتنا وہ اپنی پوری زندگی میں نہیں ہنسی تھی۔

یا اللہ! ہماری خوشیوں کو کسی کی نظر نہ لگے! اس نے نظر اٹھا کر کھلکھلاتی ہوئی ایمان کو دیکھتے شدت دل سے دعا کی۔ زندگی سے بھرپور مسکراہٹ تھی اسکے چہرے پر۔ کیا ہوا؟؟؟
برش اپنے بالوں کو ہاتھ سے جھٹکتا ہوا اسکے قریب آکھڑا ہوا۔
تمہیں بھی! وہ حیرانگی اسکے بھگیے کپڑوں کو دیکھ رہی تھی جو ان لوگوں کی شرارت کا شکار ہو کر آ رہا تھا۔

They are insane!

برش نے مسکراتے ہوئے ناک بھوں چڑھاتے ہوئے۔ ان لوگوں کی طرف اشارہ کیا۔
جن میں ولدان اور ایمان بھی تھی۔ جو دیوانوں کی طرح ناچتی گاتی، کبھی کسی کو پانی میں دھکیل دیتی تو کبھی ریت میں ڈبکی دلاتی بلکل پاگل لگ رہی تھیں۔ وہ لوگ اس وقت لیک پر موجود تھے۔ رات کے تقریباً دس بجنے کے قریب تھے۔

آئے تو وہ لوگ اکیلے ہی تھے اتفاق سے انہیں ایمان اور ولدان کے مشترکہ کلاس فیلوز مل گئے۔ جو ابھی تک تماشے لگانے میں پیش پیش تھے۔ وہ دونوں بھی انکی شرارتوں سے بچ نہیں پائے تھے۔ اس نے کیمپ سے لکڑی کی بنی دو چیریں باہر کھینچیں اور ریت پر رکھتے ہوئے بیٹھ گیا۔ نبیشہ بھی اسکے قریب آ بیٹھی۔

کتنی خوبصورت جگہ ہے نا! دل کرتا ہے بس، سب فکروں، غموں، دکھوں کو بھلائے یہاں بسیرا کر لیں! وہ جذب سے غیر مرنی نقطے کو گھورتی ہوئی بولی۔
واقعی! سہی کہا تم نے، یہ جگہ جادوئی ہے انسان کو پنوٹائیز کو لیتی ہے! وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

اچھا، وہ اس طرف کیا ہے؟ وہ پہاڑوں کی اونچی چوٹی پر بنی عمارت سے پھوٹی روشنی کی کرنوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔
برش نے نظر اٹھا جزیرے کی جانب دیکھا۔

وہ آئی لینڈ ہے! طلسمی آئی لینڈ، بہت خوبصورت ہے! اسکی مسکراہٹ سمیٹ۔

چلیں وہاں دیکھنے! اس نے انوکھی خواہش ظاہر کی۔ آہناہ! ہم وہاں نہیں جاسکتے! وہ مایوسی سے کندھے اچکا کر بولا۔

پر کیوں؟ وہ تعجب سے پوچھنے لگی۔

کیونکہ ۔۔۔ وہ گہری سانس لیے کربات ادھوری چھوڑتے ہوئے ناچتے گاتے ان لوگوں کو دیکھنے لگا۔

کیا ہوا؟ نبیشہ نے ایک نظر اسکے تعاقب میں ڈالی اور چونک کر پوچھنے لگی۔
ہم وہاں 'دیکھنے' بھی نہیں جاسکتے کیونکہ وہاں سزیلینس کا قبضہ ہے یعنی وہ اس جزیرے کے مالک ہیں! وہ اسکی طرف جھکتے ہوئے زرا آہستگی سے بولا۔
نبیشہ کے سر پر گویا آسمان آگرا ہو۔

س سز سز یلیں زز! اسکا رنگ فق ہوا۔

برش نے نا سمجھی نے بھنویں سکڑیں۔

سز یلین مافیا! اسکے گلے کی گٹھی ڈوب کر ابھری۔

تمہیں کیسے پتا کہ میں 'مافیا' کی بات کر رہا ہوں؟

وہ قدرے حیرانی سے بولا۔
www.urdu novels mania.com

نبیشہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ وہ لاجواب ہوئی۔ اس کیسے پتا؟

مجھے ۔۔۔ مجھے بھلا کیسے پتا ہوگا! ایسے ہی تکا لگایا

وہ بوکھلائی۔

بالے داوے آج صبح جن سے سامنا ہوا وہ بھی یہی لوگ تھے نا؟؟؟ اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

برش نے ایک نگاہ اس پر ڈالی اور سر اثبات میں ہلایا۔ وہ کچھ تو چھپا رہی تھی۔
نبیشہ کی آنکھوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔

وہ 'ب' پیچ 'جو اس شخص کے پاس تھا! وہ!!؟؟؟

اسکے لفظ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے لگے۔ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی وہ اتنا کس چیز سے خوفزدہ ہے۔

وہ 'بیچ' انکی نشانی ہے، وہ صرف انہی کے لوگوں کے پاس ہوتا ہے یعنی جو انکے لیے خاص ہوں یا جو انکے لیے کام کرتے ہو! برش گہرے سانس اندر کھینچتا ہوا بولا۔

وہ وہاں کیوں آئے تھے؟؟؟ اسکے معصومانہ سوال پر برش بے اختیار مسکرایا۔
یہ پورا شہر کا پھریوں کہو کہ یہ پورا ملک انہی کا ہے،

وہ جب چاہیں جہاں چاہیں آ جاسکتے ہیں!

وہ عام سے انداز میں بولا۔

پھر بھی کوئی ایک مخصوص ٹھکانہ؟

وہ نہ جانے کیا جاننا چاہتی تھی۔

ہاں وہ لوگ روم میں رہتے ہیں! اب کون جانے سچ کیا ہے اور کیا جھوٹ! ایٹ لیسٹ لوگوں سے تو یہی سنا ہے! اس نے بے اختیار نگاہ اٹھا کر اس جزیرے کی جانب دیکھا۔ صد شکروہ میلان میں نہیں تھے۔۔۔ مگر وہ یہاں نہ ہوتے ہوئے بھی ہر جگہ تھے! اور سنو! اس آئی لینڈ کا زکران دونوں سے مت کرنا خوا مخواہ جانے کی ضد کریں گی! جو تقریباً ناممکن ہے! وہ انہیں اپنی طرف آتا دیکھ کر نبیشہ سے بولا۔

Seniyyimmissinabi???

(Areyouokaybro?)

ولدان اسکے چہرے پر چھائی سنجیدگی نوٹ کرتی ہوئی پوچھنے لگی۔

Urdu novels mania

Iyyyimiyyim!

www.urdu novelsmania.com (good,good)

وہ اسکا گال تپتھپاتا ہوا اپنی نشست چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

Neoldu??

(کیا ہوا؟)

ایمان تعجب سے باری باری انکے سنجیدہ چہروں کو دیکھتی ہوئی ولدان سے پوچھنے لگی۔

Bilmiyorum!

(پتا نہیں)

وہ لاعلمی سے کندھے اچکاتی اپنے کپڑوں سے ریت جھٹکنے لگی۔ اچھا نبیشہ تم! ایمان پلیز میں بہت تھک گئی ہوں! وہ ہاتھ اٹھا کر ٹوکتی ہوئی اسکی بات پوری سنے بغیر کیمپ کی جانب بڑھ گئی۔ اسے کیا ہوا؟ ایمان ہاتھ اٹھا کر رہ گئی۔ روم می! رومی! وہ کپکپاتے ہاتھوں سے رومی کا نمبر ڈائل کرنے لگی مگر ناکام رہی۔ کیونکہ اسکا نمبر اب بھی بند جا رہا تھا۔

رومی کہاں ہو تم؟؟؟ یا اللہ رحم کر۔ انکی خوشیوں پر جیسے اوس پڑ گئی تھی اچانک سے۔ اب کون جانتا تھا آگے کیا ہونے والا تھا۔ وہ جتنا ہنسے تھے قسمت انہیں دگنا رلانے والی تھی؛

سریرہ دیکھیں! شان تقریباً بھاگتے ہوئے آفس کا دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوا۔ کیا ہوا اتنے بوکھلائے کیوں ہو! اطہر کرسی دھیکلتا ہوا ٹیبل کے قریب ہوا۔

یہ اسلام آباد کے کسی پرائیویٹ کمپنی کا ریکارڈ ہے، اور کل ہی یہاں سے ہزاروں ویڈنگ کارڈ پرنٹ آؤٹ ہوئے ہیں!! ROMESAWEDSREHMAN کے نام سے!

وہ ایک ہی سانس میں بولا۔

اظہر چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

آ آ ریو شیور؟؟؟ وہ شاکڈرہ گیا۔

یس آ فکورس سر! ہمیں کوئی ایکشن لینا چاہیے سر، آئی ایم ہنڈرڈ پرنسٹ شیور وہ ذبردستی رومیصہ سے شادی کر رہا ہے!

اظہر نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے۔ اسکی آنکھیں جلنے لگیں تھیں۔

یہ شادی کسی قیمت پر نہیں ہونی چاہیے! وہ چیخا۔

شان حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہوا۔ یہ 'وہ' چیف تو نہیں تھے۔ یہ تو کوئی اور ہی تھے۔ اسکے اندر کچھ کھٹکا۔ کہیں وہ رومیصہ کو پسند تو نہیں کرنے لگے؟ مگر ان کی تو انگیمنٹ

ہونے والی تھی!!!

تم یہاں کھڑے کھڑے کیا کر رہے! جاؤ اور لوکیشن پتا کرو! وہ اشتعال انگیزی سے چیخا۔

اسکا ہمیشہ غصے پر کنٹرول رہتا تھا چاہے جیسے بھی حالات ہوں۔ مگر نہ جانے اسے کیا ہوتا

جا رہا تھا۔ رومیصہ کے معاملے میں حد سے زیادہ کانشس ہو رہا تھا۔

وہ اسلام آباد میں ہیں سر! یہ دیکھیں!

شان لیپ ٹاپ لئیے پھر سے حاضر تھا۔

'This marriage is going to be 'official marriage' سر مجھے لگتا

ہے ہمیں پلین کے تحت وہاں جانا چاہیے، چونکہ وہ لوگ آفیشل یہ شادی کر رہے تو وہاں

میڈیا بھی انوالو ہوگا! اگر ہم نے کوئی ایکشن لیا تو یہ اپنے پیروں پر کھڑی مارنے کے

مترادف ہوگا سر! وی نیڈ آپلین!

اطہر پریشانی سے سر ہلاتا کر سی پڑھے گیا۔

میڈنگ اریج کرو! جتنی جلدی ہو سکے! کمشنر صاحب کے علم میں بھی بات ہونا ضروری ہے کہ ہم کیا کرنے جارہے ہیں! وہ ٹیبل سے فون اٹھا کر باہر نکل گیا۔

وہ لوگ اسے بے ہوشی کی حالت میں پرائیویٹ پلین میں ڈال کر لاہور سے اسلام آباد لے آئے تھے اور اس کو علم بھی نہیں ہوا۔ وسیع حال نمالائونج میں ڈیڈ انٹرنگ برنگے عروسی ملبوسات صوفوں پر پھیلانے،

بقیاسامان بھی نمائشی انداز میں پھیلانے

*ہونے والی دلہن کے انتظار میں تھے۔ جو بد نصیب اس سے لاعلم تھی۔

اسکی آنکھ شور کے تحت کھلی۔ اس نے نظر گھما کر کمرے میں ڈالی تو خود کو ایک نئی جگہ پر پایا۔ یہ وہ کمرہ نہیں تھا جہاں وہ کئی وقتوں سے قید تھی۔ اُس کمرے کا توچہ چہ اسے منہ زبانی حفظ ہو چکا تھا۔ وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ اسی لمحے دروازہ کھلا اور رحمان مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

وہ یلکم ٹو آرہا تو س مائی لو! اسکی مسکراہٹ رومیصہ کو نفرت سے رخ موڑنے پر مجبور کر گئی۔ کم آن! تھوک بھی دو غصہ! چلو برانڈل ڈریس کا انتخاب کر لو کل ہماری شادی ہے! وہ اسکے پشت پر بندھے ہاتھ کھولنے لگا۔

وہ تنزیہ انداز میں مسکرائی۔ کیسی شادی کہاں کی شادی؟؟

کوئی ہوشیاری نہیں! وہ اسکے منہ سے کپڑا ہٹاتے ہوئے تنہی انداز میں بولا اور جھک کر پیروں کی گرہیں کھولنے لگا۔ اس نے سوچ لیا تھا چاہے اسے بھاگنے کا بھی موقع ملے یا نہ

ملے۔ مگر وہ شادی تو کسی صورت اس سے نہیں کرے گی! البتہ اگر وہ مر گئی تو انہیں بھی ساتھ لے کر مرے گی! یہ تو طے تھا۔

چلیں! وہ مسکرا کر اسکی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔ اور وہ مسکرا بھی نہ سکی۔ سفید اور گولڈن انٹیریر کے ساتھ وہ حال نماکمرہ نہیں محل لگ رہا تھا۔ ہر طرف چہل قدمی تھی لوگ پھولوں سے صحن سجا رہے تھے۔ اور کچھ لوگ لائونج میں پھیلا وہ پھیلائے کھڑے تھے۔

لال رنگ کے عروسی لباس دیکھ کر اسکا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

اگر کوئی ہوشیاری کی تو سوچ لینا میں تمہارا کیا حشر کرونگا! سنا تم نے؟ وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتا۔ مسکرا کر اسے ڈیزائنر کے حوالے کیئے حال نماکمرے سے نکلتا چلا گیا۔ وہ بے دلی سے ان رنگین جوڑوں کو دیکھتی جا رہی تھی! اسکا دل خون کے آنسو روئے لگا۔ قسمت نے اسے یہ دن بھی دکھانا تھا۔ اسے اندازہ نہیں تھا۔ اور کتنا سستی وہ پل پل مر رہی تھی۔ اس سے تو اچھا ہوتا وہ لوگ اسکی فیملی کے ساتھ ساتھ اسے بھی مار دیتے۔

کیا ہوا میم! آپکو کوئی ڈریس پسند آیا؟ وہ لڑکی گہری نظروں سے اسے دیکھتی پوچھنے لگی۔ تمہارے پاس اسکے علاوہ اور کپڑے ہیں؟ اس نے تیزی سے آنسو پوچھے اور پلٹ کر اسے بولی۔

یس میم وی ہیو آ ہیوج کلکشن! ویٹ آ منٹ!

وہ خوشدلی سے کہتی وہاں سے ہٹ گئی۔ اس نے تیزی سے کپڑے ادھر ادھر کرتے ہوئے موبائل تلاشنا چاہا مگر بے سدھ۔ وہاں ایسا کچھ موجود نہیں تھا۔ سونے پر سہاگا سامنے گلاس وال کے اس پار لوگوں کی چہل پہل تھی۔ اور وہ وحشی وہیں موجود تھا۔ جبکہ نظریں اسی پر جمیں ہوئی تھی۔

ڈیم اٹ! اس نے رخ موڑتے ہوئے نارمل تاثراتوں سے کپڑوں کا جائزہ لینے لگی۔ بظاہر اسکی نگاہیں راہداریوں کی طرف تھی۔ اس محل نما گھر کے راستے بھول بھلیاں سے کم نہیں تھے۔ وہ پچھلے پانچ منٹ سے یہی سمجھ نہیں پائی کہ کونسا راستہ باہر کی جانب جاتا ہے۔ یہ دیکھیں میم! وہ کپڑوں کا ریک دھکیلتی ہوئی اسکے قریب لے آئی۔ رومیصہ زبردستی مسکرائی۔

یہ سارے بہت اچھے ہیں بس جو تمہارا دل چاہے وہی ڈن کرلو!

لیکن میم انکے ساتھ جیولری اور!

ہاں وہ بھی تم دیکھ لینا!

وہ کنی کتراتی تیزی سے کمرے کی جانب بڑھی۔ اور دروازہ سرعت سے بند کیئے سائیڈ ٹیبل کھنکھانے لگی۔ پھر بک ریکس، پھر واشروم، پھر ڈیسنگ روم سب دیکھ لیا۔ مگر اسے کوئی قابل استعمال چیز نہیں ملی۔

یا اللہ، کیا کروں میں، تو ہی میری مدد کر! وہ شکستہ حال سی بیڈ پر گری۔ سامنے ہلتے پردے دیکھ کر وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ اسے لگا شاید وہاں کھڑکی سے باہر نکلنے کا راستہ ہو۔ مگر جو نہی اس نے پردے دائیں بائیں سرکائے وہاں دیوار کی جگہ گلاس وال نسب تھا۔ سامنے وہی چہل قدمی تھی اور وہیں رحمان خاور۔ وہ اسے دیکھ کر زہر خندی سے مسکرایا۔ اس نے نفرت سے پردے دوبارہ گرائے۔ اور بیڈ پر گرتی سسکنے لگی۔

اسکے دباؤ ڈالنے پر بھی اسے اسکے پلین پر کام نہیں کرنے دیا گیا۔ اور فیصلہ سنا کر میڈنگ برخاست کر دی گئی۔ یہ مفروضہ وہ انکی ایلکشن کمپین کی کامیابی سے جاری ہونے کی بنا پر لینے گئے تھے۔ انکے مطابق طاقتور سیاسی شخصیت پر ہاتھ ڈالنا اپنی نوکریوں اور جانوں کو خطروں میں ڈالنے کے مترادف تھا۔ اور پھر ایک لڑکی ہی تو تھی۔ ملک میں نہ جانے کتنی لڑکیاں زبردستی بیاہی جاتی ہیں۔ اب سب کی ذمہ داری ٹھیکہ تو نہیں لے رکھنا!

اسکے اکھٹے کینے گئے ثبوت بھی اکارت گئے۔ وہ زخمی شیر کی طرح اپنے آفس میں چکر لگا رہا تھا۔ وہ ان کے کسی فیصلے کا پابند نہیں تھا۔ اسکے پاس بھی اختیارات تھے۔ پولیس فورس تھی۔ مگر امید کا کوئی سر اس کے ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔

اگر رومیہ نے اسکے ساتھ آنے سے انکار کر دیا تو؟

اگر اس نے کہہ دیا کہ وہ اپنی مرضی سے یہ شادی کر رہی ہے؟

یہ بھی تو ہو سکتا ہے وہ اسے پہچاننے سے بھی انکار کر دے؟؟؟ تو کس بنا پر وہ یہ قدم اٹھا رہا تھا۔ اپنی کئی سالوں سے بنائی گئی عزت، اپنی نوکری دانوں پر لگا رہا تھا۔ سر آپ کیا سوچ رہے ہیں؟ ہم کیا کریں گے؟

شان اسے مضطرب انداز میں ٹہلتا دیکھ کر پوچھنے لگا۔ مجھے خود کچھ سمجھ نہیں آ رہا! وہ تھکے تھکے انداز میں کرسی پر ڈھے گیا۔

سر پلیز! اسے اکیلا مت چھوڑیں، اسکی مدد کریں وہ واقعی بہت بڑی مصیبت میں پھنس گئی ہے!

شان نے استفسار کیا۔

تم کتنے وقت سے جانتے ہو اسے؟ اطہر نے تعجب سے پوچھا۔

زیادہ نہیں بس دو چار مہینوں سے، وہ میری بہت اچھی دوست ہے، اور مجھے پورا یقین ہے اس نے جو مجھے اپنی فیملی کے بارے میں بتایا سب سچ ہے! اگر ہمارے پاس وقت پوتا تو تو میں خود آپ کو تحقیق کے ذریعے یقین دلاتا مگر! پلیز سر! ہمیں اسکی مدد کرنی چاہیے! وہ ملتتی ہوا۔ چاہتا تو اطر بھی یہی تھا۔ مگر وہ کسی فیصلے پر پہنچ نہیں پارہا تھا۔

ٹیم تیار کر لو! اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور تمام سوچوں کو پس پشت ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

لیسس! نشان نے جوش سے مکہ ہوا میں لہرایا اور اسکے لیے دروازہ دھکیلا۔

میلان سے اگلے دن ہی وہ واپس یونیورسٹی آ گئے تھے۔ زندگی اپنی ڈگر پر چلنے لگی۔ وہ معمول کے مطابق یونیورسٹی جاتی اور دوسرے کام انجام دیتیں۔

البتہ نبیشہ کی پریشانی معمول سے بڑھ گئی تھی۔

وہ رومیسہ سے رابطے کے لیے کئی کوششیں کر چکی تھی۔ البتہ اس نے ہاسپٹل کے ذریعے مسز کاظمی کا نمبر بھی حاصل کر لیا تھا مگر اسے کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملا۔ اسے لگا جیسے وہ اس سے کچھ چھپا رہی ہیں۔ مگر پھر اس نے اپنا وہم سمجھ کر ٹال دیا۔

وہ بھلا کیوں کچھ چھپانے لگیں اس سے؟ پریشانی دن بدن بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ انکے مڈر اسٹارٹ ہونے تھے وہ اسکی تیاری میں مصروف تھے۔ پھر اس نے ارادہ باندھ لیا تھا کہ وہ پاکستان ضرور جانے گی رومیصہ سے ملنے۔ مگر قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا!

کون جانتا تھا وہ اس سے پھر کبھی مل پائے گی یا نہیں؟

وہ رات گئے گھر واپس لوٹا۔ چابیاں ڈرار میں پھنکتے ہوئے بیڈ پر تھکے سے انداز میں بیٹھتے ہوئے۔ شوزوں کے لیس کھولنے لگا۔

تمہیں کتنی کالز کی میں نے؟ تم نے میری ایک بھی کال رسیو نہیں کی اطہر! وہ برہمی سے بولیں۔

مام میں بڑی تھا! وہ اکتا گیا۔

بڑی تھا؟ واقعی یا یوں کہو کہ تمہیں اب ماں بری لگنے لگی ہے! وہ انتہائی لہجے میں بولی۔

یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں مام آپ! وہ برہمی سے بولا۔

بلکل ویسی ہی جیسا تم رویہ رکھنے لگے ہو میرے ساتھ! وہ دلبرداشتہ ہوئیں۔

ایسا کچھ نہیں ہے! اس نے نگاہیں چرائیں۔

ہاں انکے فیصلہ سے اسکا دل دکھتا تھا۔ مگر دل ہی تو تھا! وہ تو اسکی جان تھیں اسکی کل کائنات۔

آج سارہ آئی تھی تم سے ملنے، کہہ رہی مل کر رنگ پسند کریں گے! مگر تم نے کال رسیو نہیں کی میری وہ بے چاری ویٹ کر کر کے واپس چلی گئی! وہ افسوس سے سر جھٹکتی اسکے برابر میں ٹک گئیں۔

میں ضروری میٹنگ میں تھا مام! اور اگلے کچھ دنوں تک ایک کیس پر بڑی رہونگا اسکے بعد کچھ سوچیں گے!

اسکے دل پر چھریاں چلانے لگی تھی منگنی کی بات

مگر وہ پی گیا تھا۔ وہ اپنی ماں کا دل نہیں دکھا سکتا تھا۔ اس نے یہ بات کیسے کہی تھی یہ وہی جانتا تھا۔

کھانا کھاؤ گے! وہ اسکے شانے پر محبت سے ہاتھ رکھتی ہوئی پوچھنے لگی۔

نہیں مجھے بھوک نہیں بس فریش ہونے کے بعد آرام کرونگا! بہت تھک گیا ہوں! اس نے نم آنکھیں چھپائیں۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔ کبڈ سے کپڑے نکال کر واشروم میں گھسا۔ وہ جانتی تھیں انکا بیٹا دکھی ہے اس فیصلے سے۔ مگر رومیصہ سے اطہر کا کوئی جوڑ نہیں تھا۔ وہ ایک پڑھالکھا مضبوط فیملی بیک گراؤنڈ سے تعلق رکھنے والا شاندار انسان تھا۔

اور کہاں رومیہ! معمولی سی جرنلسٹ! انکا واقعی کوئی جوڑ نہیں تھا! اور پھر بن ماں باپ کی بچیوں کو سماج اسی طرح کی الزام تراشیوں کے بعد کنارے کر دیا کرتا تھا۔ یہی زمانے کی ریت تھی۔ یہی کڑوا سچ تھا۔

وہ جب سے آئی اسی کمرے میں نظر بند تھی۔ رات کا کھانا بھی اسکے کمرے تک پہنچا دیا گیا تھا۔ سوچ سوچ کر اسکا سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔ اور اعصاب شل ہونے لگے۔ مگر راستہ نہ سمجھائی دے رہا تھا

گھڑی اس وقت صبح کے پانچ بجنے کا سندیسہ دے رہی تھی۔ وہ رات بھر نہیں سوئی تھی۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اسے موت نزدیک آتی دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے سوچ لیا تھا یا تو آریا پار! شادی وہ کسی صورت نہیں کرے گی چاہے اسکی جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ وہ حتمی انداز میں اٹھی اور وضو کرنے کے بعد نماز ادا کی۔ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو آنسو بھل بھل اسکی آنسو سے بہنے لگے۔

کیا تھا اسکے پاس! کچھ بھی تو نہیں، وہ کسکا ساتھ مانگتی، کسکی خیرت، کسکی سلامتی کی دعائیں مانگتی! ہاں؟ پھر اسے یاد آیا اسکی دو بہنیں تھیں بے شک وہ اسے ناراض کر کے گئیں تھیں

مگر اسکے جگر کا ٹکڑا تھی وہ دونوں! اگر مجھے کچھ ہو جائے نا آج تو انہیں کبھی پتا نہ چلنے دینا یا اللہ! میں نہیں چاہتی وہ اس دلدل میں آکر پھنس جائیں! بس انکی حفاظت کرنا وہی میرے لئے سب کچھ ہیں! وہی میری زندگی ہیں! میرے میری ذات بعد میں ہے اور ہمیشہ سے تھی، میں نے انکو اول پر رکھا ہے بس میں اور کچھ نہیں مانگتی تجھ یا رب سوائے انکی خوشیوں کے، انکی جھولی میں ہزاروں خوشیاں ہوں، اس نے ڈھیر ساری دعائیں کیں انکے لئے اور جائے نماز پلیٹ کر ایک طرف رکھ دیا۔

اور سساتے کے لئے لیٹ گئی۔ نیند تو اسے بچپن میں آتی تھی۔ اب تو وہ جب تک سلیپنگ پلزنہ لے لیتی اسے نیند نہیں آتی تھی۔ وہ بے رونق نگاہوں سے چھت کو گھورنے لگی آنسو اسکی گالوں سے پھسلتے اسکے بالوں میں جذب ہونے لگے۔ اس نے دھیرے سے پلکیں میچ لیں۔۔۔۔

www.urdu novels mania.com

میم میم کی آواز پر اس نے کسما کر پلکیں واکیں!

کوئی زور زور سے اسکا کندھا ہلا رہا تھا۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ سرخ لباس اسکے دائیں جانب بیڈ پر پڑا تھا۔ اس نے نگاہ گھماتے اپنے سامنے کھڑی اجنبی لڑکی کو دیکھا۔ آپ یہ

پہن لیں اسکے بعد ہمیں آپکوریڈی بھی کرنا ہے سر نے ہمیں صرف آدھے گھنٹے کا ٹائم دیا ہے! وہ لڑکی اسے ہونکوں کی طرح اپنی طرف دیکھتا پا کر بولی۔

ٹائم، ٹائم کیا ہو رہا ہے! وہ بوکھلائی۔ دن کے دس بج رہے تھے۔ گلاس وال کے پار سورج کی کرنیں اسکے کمرے کو روشن کر رہی تھیں۔

وہ مضطرب سی لب کاٹتی کشمکش کا شکار تھی

کیا کرے؟ کیا نہ کرے؟؟ بھاگنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ راہداری کے ہر کونے پر لمبے ٹرنگے جوان کھڑے تھے۔

میم آپکا ناشتہ! وہ شخص ٹرالی دھکیلتے ہوئے اندر لے آیا۔ اس نے بے زاری سے نظر ناشتے پر ڈالی اور پیشانی مسلتی کمرے میں چکر کاٹنے لگی۔

آپ ناشتہ کر لیں جلدی سے میں تب تک اپنی ہیلپر کو بلالوں پھر آپکا میک اپ اسٹارٹ کریں گے!

وہ لڑکی تاکید کرتی باہر نکل گئی۔

اس شخص نے جلدی سے دروازہ بند کیا اور اسکی جانب مڑا۔ رومیضہ نے نہ سمجھی سے یہ منظر دیکھا

ہے گرل؟؟؟ دیکھو اس بار مت کہنا کہ تم مجھے نہیں جانتی! وہ شوخی سے بولا۔

ہاہ! ث۔۔۔ ثنائ تم؟ خوشی اور غم کے ملے جلے تاثراتوں سے منہ پر ہاتھ رکھے حیرانگی سے بولی۔

اس نے جواباً نکھیں جھپکائیں۔ وہ بے اختیار آنسو بہانے لگی۔ کوئی تو تھا! جسکے لئے وہ معنی رکھتی تھی۔

او کے او کے ! وہ بوکھلایا۔

تم، تم میرے لیے آئے ہو! وہ اسکا ہاتھ تھام کر بے یقینی سے پوچھنے لگی۔
 نہیں تمہاری شادی کرسیاں ٹیبل لگانے آیا ہوں! اس نے براہمانتہ ہوئے کہا تو وہ ہنس
 دی۔

اس بے رونق چہرے پر زندگی سے بھری مسکراہٹ دیکھ کر شان بھی مسکرایا۔

چلو اب جلدی سے میری بات سنو! میرے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے! وہ اسے دروازے سے پرے لے جاتے ہوئے سرگوشیوں میں بولا۔

تم بس عین وقت پر شادی سے انکار کر دینا! اسکے بعد چیف سب سنبھال لیں گے! یاد رہے انہیں بھنک بھی نہیں لگنی چلنا چاہیے کہ ہم نے تمہیں یہ کرنے کو کہا ہے ایسا ظاہر ہو کہ تم سے زبردستی کی جا رہی ہے!

وایسے یہ سچ ہے نا؟ وہ آخری جملہ تمسخرانہ انداز میں بولا۔

ظاہر ہے! وہ جھٹ سے بولی۔

اور یہ چیف بیچ میں کہاں سے آگئے؟ اسے تعجب ہوا۔

وہ کہاں؟ بیچ میں تو تم آئی ہو میڈم کیا ہو رہا یہ سب! وہ شوخی سے کہنی مارتے ہوئے بولا۔

کیا؟ میں سمجھی نہیں؟ اس نے نا سمجھی سے بھنویں سکھیں۔ اس سے پہلے اسے کوئی جواب ملتا دروازہ بجا۔ اور رومیسہ کے قدموں تلے زمین نکل گئی۔ وہ اسے خاموشی رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے دروازے کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔ اور اشارے سے اسے دروازہ

کھولنے کا کہنے لگا۔

اس نے سر ہلاتے ہوئے دروازہ کھولا۔

آپ نے ناشتہ کر لیا! وہ جیولری کے سرخ ڈبے لیے اندر داخل ہوئی اور انہیں لئیے

ڈریسنگ کی جانب بڑھی۔ شان نامحسوس طریقے سے دروازے کی اوٹ سے نکلا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔ تو رومیسہ کی جان میں جان آئی۔

یہ کیا آپ نے تو کچھ کھایا ہی نہیں!

ہاں میں، میں بس کھانے ہی والی تھی! وہ بدحواسی سے بولتی ہوئی جلدی جلدی لقمے لینے لگی

آج بھی خاور حسین کی خاص تاکید پر سکیورٹی اسکے زمرے تھی۔ وہ مرتا کیا نہ کرتا اسے یہ کرنا پڑا۔

اسکی ڈیوٹی تھی یہ البتہ وہ دوسرے لوگوں کی طرح انہیں خوش کرنے کے لیے نہیں بلکہ اپنا فرض سمجھ کر کرتا تھا۔ اور پھر اسے سینئر کے آرڈرز بھی موصول ہوئے تو اسے کرنا پڑا۔ وہ سفید کے اوپر بلٹ پروف جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔ وہ کئی راتوں بے سکونی کا شکار تھا۔ اسکی آنکھیں اس دشمن جاں کو دیکھ کر ترس گئی تھی۔ وہ بھول چکا تھا۔ آج صبح اسکی ماں نے اسے دو دن بعد منعقد کی گئی منگنی کی خبر 'خوش خبری' کے طور پر سنائی تھی۔ جو اسکے دل پر قبر بن کر ٹوٹی تھی۔ مگر اس نے ظاہر نہیں کیا تھا۔ اسکے لیے اس وقت رومیہ سے ضروری کچھ نہیں تھا۔

کیا چیف صاحب؟؟ آج میری شادی ہے اور آپ لگتا ہے خوشی میں تیار ہو کر آنا بھول گئے

وہ اپنی ٹیم کو انسٹرکشنز دے رہا تھا۔ جب شوخ آواز اسکے کانوں سے ٹکرانی رحمان اسے سر تا پا دیکھتا ہوا تمسخرانہ انداز میں بولا۔ - میں یہاں اپنے آفیشل کام سر انجام دینے آیا ہوں! نہ کہ تمہاری سو کالڈ شادی میں شریک ہونے!

وہ سپاٹ لہجے کہتے ہوئے دوبارہ مڑا۔

رحمان ڈھٹائی سے ہنس پڑا۔

چلو پھر، انجوائے کرو! بظاہر وہ اطہر کو سنانے کی خاطر بولا تھا۔

مگر اس نے سنی ان سنی کرتے ہوئے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا۔ وہ حیران تھا۔ اسے

کیسے معلوم؟ یا پھر! ہو سکتا ہے وہ صرف اندازے لگا رہا ہو!

سب اوکے ہے سر میں نے اسے سمجھا دیا ہے!

شنان اسکے بگل میں آکھڑا ہوا۔

آرشیور شنان؟ وہ زیادہ پر امید نہیں تھا۔

شیور سر! دیکھنا آپ وہ ایسی ایکننگ کرے گی، ایسی ایکننگ کرے گی نا آپ دنگ رہ

جانو گے! میں بتا رہا ہوں میری دوست ملٹی ٹیلنڈ ہے آپ خوا مخوا بے چاری پر شک کرتے

www.urdu novelsmania.com

کڑے تاثراتوں سے اطہر کو اپنی طرف دیکھتا پا کر اسکی کیلنچی کی طرح چلتی زبان کو بریک لگی۔

میں معاذ سے رپورٹ لے کر آتا ہوں!

اس نے کھسکنا ضروری سمجھا۔

آئی ہو پ سب پلین کے مطابق ہو! اطہر نے دل سے دعا کی۔ وہ اسے اب اور تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ شاید اسی کو محبت کہتے تھے لوگ۔

ایوارڈ سر منی پہنچتے تک اس کے نفاست سے سیٹ کیے گئے بال ماتھے پر آچکے تھے۔

..... وجہ تھی اسکی بے سکونی وہ اس حلیے حد سے زیادہ بے زار تھا۔..... گاڑی جھٹکے سے رکی۔

اس نے باہر نکل کر ہاتھ بڑھایا۔ وہ اسکا ہاتھ تھا مے باہر نکل آئی۔۔۔۔۔

اسی لمحے کئی اسپورٹ لائنس انکے چہروں کی چمک کو دوبالا کرنے لگیں۔ ششم اندر ہی اندر اپنے فیصلے پر خود کو ستا ہوا۔ بظاہر تاتیہ کا ہاتھ تھا متے ہوئے ان گنت کیمروں کی جانب منہ کیے مسکرایا۔

دوسری جانب لوگ اسے دیکھ کر پاگل ہونے لگے۔ جنکے آگے ایک طرف ریلنگ لگا کر راستہ روکا گیا تھا۔ مگر وہ دیوانے کہا ماننے والے تھے۔ وہ چیخ چیخ کر اسکی توجہ اپنی طرف دلانے لگے۔ چارونا چاراسے جانا پڑا۔ وہ تاتیہ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے آگے بڑھا اور پین تھام کر اپنے سامنے ابھرتے کاغذوں پر سطریں کھینچنے لگا۔۔۔۔۔

اور پھر کئی آوازوں کو ایک مسکرا کر کہے جانے والے 'تھینک یو' سے دباتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

ایسا نہیں تھا کہ اسے اپنے مداحوں کی پرواہ نہیں تھی۔ مگر وہ کبھی کبھی اس 'نیم اور نیم' والی زندگی سے عاجز آ جاتا تھا۔ جہاں جاتا لوگ اسکے پیچھے پیچھے آتے۔ اس نے تقریباً دنیا کا سارا نقشہ کھنگال ڈالا تھا کہیں تو کوئی ایسا ملک ہوگا جہاں لوگ اسے نہ جانتے ہوں! مگر ناممکن۔

یشم؟؟؟؟ تاتیبہ کی آواز پروہ رکا۔

یہ کیا؟ نہیں! پھر سے۔۔۔۔۔

وہ ریڈ کارپٹ پر کھڑی تصویریں بنواتی تاتیبہ کو دیکھ بولا۔ کم آن؟؟ وہ بظاہر مسکراتے ہوئے نظروں گھورتی ہوئی بولی۔۔۔۔۔ تو اسے آنا ہی پڑا۔

وہ ایک منٹ 'کہتے ہوئے انگلیوں سے اسکے بال سنوارنے لگیں۔ مگر کچھ دیوانوں نے کچھا کچھا ان لمحات کو کیمرے کی آنکھ میں قید کر لیا یہ جانے بغیر کہ کسی کے لیے یہ تکلیف کا باعث بھی ہو سکتے ہیں۔۔۔۔۔

یشم اس وقت ناراض بچے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ مگر بظاہر وہ تمام کیمروں کی طرف مسکرا کر دیکھتا۔ باقی آوازوں کو نظر انداز کیئے۔۔۔۔۔

ہاتھ ہلا کر اندر چلا گیا۔ یہ بے نیازی بھی

اسکی ایک 'ادا' تھی۔ جو صرف اسی پر سوٹ کرتی تھی۔ کیونکہ وہ یشم تھا اپنے نام کا ایک نہ اسکے جیسا کوئی تھا نہ وہ کسی کے جیسا تھا۔۔۔
لوگ عیش عیش کراٹھنے لگے۔۔۔۔ جن میں سرفرست ریڈ کارپٹ پر پہلا قدم رکھتی ایپرل اونل بھی تھی۔۔۔

#THE_DARK

22: قسط |

از قلم: اوزائے زبان



SAINTLOSCIASTATION|ITALY

نوجوان افریقی نے اپنے پیچھے آتے لوگوں کو اشارہ کیے وہیں رہنے کا کہا۔۔۔۔

اور اسٹریٹس پر رکھی بیچوں میں سے ایک پر آ بیٹھا جہاں پہلے سے ہی ایک شخص منہ کے آگے اخبار جمائے بیٹھا تھا۔

سنا ہے تم مجھے مارنے والے؟ اس کے بیٹھتے ہی وہ بول پڑا! اور آنکھوں کے سامنے سے اخبار ہٹا کر ایک اچھتی نظر اس پر ڈالی۔
کیا کروں موقع بھی ہے دستور بھی! وہ شخص اخبار کے نیچے سے بندوق اسکی طرف سرکاتا ہوا بولا۔

اچھا! یعنی مجھ سے بھی نمک حرامی اب! بحرام کے لب کا کونا ہلا۔

اب کوئی اتنی رقم دے تو ایمان ڈول ہی جاتا، اسکے لہجے سے لاچ کی بو آ رہی تھی۔۔
کتنے پیسوں سے ڈولنے لگا ہے تمہارا؟؟؟؟

وہ اخبار ٹیبل پر پٹختا کرسی پر پھیلا۔

پچس لاکھ۔۔ اس افریقی شخص نے کہتے رخ موڑ کر اپنے ساتھی کی جانب دیکھا جس نے ہاتھوں کی انگلیوں پر گنتی گنوائی۔

میں تمہیں اسکا ڈبل دونگا تم ایسا کرو ایمان کو مار دو!
اس شخص کے چہرے کی ہوائیاں اڑنے لگیں۔

لیکن میان کیوں تمہارے لیئے کانٹریکٹ فارمان (فرمان) نے دیا ہے! وہ شخص متذبذب کا شکار ہونے لگا۔

کیا فرق پڑتا ہے،

ہے تو ایک ہی پیداوار باپ مرے یا بیٹا! وہ آرام دہ لہجے میں بولا۔

تم مجھے مروائے گے! اسکے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ یمان ایسا خطرناک شیر تھا جس کے منہ میں ہاتھ ڈالنا اپنی موت کو دعوت دینے کے برابر تھا۔ اور اگر بحرام کی بات نہ مانتا تو وہ اسے مار دیتا۔

اگر فرمان کی بات ٹھکراتا تب بھی اسکے ہاتھوں مارا جاتا۔ وہ بری طرح سے پھنس چکا تھا۔ بہرام نے اسکے چہرے پر چھائے مایوسی کے آثار دیکھے اور دلکشی سے مسکرایا۔

بھلا اور کوئی تھا۔ جو اس سے بہتر 'گیم' پلے کر سکتا تھا۔ وہ 'وہی' تھا اپنے نام کا ایک۔۔۔
جہنم میں جاؤ تم جاہل بد تمیز انسان! سحرام چونک کر مڑا اور آواز کے تعاقب میں دیکھنے لگا۔۔۔
وہ کوئی لڑکی تھی سنہری بالوں والی۔۔۔۔۔ بہرام اسکا چہرہ نہ دیکھ پایا۔ نوجوان کی
گرفت میں مچلتی کانوٹر کلرک پر جھپٹنے کو تیار تھی۔ اس نے غیر دلچسپی سے رخ موڑا اور

آنکھوں پر سیاہ چشمے سجاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس شخص کو کشمکش میں مبتلا چھوڑ کر ٹیبل سے اپنی کافی اٹھائی اور دھیمی چال چلتا اسٹریٹ پار کرتے ہوئے مقابل عمارت میں اندر چلا گیا۔

(NOTE: YAPREVIOUSEPIKASEENHAIJODENABHOL

(_GAITHI

کیسی لگ رہی ہے! ان تینوں کی ٹور کے وقت لی گئی تصویر کو پرنٹ آؤٹ کیئے اپنے ٹیبل پر سجایا تھا۔

ہمم، اچھی ہے! ولدان کھانے کا نوالہ لیتی ہوئی بولی۔ پڑھائی میں مصروفیت کے باعث وہ کھانا کئی دنوں سے کمرے میں ہی کھا رہی تھی۔ نبیشہ انہیں کھانا دینے کے بعد لائبریری چلی گئی تھی اور وہ دونوں کتابیں سمیٹ کر سستانے کے لیے تھوڑی دیر لیٹ گئیں۔ ویسے بھی رات کے دو بج رہے تھے دو گھنٹوں بعد انہیں واک پر نکلنا تھا اور پھر وہی روٹین۔

ہے گرلز؟؟؟ یہ انکی کلاس میٹ سلینا کی آواز تھی۔ وہ اندر داخل ہوتی دروازہ بند کرنے لگی۔
 ولدان کا حلق میں جاتا نوالہ اڑکا وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔
 جبکہ ایمان تیزی سے کھڑکی کے باہر جھانکنے لگی۔
 یہ آج چاند کہاں سے نکلا ہے ؟؟؟؟

ان دونوں اپنی جگہ حیران ہونا بنتا تھا۔ یا تو وہ انہیں کمرے میں نظر نہیں آتی یا تو سوتی ہوئی
 پائی جاتی۔ ایسے میں آج کئی مہینوں بعد اسے *ہیلو ہائے* کرنے فرست مل ہی گئی آخر۔
 یہ لو! وہ سرخ لفاظہ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

یہ کیا ہے؟ ولدان چیچ پلیٹ میں رکھتی ہوئی اسکے ہاتھ سے لفافے لیتی ہوئی بولی۔
 پارٹی کے ٹکٹس! وہ پر خوش انداز میں بولی۔

ہیں ہیں؟ کس خوشی میں پارٹی بہن؟

ایمان تیزی سے کرسی پر پیر اوپر کیئے بندر کر طرح براجمان ہوئی۔

اور یہ تم ہمیں کیوں دے رہی ہو! ہم کونسا تمہارے دوست ہیں! وہ ولدان سے لفاظہ
 جھپٹتی ہوئی۔ صاف گوئی سے بولی۔

مرضی ہے تمہاری، میں نے ویسے ہی تمہیں آفر کی تم لوگ میرے روم میٹ ہو آفر آل!
 وہ کندھے اچکا کر لا پر اوہی سے بولی۔

ہم ٹھیک ہے ہم دیکھیں گے! اس نے نخوت سے گردن اکڑا کر کہا۔ تو وہ بھی مسکراتی اپنے بیڈ کی جانب بڑھی۔ تمہیں کیا لگتا ہے! وہ دبی دبی آوازیں ولدان کے کان میں بولی۔ مجھے لگتا ہے کچھ گڑبڑ ہے! وہ اسی کے انداز میں خفیہ لہجے میں بولی۔ ایمان اسکی شرارت جان کر اسکی کمر میں دھپ رسید کرتی ہوئی بولی۔ ہمارے لاسٹ پیروالے دن ہے، چل لیں گے تھوڑی آٹوٹنگ ہو جائے گی! ولدان آخری نوالہ لیتی سرسری سا بولی۔ اور پلیٹ ایک طرف کرتی ہوئی بید کی جانب بڑھی۔ کہاں؟؟ ایمان نے پیچھے سے اسکی شرٹ دبوچی سونے! بہت نیند آرہی ہے قسم سے باقی کام کل کر لیں گے یار! وہ ملتی ہوئی۔ نہیں ابھی کے ابھی ہوگا اسی وقت ہوگا سارا کام! وہ رعب دار آوازیں بولی۔

Lütfenyaaaa!

(پلیززززز!)

www.urdu novelsmania.com

وہ اپنی شرٹ چھڑاتی ہوئی بولی۔

Hayir! Yokkkk

(نہیں، بلکل نہیں)

وہ اسی کے انداز میں کہتی شرٹ سے کھیچ کر اسے کرسی پر دھکیلنے لگی۔ وہ برے برے منہ بناتی ہوئی کتاب کھولنے لگی۔

تم کتنی کیوٹ لگ رہی ہو ایسے! وہ تمسخرانہ انداز میں اسکا گال زور زور سے کھنچنے لگی۔

Birakkkk!

(چھوڑو)

وہ درد سے بلبلائی۔

Askimbenimaskim
(mylove)

وہ محبت سے اسکا سر زور زور سے دائیں بائیں ہلاتی ہوئی بولی۔

ولدان جھکے کھا کر سیدھی ہوئی۔ اسے کمرے میں چیزیں گھومتے ہوئے دکھائی دیں۔

www.urduNovelSMania.com Sendennefretediyorum
(Ihateyou)

وہ برے برے منہ بناتی ناک بھوں چڑھاتی ہوئی بولی۔

Bende!

(میں بھی)

وہ پھر سے زچ کرنے کی خاطر اسکی چوٹی کھینچی ہوئی بولی۔

Buuuurrrriiikkkkk

ولدان حلق کے بل چلائی۔ ایمان بے اختیار اسکے انداز پر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

Saçmalik!

(nonsense)

ولدان کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورتی کتاب پھینک کر بیڈ پر چڑھی۔ ایمان ہنستے ہوئے کتاب کھولنے لگی۔



وہ عروسی لباس میں سیڑھیاں اترتی کسی اپسر اسے کم نہیں لگ رہی تھی۔ اطہر کے سینے میں سانسیں اٹکنے لگیں۔ اس نے ہمیشہ اسے سیاہ لباس میں دیکھا تھا۔ نہ جانے کیوں وہ رنگین لباس نہیں پہنتی تھی۔ مگر آج سرخ جوڑے میں وہ قہر ڈھا رہی تھی۔

رحمان نے اسکی نظروں کے تعقب میں دیکھا۔ اور اسی لمحے اسکے شک کی تصدیق ہو گئی۔ وہ نمبر ڈائل کرتے ہوئے پلین بی ایکٹو کرنے کا کہتے ہوئے فون جیب میں ڈالا۔ ان کے بیچ ضرور کچھ نہ کچھ چل رہا تھا۔ اطہر کی نگاہوں نے اسے سب بتا دیا تھا۔ خوبصورت ہے نا؟ 'میری ہونے والی دلہن' وہ اسکے قریب ہوتا ہوا خباست سے آنکھ دبا کر بولا۔

اطہر نے ضبط سے لب اور آنکھیں ساتھ میچیں۔ اسکا دل چاہا اپنی بندوق میں تمام گولیاں اسکے سینے میں اتار دے۔ قاضی۔۔۔۔۔ میڈیا۔۔۔ خاور حسین سب حال میں موجود تھے۔ اسکا دل چاہا اپنی محبت ان سے چھین کر کہیں دور لے جائے۔ جہاں کوئی دکھ کوئی غم اسکے نزدیک نہ آنے پائے۔ وہ سرخ نگاہوں سے اسے دیکھتی اسکے قریب سے گزر کر سامنے سبے صوفوں پر جا بیٹھی۔ اطہر کا دل بہت زور سے دھڑکا۔ وہ اس سے کچھ ہی قدموں کی دوری پر تھی۔ مگر! ایسا کیوں لگ رہا تھا۔ وہ اس سے ہمیشہ کے لیے دور جانے والی ہے۔ قاضی صاحب نے نکاح پڑھوانا شروع کیا۔ اطہر نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ کام ڈاون چیف! سب کچھ ہمارے مطابق ہوگا! شان اسکی بے چینی نوٹ کرتے ہوئے بولا۔ قاضی صاحب دوسری بار اپنے جملے دہرانے لگے۔ مگر مقابل ہنوز خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اطہر کو تنگے لگنے لگے۔

کیا ہوا اگر اس نے ہاں کر دی تو؟ اسکی محبت پروان چڑھنے سے پہلے زمین بوس ہو جاتی۔
وہ بے تابی سے اسکے جواب کا منتظر تھا۔

نہیں! نہیں! نہیں! وہ لفظ چبا چبا کر بولی۔ آواز قدرے بلند تھی
کیا؟ یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟ رحمان نے بے چینی سے پہلو بدلا۔۔۔ ساتھ ساتھ خاور کے
چہرے کا رنگ بھی اڑ گیا۔

انکے معزز مہمانوں میں سرگوشیاں بلند ہونے لگیں۔

وہیں اطہر کے جلتے سینے پر ٹھنڈی پھوار برسی۔ وہ بے اختیار مسکرایا۔

وہی جو تم نے سنا مجھے یہ نکاح قبول نہیں ہے، سنا آپ نے قاضی صاحب مجھے قبول نہیں
ہے 'وہ ان دونوں کو باور کرواتی بے باکی سے آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی ہوئی
بولی۔۔۔۔۔ بس پھر کیا بندوقیں بلند ہونیں اور اسکے سر پر تنیں۔

آگئی نا تم اپنی اوقات پر مجھے پتا تھا

وہ اسکی کلانی دبوچتا ہوا چیخا۔

کیا بد تمیزی سے چھوڑو مجھے! تم لوگ دیکھ نہیں رہے یہ زبردستی کر رہا ہے میرے ساتھ! وہ
مدد طلب نگاہوں سے لوگوں پر چلائی۔ مگر بے سدھ

شان، معاذ، سمیت اطہر بھی سینے پر ہاتھ باندھے خاموش تماشائی بنا کھڑا تھا۔ اسکے اندر کچھ کھٹکا۔ کہیں یہ سب انکی ملی بھگت تو نہیں؟؟؟ اس نے اطہر پر بھروسہ کر کے غلطی کر دی؟؟؟ شاید!

چھوڑو مجھے! اسکے اب صحیح معنوں میں اوسان خطا ہونے لگے۔
وہ اسے کھینچتے ہوئے قاضی کے پاس لے آیا

پڑھاؤ نکاح جلدی! ورنہ تم بھی اسکے ساتھ ٹپکا دیئے جاؤ گے! وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔
خاور حسین بے چینی پہلو بدلتا ہوا اپنی سپوت کے کرتوت ملاحظہ کر رہا تھا۔ جو اسکا نام ڈبونے کی بھرپور کوشش میں تھا۔ تمام میڈیا اور معززین کے سامنے۔
رومیہ نے متلاشی نگاہوں سے ارد گرد دیکھا۔

بے اختیار اسکی نظر شان پر پڑی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ شاکی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔
www.urdu novelsmania.com

یہ کیسی مسکراہٹ تھی؟؟؟ وہ تو اسکی مدد کرنے آیا تھا پھر؟ کچھ کر کیوں نہیں رہا!

اس کی آخری امید بھی دم توڑ گئی۔ قاضی صاحب خوفزدہ ہو کر اپنے جملے ایک بار پھر سے دہرانے لگے۔ صحن میں ایک طرف ٹیبل پر بوتلوں کے بیچ کئی کانچ کے کلاس رکھے تھے۔
اس نے آنودیکھا نہ تاؤدیکھا اور پوری قوت سے اپنا ہاتھ چھڑا کر اسٹیج سے اتر کر بھاگی اور

گلاس زور سے ٹیبل پر مارتے ہوئے اسکا بقیا حصہ مٹھی میں دبوچ لیا۔ خبردار! اگر تم نے میرے ساتھ زبردستی کی تو! وہ چیخی۔ رحمان کے قدم وہیں بمخند ہوئے۔

یہ کیا کر رہی ہے یہ لڑکی؟ اطہر نے بے یقینی سے شان کو دیکھ کر بولا۔

پتا نہیں سر! وہ خود اپنی جگہ حیران تھا۔ اب تک سب سہی جا رہا تھا۔ مگر یہ ان کے پلین کا حصہ نہیں تھا۔ انہیں لگا رو میصہ ان سے سب اگلو الے گی اور ثبوت کے طور پر وہ اسے ریکارڈ بھی کر رہے تھے۔ مگر ایسے؟

وہ شاید کسی غلط فہمی کا شکار ہو گئی تھی۔

نہیں کبھی نہیں! میں اسے یہ نہیں کرنے دے سکتا

اطہر بوکھلا کر اسکی اور بھاگا۔

چیف ہم۔۔۔۔۔! شان کی بات منہ میں ہی رہ گئی۔ وہ کان میں موجود آلے پر الرٹ رہنے کا سگنل دیتا اسکے پیچھے ہوا۔

www.urdu novels mania.com

تمہارے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کر سکتا اوکے؟ اب اسے پھینک دو! وہ اسکے مینٹل ٹراما کی ساری سچویشن دیکھ چکا۔ اسے سخت گھبراہٹ ہونے لگی تھی اب۔

خبردار، تم بھی میرے پاس مت آؤ دور رہو مجھ سے! وہ روتے روتے چلائی۔

جھوٹے، مکار انسان! تم میری مدد کرنے آئے تھے نا؟

یہ ہے تمہاری مدد! ہاں؟ وہ بری طرح رودی۔

رحمان نے بے یقینی سے اطر کو دیکھا۔

تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ایسا کچھ نہیں جیسا تم سمجھ رہی ہو! وہ ڈھکے چھپے لفظوں میں بولا۔ اسکا دل باہر آنے کو تھا۔

رومیصہ پلیز زرزرز، اسے پھینک دو یہاں کوئی تمہارے ساتھ کچھ نہیں کرے گا میں وعدہ کرتا ہوں تم سے؟؟

پلیز! وہ ملتی ہوا۔ یہ لڑکی اسکی جان لینے درپے تھی۔ تم سب کے سب جھوٹے ہو، سب جھوٹے ہو، کوئی میرے لیے نہیں آیا! اس نے روتے روتے ایک کے بعد ایک کئی لکیریں اپنی کلانی پر کھینچیں۔

اطر شاکی کیفیت میں اسکے ہاتھوں سے ٹپکتے سرخ خون کو دیکھنے لگا۔ ثنان دنگ رہ گیا۔ سب گر بڑا اسکی وجہ سے پیدا ہوئی تھی اسے سخت غصہ آیا خود پر۔۔۔۔۔

خبردار جو اپنی جگہ سے ورنہ جان سے جانو گے! کن پھینک دو! وہ سختی سے بولا۔۔۔۔۔

کیا کیا نہ تھا اسکی آنکھوں میں غم، غصہ، بے بسی، بے یقینی۔ دھیرے دھیرے اسکی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ سیاہی اسکی سماعتوں پر چھانے لگی اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر جا گری۔

نہیں نہیں نہیں۔۔۔ ہسے ہے رومیصہ اٹھو!

اطہر بدحواس سا ہو کر اسکی طرف بھاگا۔

آپکو گرفتار کیا جاتا ہے!

شان نے ہتھ کڑی رحمان کے سامنے لہراتا ہوا بولا۔

کیوں؟؟؟؟ اسکے چہرے کا رنگ اڑا۔

اچھا سوال ہے کیوں؟؟؟ دیکھ نہیں رہے لڑکی نے تمہاری وجہ سے خودکشی کی کوشش کی ہے خیر۔۔۔

جیل میں بیٹھ کر سوچنا تمہارے پاس اب تو وقت ہی وقت ہے! وہ اسکے ہاتھوں میں ہتھ کڑی لگاتا ہوا بولا۔

کھولو ہتھ کڑی کس کی اجازت سے تم نے میرے بیٹے کو ہاتھ لگایا! خاور حسین غصے سے پھبھرا۔

www.urdu novelsmania.com

چیف کی اجازت سے! اور آپ کون ہیں؟ چلیں ہٹیں ہمارے راستے سے اب، کیا انداز تھا۔ لوگ اسکی بہادری پر عیش عیش کراٹھنے لگے۔ وہ اسے معاذ کے حوالے کیئے۔ ایمبولینس کو کال کرنے لگا۔

تم، تمہیں کچھ نہیں ہوگا! ٹھیک ہے؟ رکویہ میں تمہارے ہاتھ پر باندھ دیتا ہوں! وہ تیزی سے اپنا رومال اسکی کلانی پر باندھنے لگا۔ مگر ایک چھوٹا سا رومال کئی خون کی لکیروں کو کور نہیں کر سکتا تھا۔

سر ایبولینس آگئی ہے، چلیں

شان کے کہتے ہی وہ اسے لے کر باہر کی طرف بھاگا۔ غالباً خون کافی بہہ چکا تھا۔ ڈاکٹر اسے ایمرجنسی میں لے گئے۔ اور وہ خالی ہاتھ رہ گیا۔
ڈونٹ وری سب ہمارے کنٹرول!

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ! اس نے اشتعال میں آکر اسکا گریبان دبوچا۔

اگر کوئی اور وقت ہوتا نا شان، تو غالباً میں اب تک تمہاری ہڈیوں کا سرمہ بنا چکا ہوتا! کیا سوچ کر تم نے اسکی زندگی خطرے میں ڈالی؟ وہ چیخا۔

مگر چیف میں نے اسے یہ کرنے کو نہیں کہا تھا! اس نے گھبرا کر صفائی دی۔ اسے بھی انداز نہیں تھا کہ وہ انتہائی حرکت سکتی ہے۔

اگر اسے کچھ ہوانا! تو تم اپنی خیر منالینا!

وہ اسے دور دھکیلتا ہوا بولا۔

س۔ سوری!

دفع ہو جاؤ یہاں سے! وہ غصے سے بے قابو ہونے لگا۔ اسکی پریشانی حد سے سوا تھی۔ وہ کبھی اپنے ورکرز ایسے ٹریٹ نہیں کرتا تھا۔ یہ بات شان بھی جانتا تھا۔ اسے رومیہ سے عجب سی جلن محسوس ہوئی۔ وہ اتنے وقت اسکے لیئے کام کر رہا تھا۔ اطہر سے تعریفیں تو نہیں سمیٹ پایا کیونکہ اسے بہت کم چیزیں پسند آیا کرتی تھی۔ مگر اطہر نے غلطی ہونے کے باوجود ایسا رویے اسکے ساتھ کبھی نہیں اپنایا تھا جیسا کہ آج۔ جبکہ اسکی کوئی غلطی تھی بھی نہیں۔

وہ خاموشی سے باہر نکل گیا۔

ڈاکٹر کے باہر آتے ہی وہ بے تابی سے انکی طرف بڑھا۔

ہمارے لیئے ڈفٹ تھا کیونکہ خون کافی بہہ چکا تھا۔۔۔ اگر وہ بچ جاتی ہیں تو انہیں ریکوری کے لئے وقت لگے گا! مگر ہم زیادہ پر امید نہیں ہیں!

آخری بات پر گویا اسکا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ انشاء اللہ کیوں نہیں! آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں! وہ برہمی سے بولا۔

کیونکہ آپ کی پیشینٹ پہلے سی بہت ویک ہے اوپر سے یہ ایکسیڈنٹ! آئی ہو پشی ول سروائو!

اسکا کندھا تھپتھپا آگے بڑھ گیا۔۔۔ وہ شکستہ حال سانچ پر بیٹھ گیا۔

اسے ہاسپٹل میں ایڈمیٹ ہونے کئی دن ہو چکے تھے۔ وہ وقفے وقفے سے کام چھوڑ کر اسکے پاس چکر لگایا کرتا تھا۔ مسز کاظمی بھی رومیصہ کی پرسنل ڈاکٹر ہونے کے حوالے سے اسکی دیکھ بھال کر رہی تھی۔ اسے یکے تین بعد ہوش آئی تھی۔ ہوش میں آتے ہی اس نے خود کو اسٹریچر پر پایا۔

ٹن ٹن کی آواز کی انکی سر اٹھا کر دیکھا۔ آکسیجن مشین کی آواز تھی۔۔۔ وہ ہاسپٹل کیسے آئی۔؟ سر درد سے بھاری ہو رہا تھا اور کلائی میں درد کی ٹھیس اٹھنے لگیں۔ زمین کے پردوں گزرے دن کا سایہ سا لہرایا تو وہ اسے نے گھبرا کر اٹھنے کی کوشش کی۔ اسے کس نے بچایا؟ کیا وہ پھر سے رحمان کے قبضے میں تھی؟؟؟؟

اررے لیٹی رہو! مسز کاظمی کی آواز پر وہ حیران ہوئی۔ آپ یہاں؟؟؟

جی ہاں میرا تو کام ہی یہی ہے! آپ بتائیے مس آپ کیسے فیل کر رہی ہیں؟ انکے بیگانے انداز پر اسکے دل کو کچھ ہوا۔ اس سے کونسی خطا سرزد ہوئی تھی؟؟؟ جو وہ بھی اجنبیوں جیسے رویے اپنانے لگیں اسکے ساتھ۔ وہ سمجھ نہیں پائی۔

ٹھیک ہوں! وہ آہستگی سے بولی۔

بانے داوے میں اطر کو بتا دیتی ہوں کہ تمہیں ہوش آ گیا ہے! وہ کہتی ہوئی مڑی۔

لیکن انہیں کیوں؟ وہ نا سمجھی سے بولی۔

تم آج اسی کی وجہ سے زندہ ہو میری جان! سو تھینکس ٹو ہم!! وہ سپاٹ لہجے میں کہتی باہر نکل گئیں۔

رومیہ کے گلے میں آنسوؤں کا پھندا سا اٹکا۔ مسز کاظمی کا رویہ نہ جانے کیوں اسے دکھی کر گیا۔ جیسے ہی دروازے سے باہر قدم رکھا اطر کو وہاں کھڑا پایا۔

اور شاید۔۔۔ وہ انکے بیچ ہونے والی گفتگو بھی سن چکا تھا۔ اسکے ہاتھ میں سرخ گلابوں کا بکے دیکھ کر مسز کاظمی کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ وہ خاموشی سے واک آؤٹ کر گئیں۔ اطر سے افسوس سے سر جھٹکتے ہوئے دروازہ کھولا۔ اس نے آہٹ پر پلکیں واکیں تو کسی کو سائیڈ ٹیبل پر پھولوں کا گلہستہ رکھتے ہوئے پایا۔

کیسی ہیں آپ مس رومیہ! وہ نرمی سے گویا ہوا۔

آپ؟ یہاں! وہ حیران رہ گئی۔ اس کرم نوازی پر۔

بلکل! اطر اسکی حیرانمندی نوٹ کرتے ہوئے عام سے لہجے میں بولا۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا! اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر بے سدھ۔

اور مجھے آپ سمجھ نہیں آئیں، مس رومیصہ

کیوں کیا آپ نے ایسا؟؟؟ تھوڑا صبر کر لیتی میں نے مدد کا وعدہ کیا تھا نا؟ اگر کچھ ہو جاتا تو میں! روانی میں کہتے ہوئے اسے احساس نہیں ہوا کہ وہ کیا کہہ گیا۔

اسکے لہجے میں کچھ تھا۔ رومیصہ نے بے اختیار اسکی آنکھوں میں جھانکا۔ وہ ٹھٹھکی۔ کیا وہ اس سے!

نہیں نہیں۔ اس نے اگلے ہی لمحے اپنی دماغی فتور کر مستر د کرتے ہوئے۔ نگاہوں کا رخ پھیر لیا۔

اچھی مدد کی آپ نے! اس نے زخمی ہاتھ کو مٹھی میں لیتے ہوئے شکوہ کیا۔

اچھی! مدد بھی کر دیتا تھوڑا صبر تو کر لیتیں! دراصل آپ کو مجھ پر بھروسہ ہی نہیں تھا! اسکے لبوں سے شکوہ پھسلا۔

کیا رشتہ ہے ہمارے بیچ؟ جو میں آپ پر آنکھیں بند کر کے بھروسہ کر لیتی! اس نے بھنویں سکڑیں۔

جب سے بابا کو کھویا ہے، میں کسی مرد پر بھروسہ نہیں کرتی مسٹر چیف! میں تو خود ایک سبک پرسن ہوں، کہیں بھی چکر اگر گرجاتی ہوں، کبھی بھی مر سکتی ہوں مجھے خود پر بھی بھروسہ نہیں ہے تو آپ پر کیسے بھروسہ کر لیتی! آنسو ٹوٹ کر اسکی گالوں پر بہنے لگے۔

وہ اپنی ذات کی نفی کرتی اسے از حد بری لگی تھی۔ پھر اوپر سے یہ آنسو۔ وہ اپنا غصہ دباتا اٹھا اور جیوں ہاتھ ڈالے کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔

شکریہ آپ نے میری جان بچائی! وہ کئی لمحے جواب نہ پا کر آنسو پونچھتی ہوئی بول پڑی۔ یہ میرا فرض تھا! وہ تنے نقوشوں سے بولا۔ غصہ ابھی بھی کم نہیں ہوا تھا۔

تو وہ صرف اپنا 'فرض' نبھاتا تھا۔ اور اس نے خود سے ہی نہ جانے کیا کیا سوچنے شروع کر دیا۔ وہ خود کو تنکے سے بھی ہلکا محسوس کرنے لگی۔ بے معنی ہونے دکھ شدت سے اس کے دل میں ابھرا۔ وہ خالی خالی نظروں سے اپنی پٹیوں میں جکڑی کلانی کو دیکھنے لگی۔

گیٹ ول سون! وہ سپاٹ لہجے میں کہتا اپنا کوٹ اٹھا کر باہر نکل گیا۔ اطرکارویہ بھی اس کے ساتھ اکھڑا اکھڑا تھا۔ مگر کس بات پر؟ اب تو اسے اس پر کوئی شک بھی نہیں تھا۔ پھر بھی! اس نے افسردگی سے چھت کو گھورا۔ اور آنکھیں موند لیں۔ ایک بار پھر سے اس کی پلکیں بھینکنے لگیں۔

www.urdu novelsmania.com

باس آگئے! گاڑی کے ٹائر چرچراہنے کی آواز پر شراب کی بوتلیں ٹیبل کے نیچے رکھتے ہوئے سب اٹھ کھڑے ہوئے

مارشل نے تیزی سے استقبالیہ انداز میں آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولا۔
کتنی بار کہا ہے یہ انرجی اپنے مالک کے لیے بچا کر رکھو! میرے آگے پیچھے کھومنے کی ضرورت نہیں!

آنکھوں سے سیاہ چشمہ ہٹاتے ہوئے وہ دنیا بھر کی بے زاری چہرے پر سجائے ہوئے تھا۔
- زور سے ہاتھ گاڑی کے دروازے پر مارتے ہوئے خاکی پی کوٹ ہو امیں لہراتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔ مارشل بھی اسکے ہم قدم ہوا۔

سائٹ پر کام کیسا جا رہا ہے؟؟

وہ کرسی سنبھالتے ہوئے بولا

ہم نے نئے لڑکے بھی بھجوائے ہیں وہاں بہت بہترین کام کر رہے ہیں! اگلے دو ہفتوں میں کنسٹرکشن کا کام بھی مکمل ہو جائے گا! مارشل نے تفصیلات بتائیں۔

تم نے پی رکھی ہے مارشل؟؟؟ میان گہری نظروں سے اسکی چال میں لڑکھڑاہٹ چھپ نہ سکی

س س سوری سر! اسکی نظریں بے اختیار جھکیں۔

مسئلہ کیا ہے تیرے ساتھ؟؟ وہ کرسی کی جانب اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ اس سے مسئلے کا حل نکلوانا یہی مسئلے کو جڑ سے اکھاڑ کے پھینک دینا۔ اسکا جھگڑا اسکی بیوی کے ساتھ تھا۔ اب نجانے وہ اسکی بیوی کے سے ساتھ کیا سلوک کرتا۔

ارے بول نا! ڈرتا کیوں ہے وہ

اسکے چہرے کا اڑا بھانپتے ہوئے بولا۔

مارشل بھگی بلی بنا اسکے سامنے ٹک گیا۔

ہاں؟؟؟؟! وہ ٹیبل کے نیچے سے شراب کی بوتل نکال کر اسکے گلاس میں الٹنے لگا۔

بے چارے مارشل کو چارو ناچار بتانا پڑا۔

میری بیوی کسی اور کو پسند کرتی ہے اور وہ چاہتی ہے میں اسے طلاق دے دوں، اسی بات پر آئے روز جھگڑے ہوتے رہتے!

بس بس میں سمجھ گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوکا اور گلاس حلق میں اندھلیتے ہوئے اٹھ کھڑا

مارشل سوالیہ نظروں اسے دیکھنے لگا۔

آج ہو ہی جائے! آریا پار، کہتے ہوئے اس نے ہاتھ آگے بڑھا۔ سر پلیمز میں! مارشل ملتتی

ہوا۔

کہاں ملے گی؟ اسکی ایک گھوری ہی کافی تھی کہ مارشل نے گن نکال کر اسکی ہتھیلی پر دھری

'ہوٹل گارزہ روم نمبر تھری تھارٹی فور!'

وہ بے بسی سے بولا۔

واہ،، سچا عاشق ہو تو تم جیسا مارشل!

سب ٹھکانے معلوم ہیں اپنی بیوی کے

وہ گرفت مضبوط کرتا ہوا۔ گاڑی ریورس کیئے زن سے آگے بڑھا لے گیا۔ اور مارشل نے

سر پکڑ لیا۔ کچھ ہی لمحے بعد 'گارزہ' نامی ہوٹل سامنے کھڑا تھا۔ لفٹ نے اسے تھرڈ فلور تک

پہنچایا۔ اور وہ کمروں کے باہر نمبر پلیٹس پر نظر ڈالتا مطلوبہ کمرے کے سامنے آکھڑا۔ وہ

اپنے ساتھ کوئی نوکیلی چیز نہیں لایا تھا تو سو شرافت کا ثبوت دیتے ہوئے اس نے دروازہ

ناک کیا۔

www.urdu novelsmania.com

اس وقت کون ہے؟ اندر موجود شخص گھبرا یا۔

پتا نہیں جا کر دیکھو تو! عورت سرعت سے بیڈ سے اٹھی اپنے کپڑے تلاش کرنے لگی۔

کون ہے؟؟؟ وہ شخص دروازے کا ہینڈل کھاتا ہونا بولا۔ روم سروس۔۔۔ اس نے

بے زاری سے پیشانی مسلی۔

نہیں چاہیے! اس شخص نے گھبرا کر آدھ کھلا دروازہ بند کرنا چاہا۔ بھلا رات دو بجے کیسی روم سروسز۔

لینی تو پڑے گی سر! کڑے تاثراتوں سے کہتے ہوئے اس نے دروازے میں پیراڑیا۔ اور گن اسکے کنپٹی پر تانی۔
کک کون ہو تم! وہ شخص ہکا بکارہ گیا۔

نن آف یور بزنس! وہ لفظ جباتے ہوئے بولا۔ گن دیکھ کر اس عورت کی چیخیں نکل گئیں۔ ارے بھابھی، صاحبہ اچھا ہوا آپ بھی یہیں مل گئیں! پتا ہے میں آپ ہی کے لئے آیا تھا۔ وہ اس شخص کو پرے دھکیلتا اسکی جانب بڑھا۔

کون ہو تم؟ میں تمہیں نہیں جانتی! وہ گھبرا کر بولی۔ اسکی ضرورت بھی نہیں ہے! چلو میں دو منٹ دیتا ہوں گیٹ ڈریسڈ! ہری اپ! وہ سنجیدگی سے بولا۔

کیا بد تمیزی ہے؟؟؟ یہ میری وائف نے کہا نا وہ تمہیں نہیں جانتی! پھر کیا مسئلہ ہے تمہارا جاؤ یہاں سے! وہ شخص غصے سے بولا۔

اچھا! تم مارشل کے ساتھ ساتھ۔ اسکی بھی بیوی ہو! وہ نظریں اس عورت پر جبکہ گن اس شخص کی جانب پوائنٹ کرتا ہوا بولا۔

کک کون! مارشل!؟؟؟ اسکے پسینے چھوٹنے لگے۔

اب اسکا دماغ گھومنے لگا تھا

تم لوگ وہی ہونا جن کے گناہ 'کبھی کچرے کے ڈھیر تو مردہ خانوں میں ملتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ چبا چبا کر کتا اسکا بازو کھیچتا ہوا کمرے سے باہر لے جانے لگا۔

چھوڑو میری بیوی کو! وہ شخص اس پر جھپٹا۔ اس نے دور ہی سے نشانہ تانا اور اس عورت کو دیکھتے ٹریگر پر انگلی دبائی۔ ٹھاہ کی آواز فضاؤں میں گونجی وہ شخص بے یقینی اسے دیکھتا خون میں لت پت زمین پر جا گرا۔ یہ کیا کیا تم نے؟؟؟ وہ عورت پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ مجھے ایسے لوگ پسند نہیں، کیا کروں!

اس نے بے نیازی سے کندھے اچکائے اور اسکا بازو سے گھسیٹتا ہوا ہوٹل سے باہر لے آیا۔

جاہل وحشی انسان چھوڑو مجھے! آخر ہو کون تم؟؟؟؟ وہ روتی ہوئی چلائی۔

سی پیچانا تم نے 'جاہل وحشی' ہی ہوں میں! وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنا تعارف کروانے لگا۔

اب اپنی زبان پر تالا لگاؤ ورنہ تمہارے عاشق کی تمہیں بھی مارنے میں ایک پل نہیں لگاؤنگا!
وہ قہر ڈھاتی نگاہوں سے دھمکاتے ہوئے بولا۔ اور اسے تقریباً کار کے اندر دھکیلتے
ہوئے دروازہ لاک کیا اور گھوم کر فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھا۔

کچھ ہی لمحوں میں وہ اس عورت کو گھسیٹتے ہوئے واپس فارم ہائوس لے آیا۔ مارشل کا کلیجہ
کٹنے لگا۔ بھلے ہی وہ اچھی بیوی نہ تھی مگر اسکے بچوں کی ماں تو تھی۔

For Jesus sake! Leeeeeaaaavvvaveeee

Leavemyhand!

وہ گڑگڑاتی ہوئی چیخنے لگی۔ مگر اس پتھر دل پر کوئی اثر نہ پڑا۔ ایک جھٹکے سے اسکی بازو
چھوڑتے ہوئے دور خود سے دور دھکیلا وہ عورت مارشل کے قدموں میں جاگرمی۔ مارشل
سرعت سے پیچھے ہوا۔

تم لوگ میری شکل کیا دیکھ رہے ہو کمینو! چلو فاتحہ پڑھو بجا بھی پر شاباش! جلدی وہ ارد گرد
اپنے لوگوں پر حکم جماتا ہوا بولا۔

جو گھبرائے گھبرائے لگ رہے تھی۔ وہ عورتوں کے معاملے میں پہلے ہی 'بے رحم'
مشہور تھا۔ نہ جانے اس بے چاری عورت کے ساتھ وہ کیا کرنے والا تھا۔

پلیز سیو میں مارشل پلیز پلیز! وہ رحم طلب نگاہوں سے مارشل کے سامنے ہاتھ جوڑنے لگی۔ جس نے بے اختیار نگاہیں چرائیں۔ اب مالک کی حکم عدولی کرتا تو ساتھ ساتھ وہ بھی مارا جاتا۔

ہو گیا؟ معافی تلافی؟؟؟؟ فاتحہ؟؟؟؟ وہ کڑے تاثراتوں سے باری ان سب پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔

اوپر والا تمہیں جہنم واصل کرے
وہ نفرت سے پھنکاری۔

تمہیں بھی! وہ جواباً طمینان سے کہتا گن اسکے سینے پر پوائنٹ کیے ٹرگر دبا دیا۔ خون کی بوندوں کی پھوار مارشل کے چہرے پر پڑی۔ اس نے بے بسی پلکیں میچیں۔ وہ خون میں لت پت لہراتی ہوئی زمین پر جاگری۔ اس نے گن مقابل کھڑے شخص کی طرف اچھالی اور رومال سے ہاتھ پونچھتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

آج کے بعد تم جیسے روگی لوگ مجھے نظر نہ آئیں آس پاس، اسکے پیسے نہیں ملتے
تمہیں؟؟؟؟؟

اور تم؟؟؟ اگر چاہو تو اسے ہاسپٹل لے جاسکتے ہو! چوائس از یور آفٹر آل وائف ہے تمہاری! بلا کا اطمینان تھا اسکے لہجے میں۔ وہ اس پر گویا احسان کر کے جیسے آندھی طوفان کی طرح آیا تھا ویسے ہی واپس مڑ گیا۔

مارشل تقریباً بھاگتے ہوئے اپنی بیوی کی جانب بڑھا۔ کرسی؟؟؟ کرسی۔۔۔ آنکھیں کھولو؟؟

وہ بے بسی سے چلایا۔

گاڑی نکالو جلدی! وہ چیختے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا اور اسے اٹھائے گاڑی میں ڈالا اور ہاسپٹل لے جانے لگے۔ وہ ایسا ہی تھا۔ بے باک، بے رحم! اور نڈر تو وہ ہمیشہ سے ہی تھا۔ وہ اپنے آپ میں ایک 'وحشت' تھا۔ جان لینا اور جان دینا اسکے لیے کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ اس دھندے میں اور کیا چاہیے ہوتا ہے؟؟؟ اسکی اسی بے باکی کے چرچے انکے سرکل میں بہت مشہور تھے۔ خاص طور عورتوں کے معاملے میں وہ بہت ظالم تھا۔ اب خدا ہی جانتا تھا یا وہ 'خود'۔۔۔ کہ اسے عورتوں سے کیا خارتھی۔

اسے ہفتے سے زائد دن ہو چکے تھے۔ وہ پہلے سے کافی بہتر تھی۔ وہ بارہا نرس سے جانے کی فریاد کر چکی تھی۔ مگر وہ ہر بار کہتی

'سوری میم جب تک اطہر صاحب نہیں کہتے ہم آپ کو ڈسچارج نہیں کر سکتے' وہ تنگ آ چکی تھی اس ماحول سے! وہ اکتائے ہوئے انداز میں دوبارہ لیٹ گئی۔

ہے بیوٹی؟؟ غالباً یہ شان کی چہکتی آواز تھی۔

مگر اس نے ناراضگی رخ نہ موڑا۔

مجھے پتا ہے تم نہیں سو رہی ہو! کم آن رومی!

وہ کہتے ہوئے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

کیا چاہیے؟ وہ بے رخی سے بولی۔

بس بھی کرو اب تھوک دو غصہ! خدا کی قسم ہمارا مقصد تمہیں پروٹیکٹ کرنا تھا نہ کہ تمہیں

نقصان پہنچانا!

اس نے صفائی پیش کی۔

ہونہ! آخر میں کوئی کچھ نہیں کر پایا اور مجھے خود ہی خود کو پروٹیکٹ کرنا پڑا!

وہ استزائیہ انداز میں کہتی اٹھ بیٹھی۔

ایسا نہیں ہے!

ایسا ہی ہے شان! تم پلیز جاؤ یہاں سے! اس نے آنسو چھپاتے ہوئے رخ موڑ لیا۔
شان نے بے بسی سر جھٹکا۔

یہ میں تمہارے لیے فون لایا تھا! اس میں سم کارڈ بھی ہے! آئی ایم اسٹل پریانگ فوریور
اسپیڈی ریکوری! وہ دوستانہ انداز میں کہتے ہوئے فون اسکی طرف بڑھایا۔

جو اس نے کچھ پس و پشت کے بعد تھام لیا۔
رحمان کا کیا ہوا؟ وہ آہستگی سے بولی۔

وہ جیل میں ہے، اسکا باپ ممکن کوشش کر رہا ہے اسے چھڑانے کی مگر تم اسکی فکرمات
کرو چیف اسے بھی پٹیٹ لیں گے۔ اور پھر دونوں باپ بیٹا تمام عمر چکی پیسیں گے جیل میں
! وہ ناپسندیدگی سے بولا۔

وہ یہ سب کیوں کر رہے ہیں؟ اس نے نہ جانے کیوں پوچھ لیا۔
www.urdu-novels-mania.com

کون؟ چیف؟ ہوو نوز انکے دماغ میں کیا چل رہا ہے! وہ خود ہی اپنے سوال کا جواب دیتا ہوا
بولا۔

خیر آج کل تو انکی منگنی کی خبریں گردش کر رہی ہیں، جلد ہی منگنی کرنے والے ہیں بٹ
ڈونٹ وری تمہارے کیس پر اسکا کوئی اثر نہیں پڑے گا!

وہ تسلی بھرے انداز میں بولا۔

جبکہ رومیسہ کے دل درد سا اٹھا۔ کیوں؟ یہ وہ خود بھی نہیں جانتی۔ اس بیماری نے اسے حد سے زیادہ حساس کر دیا تھا۔ اسلئے جذباتی ہو رہی تھی بات بات پر۔ یہی سوچ کر اس نے اپنے دل کو ڈپٹا۔

شان میں گھر جانا چاہتی ہوں! اسکا دل یک دم ہر چیز سے اچاٹ ہونے لگا۔
حلی جانا کچھ دن اور صبر کر لو! ہمیں تمہارے لیئے سکیورٹی کا انتظام کرنے دو پھر آرام سے تم جہاں چاہے آ جا سکتی ہو! چیف آ جکل بڑی ہیں تو مجھ پر تھوڑا برڈن ہے تھوڑا رحم کھاؤ اپنے دوست پر!

وہ آخری جملے پر مسکرا دیا۔ اور وہ مسکرا بھی نہ سکی۔ پلیز! اس سے زیادہ اور کیا سکتا ہے مجھے! وہ رو دینے کو تھی۔

اچھا ٹھیک ہے میں کچھ کرتا ہوں! وہ اسے جذباتی ہوتے دیکھ کر فوراً بولا۔
تھینک یو! اس نے آہستگی سے کہا۔

اوکے! مجھے اب جانا ہوگا میں کل آؤنگا چیف کے آرڈرز بھی ضروری ہیں میں اپنی طرف سے پوری کوشش کرونگا کہ تمہیں گھر شفٹ کیا جائے مگر آخری فیصلہ انہی کا ہوگا! کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ 'تمہارے' چیف ہیں میرے نہیں، میں انکے حکم کی غلام نہیں ہوں! اسکے لہجے میں غصہ اُٹ آیا۔

وہ تمہارا کیس ہینڈل کر رہے ہیں رومی! تمہیں انکے ساتھ کوپریٹ کرنا چاہیے اور تم ہو کہ۔۔۔

وہ اسکے انتہائی رویے کی وجہ نہیں سمجھ پا رہا تھا۔ مجھے کسی بھی حال میں گھر جانا ہے بس! وہ خود بھی اپنی کیفیات سمجھنے سے قاصر تھی۔

فائن؛ وہ ہار مانتے ہوئے بولا۔

آرام کرو اور زیادہ اسٹریس مت لو! وہ اسکتی سرپرہلکا سا تھپتھپاتا ہوا باہر نکل گیا۔ رومی نے بیڈ پر چت لیٹے آنکھیں موند لیں۔۔۔ یہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا تھا؟

novels mania
www.urdu novels mania.com

#THE_DARK

23: قسط |

از قلم: اوزائے زبان

فارگاڈسک مام میں کہیں بھاگا تو نہیں جا رہا! آپ کو کس بات کی جلدی ہے! وہ سخت بیزار ہونے لگا اس روز روز کے 'انگچمنٹ نامے' سے۔

تمہاری انگچمنٹ دودن بعد ہوگی اینڈ ویٹس فائنل! وہ حتمی انداز میں بولی۔
اٹھرنے نفی سے سر جھٹکا۔

بھول گئے تم نے مجھے کیا کہا رومیصہ مل جائے تو تم انگچمنٹ کر لو گے! اب تم مکر رہے ہو اپنی کمٹمنٹ سے! یا پھر یوں کہوں کہ وہ لڑکی تمہیں یہ کرنے پر مجبور کر رہی ہے! وہ بغیر سوچے سمجھے نہ جانے کیا بول رہی تھی انہیں خود بھی معلوم نہیں تھا۔

مجھ زیادہ آپ اسے جانتی ہیں ماما پھر بھی آپ ایسی باتیں کر رہی ہیں اسکے بارے میں! اٹھرنے شاکڈ رہ گیا۔

انسان کو بدلتے دیر نہیں لگتی اٹھرنے! وہ جھٹ سے بولی۔ میری ایک بات کان کھول کر سن لو اٹھرنے... شادی تمہاری میری مرضی سے ہی ہوگی! جتنی جلدی ہو سکے اس لڑکی سے جان چھڑالو، ورنہ یہ نہ ہو تمہیں سیدھا شادی کرنا پڑ جائے، وہ دھمکی آمیز لہجے میں کہتی یہ جاوہ جا۔

اطہر کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔ یہ اسکی ماں تھی؟ یا کوئی اور۔ اسکی آنکھیں شدت ضبط سے سرخ پڑنے لگیں۔ وہ شرٹ سمیت شاور کے نیچے جا کھڑا ہوا۔ ایک طرف اسکی محبت تھی ایک طرف اسکی ماں۔ ظاہر سی بات تھی ماں کا پلڑا بھاری تھا۔ کل کی آئی لڑکی کی مجال کہ اسکی اور اسکے ماں کے بیچ آئے۔ مگر یہ دل کم بخت کسی طور ماننے کو تیار نہیں تھا۔ ہر لمحے ہر گھڑی جب جب اسے دیکھتا اسکا دل بغاوت پے اتر آتا۔

اس نے ہاتھ مارتے ہوئے شاور بند کیا اور شرٹ چیلنج کرنے کے بعد باہر آ گیا۔ فون کی بیل پر اس نے ٹاول بیڈ پر پھینکا اور رسیو کرتے کان سے لگایا۔

ہاں بولو نشان!۔۔۔ دوسری طرف وہ اسے رومیسہ اور اسکے بیچ ہونے والی گفتگو سے آگاہ کرنے لگا۔

اطہر نے جواب دیئے بغیر فون رکھ دیا۔ اسکے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اور نہ ہی جواز! اسے ہاسپٹل میں رکھنے کا۔ کیونکہ وہ اسے یہاں لانا چاہتا تھا۔ اپنے گھر میں اپنے دل میں۔ بیوی بنا کر! وہ کیسے اس سے محبت کرنا چھوڑ سکتا ہے! یہ سوچ ہی اسکی سانسیں اکھاڑنے لگتی تھی! وہ کیسے محبت ترک کر دیتا۔ اسکے زکر پر پر اسکا دل اسے دیکھنے کے محل پڑا۔

وہ دل کو بے دردی سے نظر انداز کرتا تکیہ کھینچ کر لیٹ گیا۔ مگر وہ سو نہیں پارہا تھا۔ آنکھیں بند کرتا تو اسکا چہرہ بار بار اسکی آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگا۔ وہ بے

بسی سے اٹھ بیٹھا۔ اور تکیے کو زور سے زمین پر پٹھا۔ دل و دماغ کے بیچ جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ وہ خاموشی سے گاڑی کی چابی اٹھائے باہر نکل گیا۔ کئی گھنٹوں سڑکوں پر بے مقصد آوارگی کے بعد وہ ہاسپٹل کے سامنے آکھڑا ہوا۔ کیسے؟ کیوں! وہ نہیں جانتا تھا۔ مگر اسکا دل اسکے دماغ پر حاوی ہونے لگا۔ مطلوبہ کمرے کے سامنے کھڑے اسکے دماغ نے کئی بار اسے باز رہنے کے اشارے دیئے وہ ہاتھ ہینڈل پر رکھتا پھر اٹھا لیتا۔۔۔۔۔ پھر رکھتا۔ آخر کار اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا۔ وہ اسکی جانب پشت کیئے کھڑکی کے قریب کھڑی۔ سیاہ بال آبشار کی طرح اسکی کمر پر لہرا رہے تھے۔ اطہر کا دل پتھر سے میں قید پنچھی کی طرح پھڑپھڑایا۔ وہ قدم قدم چلتا ہوا اسکے عین پیچھے آکھڑا ہوا۔ اسکے بال لہراتے ہوئے اسکے سینے سے ٹکرانے لگے۔ وہ بے اختیار آنکھیں بند کیئے اسکی خوشبو اپنے اندر اتارنے لگا۔ کسی احساس کے تحت اس نے رخ موڑا تو حیران رہ گئی۔ وہ کب آیا؟ اور کیوں؟

رات کے ایک بجنے کے قریب تھا۔ وہ بے اختیار پیچھے کھسکی۔ مگر فاصلہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ اطہر نے دھیرے سے پلکیں واکیں۔ تو اسے خود سے اتنا قریب پا کر اسکا دل بے ایمان ہونے لگا۔ سرخ آنکھیں، بھگی ہوئی پلکیں، وہ شاید روتی تھی۔ وہ کئی لمحے بے خودی سے اسے تکتے رہا۔ وہی یہی کرتا اگر رومیہ اسکے سامنے سے نہ ہٹ جاتی تو! اطہر نے اسکا بازو کھینچ کر پھر سے اپنے سامنے کیا۔

تم جانا چاہتی ہو؟ وہ بمشکل اپنے جذبات پر قابو پانے لگا۔ رکنے کا کوئی جواز نہیں بنتا اب! وہ اسکی آنکھوں دیکھتی ہوئی بولی۔ منگنی والی بات سے اپ سیٹ تھی۔ شاید؟ اگر میں کہوں تب بھی نہیں رکوگی؟ اس کے لہجے میں مان تھا۔

نہیں! وہ دوبارہ بولی۔ جب انکے بیچ کوئی رشتہ تھا ہی نہیں تو مان کیسا؟ اطہر کی گرفت کمزور پڑی۔ اس نے آہستگی سے اسکا بازو چھوڑ دیا۔ رومیصہ نے نوٹ کیا وہ بہت تھکا تھا اور اپ سیٹ لگ رہا تھا۔ مگر اسے کیا! منگنی مبارک ہو! اسکی آواز پر اطہر نے بے اختیار نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کیسے پتا؟ وہ بیک وقت حیران اور پریشان ہوا۔ نہ جانے اس نے کیوں بولا تھا مگر! اسکی زبان پھسل گئی تھی اب تو۔ وہ پچھتائی۔

اسے وہ خوش نہیں لگ رہا تھا۔ یا ہو سکتا تھا اسکا وہم ہو! وہ جانے کے لیے مڑی۔ تمہیں کس نے بتایا؟ وہ اسکی کہنی تھامتھا ہوا بولا۔

آپ سے مطلب! اس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔ اور آگے بڑھ گئی۔ اطہر کا دل کرچی کرچی ہوا اس ہتک امیز رویے پر۔ وہ اپنے خالی ہاتھ کو گھورنے لگا۔

آپ کے پاس آجکل فرست نہیں ہے! مجھے معلوم ہوا ہے اسلئے مہربانی ہوگی آپ مجھے ڈسپارچ کروادگیے تو! وہ بے گانگی سے بولی۔ اطہر آنکھوں میں نمی کو اندر دھکیلتا ہوا رخ موڑ کر اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ پارکنگ لاٹ میں آتے آتے اسکے

ضیچ کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اور وہ غم اور بے بسی سے زور سے کبھی پیر تو ہاتھوں سے گاڑی پر ضربیں مارنے لگا۔ اس نے زندگی میں کبھی کسی لڑکی کے ساتھ یہ حرکت نہیں کی تھی۔ وہ اپنی حرکت پر اب پچھتانے لگا تھا۔ انتہائی غیر معیاری حرکت تھی کسی لڑکی کے کمرے میں رات کے اس پہر جانا۔ کم بخت دل نے اسے اس قدر بے بس کر دیا تھا۔

نبیشہ اس وقت لائبریری میں بیٹھی تھی۔ جب اس کا فون واٹس ایپٹ کرنے لگا۔ اس نے نظر ڈالے بغیر اٹھا کر کان سے لگایا۔

ہیلو؟؟؟؟ رات کے دس بجنے کے قریب تھے۔ مگر وہ ابھی بھی لائبریری بیٹھی تھی۔۔۔ اسے لگا ایمان ہوگی۔ اور بھلا کون ہو سکتا تھا!

کیسی ہو تم؟؟؟؟ اس آواز پر وہ اچھلی۔

رومی!!! وہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثراتوں سے چلائی۔ لائبریری میں موجود اسٹوڈنٹس برہمی سے اسے دیکھنے لگے۔ وہ معذرت خواہان نظروں سے زیر لب

'سوری' بڑبڑاتے ہوئے اٹھی اور۔۔۔
بک ریخس کے درمیان آکھڑی ہوئی۔

بد تمیز! لا پرواہ، تم نے تو میری جان ہی نکال دی تھی! کہاں چلی گئی تم یا رہتا ہے میں کتنا پریشان ہو گئی تھی؟؟ وہ بے ساختہ رو دی۔

کہیں نہیں بس تھوڑی بیمار تھی! وہ کسلمندی سے اپنی ہتھیلی پر نظر ڈالتی ہوئی بولی۔
میں نے مسز کاظمی سے بھی رابطہ کیا تھا مگر انہوں تو ایسا کچھ نہیں بتایا! رومی تم جھوٹ تو نہیں بول رہی نا؟؟؟ وہ فکر مندی سے گویا ہوئی۔

رومیسہ اس نئے انکشاف پر حیران ہوئی۔ مسز کاظمی اسے کیوں نہیں بتایا اس بارے میں؟؟؟

نہیں نہیں! تم فکر مت کرو انہیں میں نے ہی منع کیا تھا! رومیسہ نے صفائی سے جھوٹ بولا۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

رومی تم ٹھیک تو ہونا؟

اسے پتا نہیں اسکی باتوں پر یقین نہیں آیا۔
ہاں میری جان میں بالکل ٹھیک ہو! تم بتاؤ اسٹڈی کیسی جا رہی ہے؟ ایمان کیسی ہے! وہ
نقاہت سے بولی

۔ بہت اچھی! وہ کھلکھائی۔ اسکی تو جیسے جان میں جان آگئی تھی رومیسہ آواز سن کر۔

کون؟ اسٹڈی یا ایمان؟ رومیسہ بولی۔

دونو! وہ ہنس دی۔

تو رومیصہ بھی مسکرا دی

- اچھا سنو! رومی کچھ دن بعد ہمارے مڈز ختم ہو رہے ہیں اور میں آرہی ہوں تم سے ملنے! اس نے خوشخبری سنائی۔ کم آن تم ابھی تو گئی اسٹڈی پر فوکس کرو کوئی ضرورت نہیں ہے آنے کی! رومیصہ نے سختی سے ٹوکا۔

جی نہیں مجھے تمہاری یاد آرہی ہے اور میں آکر رہو گی! یو ڈونٹ نو ہا تو مچ آئی مس یو! اینڈ یور پاستا! وہ سر کھچاتی ہوئی بولی۔
پاگل! رومیصہ ہنس دی۔

تو ڈن کریں؟ وہ پرجوش انداز میں بولی۔

ڈن! رومیصہ مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

لو یو سو مچ اینڈ ٹیک کیئر! میں اس وقت لائبریری میں ہوں۔۔۔ ہاسٹل جا کر بات کرتی ہو! وہ فون منہ کے قریب کرتے ہوئے سر گوشیوں میں بولی۔ اور مسکراتے ہوئے فون کاٹ دیا۔
یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے! وہ فون سینے سے لگائے آسمان کی طرف سر اٹھاتے ہوئے بولی۔

کیا بات ہے بیش،، آج بڑی خوش نظر آرہی ہو! وہ کتابیں سمیٹ کر اونگھتے ہوئے کرسی کے ایک طرف ڈھلکی۔

ہونا بھی چاہیئے! کیس واٹ؟؟

وہ کوٹ اتار ایک طرف رکھتے ہوئے۔ دروازہ بند کرنے لگی۔ رات کے بارہ بجنے کے قریب تھے وہ ابھی ابھی لائبریری سے لوٹی تھی۔ مڈر قریب ہونے کے باعث ان پر پڑھائی کا کافی برڈن تھا اسلیئے وہ رات گئے تک پڑھتی رہتیں۔

کیا؟ اسکے چہرے پر خوشی کے تاثرات دیکھ کر وہ کہنی کے بل اونچی ہوئی۔
رومی کی کال آئی تھی! بڑی تھی اور بیمار بھی اسلیئے کال نہیں کر پائی معذرت کر رہی تھی اور تمہارے بارے میں بھی پوچھ رہی تھی! وہ چمکتے ہوئے اوون میں کھانا رکھنے لگی۔

اچھا! میں نے تو پہلے ہی کہا تھا ایسا ہی کچھ ہوگا تم خوشخواہ ہی پریشان ہو رہی تھی! اندر سے تو وہ بھی پرسکون تھی۔ مگر باہر سے لا تعلقی کا اظہار کرتی ہوئی بولی اور بیڈکارخ کرنے لگی۔
یہ کیا ہے؟ وہ کھانے کا کنٹینر ٹیبل پر رکھتی ہوئی! سرخ کارڈ کو دیکھ کر چونکی!

ان صاحبہ نے دیا ہے، ایزام کے ختم ہونے کی خوشی میں سیلیبریشن کا انویٹیشن! وہ تنزیہ انداز میں بولی۔

امم یہ لڑکی پتا نہیں کیوں مجھے مشکوک سی لگتی ہے، میں تو نہیں جاؤنگی بھئی! اس نے چھوٹے ہی انکار کر دیا۔ اور نوالہ منہ میں رکھنے لگی۔

اچھا یا ردیکھ لیں گے، پلیز لائٹ بند کر دو بہت نیند آرہی ہے! وہ برا سا منہ بنا کر بولی تو وہ سوچڈ آف کرتی بالکونی میں جا بیٹھی۔

سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا! بس ایگزام کے ہوتے ہی وہ رومیہ سے ملنے جانے کی اپنی دلی تسلی کی خاطر۔ وہ آسمان کی طرف دیکھتی ہوئی مسکرائی۔ کون جانتا تھا کہ اب کچھ بھی ٹھیک نہیں ہونے والا تھا۔

وہ ہاسپٹل سے ڈسچارج ہو کر گھر آ چکی تھی۔ شان اسے یہاں چھوڑ گیا تھا۔ اور ساتھ ہی اسکی حفاظت کی خاطر گھر کے باہر گارڈز بھی۔ وہ کل رات سے سخت بور ہو رہی تھی۔ اس نے آفس فون کیا تو بری خبر نے اسکا دل توڑ دیا۔ اسے جاب سے نکالا جا چکا تھا۔ اسی لمحے اسے ایک ای میل موصول ہوا۔ اس نے لیپ ٹاپ اٹھایا اور صوفے پر آ بیٹھی۔ وہ جیسے پڑھتی

جارہی تھی اسکے تاثرات بے یقینی اور حیرانگی میں بدلنے لگے۔ بار ایسوسی ایشن کی جانب سے اسکی نوکری بحال کر دی گئی تھی۔ فائنلی وہ اپنی جاب پر واپس جاسکتی تھی۔

یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے! ایک ساتھ دو مصیبتوں سے جان چھوٹ گئی! مگر اسے کیا خبر تھی یہ تو صرف شروعات تھی۔ وہ خوشی سے لیپ ٹاپ ایک طرف رکھتی شان کو فون کرنے لگی۔

ہاں شان۔۔۔ کس واٹ؟؟ میں اپنی جاب دوبارہ جوائن کر سکتی ہو مجھے ابھی ابھی باکونسل سے نوٹیفیکیشن ملا ہے! اچھا سنو میں اپنا کیس خود ہینڈل کرنا چاہتی ہو! وہ بال کان کے پیچھے اڑستی ہوئی بالکونی میں آکھڑی ہوئی۔ مگر کیوں؟ وہ چونکی۔ ہفففف یہ اطہر کاظمی ہر جگہ کیوں گھس جاتا ہے! اس نے جھنجھلاتے ہوئے فون کاٹ دیا۔ خیر مجھے کیا بھاڑ میں جائیں سب! اس نے دل میں سوچا اور اپنی پرانی روٹین کاشیڈول سیٹ کرنے لگی۔

www.urdu novelsmania.com

اے ڈسٹر ب چڑیل آگے سے ہٹنا! یہ وہی میگی بالوں والا لڑکا تھا۔ جو نوٹس نوٹس بورڈ کا سامنے نہیں بلکہ اسکے سامنے کب سے کھڑا تھا۔ اس نے زور سے چپت اسکے سر پر لگائی! اور رخ موڑ لیا۔ وہ جیسے ہی مڑا مگر کسی کو اپنی جانب متوجہ نہ پا کر دوبارہ مصروف ہو گیا۔

کیا یار! وہ جھنجھلائی اٹھی۔۔۔

ایمان؟ ولدان دور کھڑی اسے پکارنے لگی۔ وہ ہاتھ کے اشارے سے پاس آنے کا کہنے لگی مگر مجال ہے وہ مان جاتی وہ بھی 'ولدان' تھی اسکی طرح پیدائشی ڈھیٹ۔ اسے کینٹین آنے کا اشارے کرتی واپس مڑ گئی۔ وہ صدمہ سے اپنی بات رد کیے جانے پر لمبے لمبے ڈگ بھرتی اسکے پیچھے ہوئی۔ آج انکا لاسٹ پیمبر تھا۔ سب ٹینشن فری ہو کر کھانا کھا رہے تھے۔ تو کوئی خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ وہ بھی ان دونوں کے مقابل کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ کیا ہوا؟؟؟ نبیشہ اسکے اترے ہوئے چہرے پر نظر ڈالتی ہوئی بولی۔ یشم کے برینڈ کی لائچنگ ہے اور پاس ختم ہو گئے! میں دیر سے پہنچی! وہ برے برے بناتی ہوئی بولی۔

بس اتنی سی بات؟؟؟ نبیشہ آنکھیں پھاڑے صدمے سے اسے دیکھنے لگی۔ اسے جیسے اسکی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔

Yeterkiziyeteryaaaa!

(بس لڑکی بس بھی کرو!)

ولدان اس یشم نامے سے سنے تنگ آ چکی تھی۔ ایمان نے سخت گھوری سے اسے نوازا۔ اب میں اس ہینڈسم ہنک کو میلان فیشن شو میں دیکھ نہیں پاؤ گی! وہ مصنوعی رونا روتے ٹیبل پر مکے مارنے لگی۔

لانیو دیکھ لینا! نبیشہ سرسری سا بولی۔ اب وہ اور کیا کہتی بے چاری اسکے تو الفاظ ہی چھوٹے پر گئے 'بہن جی' کی بے پایا محبت کے آگے۔

نہیں نا! اسکرین پر دیکھنے میں وہ مزا نہیں جو۔۔۔ وہ اپنی ہی جون میں کہتی ہوئی جب اس پر نظر ڈالی تو اپنے لفظوں کا احساس ہوا۔

وہ بول کیا گئی تھی! ولدان حلق میں نوالہ اڑکائے خوفناک نظروں سے اسے گھور رہی تھی۔ چھی چھی! می یہ یہ کیسی باتیں کر رہی ہو! کیا مطلب مزا نہیں آتا ہاں؟؟ ولدان چیخ پلیٹ میں پھنکتی ہوئی بولی۔

ہاں بتاؤ! والے انداز میں نبیشہ نے بھی متفق ہو کر سر ہلایا۔ اسکی زبان کو تالا لگ چکا تھا۔ اب وہ کیا کہتی کیسے ایکسپلین کرتی اپنی اسٹیٹمنٹ!

تم لوگ پتا نہیں کیا سوچ رہے! وہ رخ موڑتے ہوئے بولی۔ ہم کیا سوچ رہے ہیں؟ یہ تم ہو جو پتا نہیں کیا کیا سوچ رہی ہو! یہ تم ہی تھی نا جو اسکے ننگا گھومنے پر بڑا شور مچا رہی تھی! آہنہ کتنا حسین ہے، ہائے کتنا بینڈسم ہے! وہ اسکی نکلیں اتارتی ہوئی بولی۔

نبیشہ کی بے اختیار ہنسی چھوٹی۔

ایمان کا غصہ سے چہرہ لال بھبھوکا ہونے لگا اس بے عزتی پر۔

اسے ننگا نہیں، شرٹس کہتے ہیں یو برینلیس! وہ خفت کے مارے منہ چھپانے لگی۔

تو شرٹس کو بھی ننگا ہی کہتے ہیں بہن!

ولدان دوبدو بولی۔

ایمان کا دل چاہا کھانے کی پلیٹ اٹھا کر اسکے سر پر مارے۔

ولدان ہاں بولواں 'والی نظروں اسے دیکھنے لگی۔

بھاڑ میں جانو! وہ پیر پختی ہوئے وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

Sendegüzelkizzi!

(Youtoprettygirl)

ولدان نے جیسے جواب دینا ضروری سمجھا۔ اسے زچ کرنے کا مزہ ہی الگ تھا۔ وہ نبیشہ کے ہاتھ پر ہاتھ مارتی ہوئی ہنس دی۔

www.urdu novelsmania.com

میں نہیں جاؤنگی یار! کہہ دیا نا ایک بار، بار بار فورس مت کرو! وہ اپنا کندھے کو جھٹکا دیتے ہوئے اسکا ہاتھ ہٹاتی ہوئی بولی۔

یاریہ کیا بات نبیشہ! تم نہیں جاؤ گی تو اور کون جائے گا میرے ساتھ! پلیر چلوں میں اکیلی وہاں کیا کروں گی! پلیر! وہ اسکے گلے میں بائیں ڈالتے ہوئے استفسار کرنے لگی۔ ولدان برش کے ساتھ روم میں مقیم اپنی خالہ سے ملنے گئی تھی۔ وہ اسکے بغیر سخت بور ہو رہی تھی۔۔

آدھے گھنٹے میں واپس آنا ہے میں پہلے بتا رہی ہو! وہ ہارماننے کے سے انداز میں کتاب ایک طرف پختی اٹھ کھڑی ہوئی۔ چیخ کرنے کے بعد اس نے بلیک فراک نما جھبلا سا پہنا اور لونگ شوز چڑھاتے ہوئے زپ بند کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور آئینے میں اپنا عکس دیکھنے لگی۔ میک اپ کرنے کی وہ عادی نہیں تھی اور نہ ہی اسے ضرورت تھی۔ ہاتھوں سے ماتھے ہر کئے بالوں کو درست کرتے ہوئے لونگ کوٹ پہننے لگی۔

یہ کیا ہے؟ ایمان کے بڑھے ہاتھ کی جانب نظر ڈالتی نہ سمجھی سے بولی۔
کیا کیا ہے؟ دکھائی نہیں دیتا چشمہ ہے! وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔
مہربانی مجھے نہیں پہننا! وہ جھنجھلائی۔

لے بھی چکو! وہ بضد ہوئی۔ نبیشہ نے سخت گھوری سے نوازتے ہوئے سیاہ چشمہ تھام کر آنکھوں پر سجایا۔

خوش؟ گویا ایمان پر احسان کیا ہو۔
نظر نہ لگے کسی کی! وہ اسکی بلائیں لینے لگی۔

نبیشہ اکتاہٹ بھرے انداز سے اسکے ہاتھ جھٹکتی بیگ اٹھانے لگی۔ تو ایمان بھی مسکراتی ہوئی پانچ سنبھالے اسکے پیچھے ہوئی۔ ٹیکسی انہیں 'REDEYE' نامی کلب کے سامنے اتار کر آگے بڑھ گئی۔

ایمان ایک بار پھر سوچ لو! میزک تیز دھنیں یہاں تک سنائی دے رہی تھیں۔ نجانے اندر کیا ہو رہا ہوگا!

کیسے لوگ ہونگے! آج سے پہلے ان دونوں نے کلب نامی 'بلا کا نام صرف فلموں اور ڈراموں میں سنا تھا۔ ایمان ایڈونچر کی شوقین تھی وہ ہمیشہ کی طرح خوش اور پر جوش نظر آ رہی تھی۔ جبکہ نبیشہ کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

کم آن! اب یہاں تک آ ہی گئے ہیں تو اندر چلتے ہیں نا! کچھ دیر ٹھہریں گے پھر واپس چلیں جائیں گے! وہ اسکے بازو میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسکے آگے لے جانے لگی۔ جبکہ نبیشہ کا دل کیا وہ بھاگ جائے یہاں سے۔

سوری میم! آپکا کارڈ؟ سکیورٹی گارڈ کی آواز پر ان دونوں نے بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھا۔

کیسا کارڈ؟ ایمان نے سمجھی سے پوچھنے لگی۔

میم یہ کوئی عام کلب نہیں ہے جہاں آپ ایسے ہی چلی جائیں گی! یہ اٹلی کا مہنگا ترین کلب ہے یا تو آپ کے پاس ممبر شپ کارڈ ہونا ضروری ہے یا پھر انویٹیشن وغیرہ! وہ شخص زرا اکھڑے انداز میں بولا۔

ایمان نے کچھ سوچتے بیگ میں ہاتھ ڈالا اور سرخ رنگ کا لفافہ اسکی جانب بڑھایا۔ وہ شخص لفافے کو دیکھ کر ایک طرف ہو گیا۔ ایمان فاتحانہ نگاہ سے نبیشہ کو دیکھ کر آنکھ مارتی اندر داخل ہونے لگی۔ ہر طرف سرخی ہی سرخی پھیلی ہوئی تھی۔ کانوں کے پردے پھاڑتا ہوا میوزک۔ ماربل کے سفید فلور پر لڑکیاں اول جلول لباس پہنے رقص کنا تھیں۔ کسی کا لباس کا ہاتھ نہیں تھا تو کسی کے پیر! باریٹنڈر بھر بھر کر لوگوں کو شراب صرف کر رہا تھا یہ کام ثواب ہو جیسے۔ وہ ہونکو کی طرح لوگوں کو دیکھتی ان سے بچتی بچاتی ایک کونے میں رکھی ٹیبل پر آ بیٹھی۔ یہاں آنے کے بعد ایمان کو احساس ہوا۔ نبیشہ کی بات مان لیتی تو فائدے میں رہتی۔ اسے لوگوں کی نظریں اپنے اندر تک اترتی محسوس ہوئیں۔

میم کچھ لیں گی آپ؟؟؟ اچانک سے ابھرنے والی مردانہ آواز پر وہ گھبرا کر مڑی۔
س سافٹ ڈرنک! وہ بوکھلائی۔

تو ویٹر بوتل کے جن کی طرح حکم بجالایا۔ انہیں یہاں بیٹھے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ نبیشہ کے فون پر رومیسہ کی کال آنے لگی۔ نبیشہ گھبرا کر ارد گرد دیکھا یہاں بات کرنا تقریباً نا

ممکن تھا۔ اگر رومی کو بھنک لگ جاتی کہ وہ کلبنگ کر رہی ہیں تو نہ نجانے انکے بارے میں کیا سوچتی۔

کیا ہوا؟؟؟ ایمان اسکے تاثرات بھانپتی ہوئی بولی۔

رومی کی کال ہے، کیا کروں؟ وہ بدحواس سی ہونے لگی۔ تو کیا ہوا ٹینڈ کرلو! ایمان نے لا پرواہی سے کندھے اچکائے۔

ہاں مگر یہاں! وہ اسکی توجہ موجودہ جگہ پر دلانے لگی۔ اوہ ہاں! ایسا کرو باہر چلی جاؤ! وہ ارادتا بولی۔ تو ہمیشہ بیگ اسکے حوالے کیے لوگوں کے بیچ سے منطقی باہر چلی گئی۔ ایمان بے نیازی سے پیر ہلاتی فلور پر ناچتے لوگوں میں سلینا کو ڈھونڈنے لگی۔ حیرت کی بات تو یہ تھی نہ یہاں سلینا تھی نا ہی انکا کوئی کلاس فیلو!

اسکے اندر کا ڈیٹیکٹو جاگ اٹھا۔ وہ بیگ سنبھالتی ہوئی اٹھ اور فون میں سے سلینا کی فوٹو نکالتی ہوئی باریٹنڈر کو دکھانے لگی۔

اس لڑکی کو کبھی دیکھا ہے آپ نے یہاں؟؟؟ وہ اسکرین اسکے سامنے کرتی ہوئی بولی۔ اس شخص نے ایک نظر سر تاپا اسکی لڑکی کو دیکھا۔ اور سر ہلایا۔

یہ ہماری 'وی آئی پی' کسٹمرز میں سے ایک ہے! کہتے ہوئے بوتل کے ڈھکن کھولنے لگا۔ اسے حیرت ہوئی۔

اچھا۔۔ آج نہیں کیا سلینا دکھائی نہیں دے رہی؟ کہاں ہے؟ وہ مصنوعی انداز میں ارد گرد دیکھتی ہوئی بولی۔

وہ ادھر ہے۔۔ اس طرف! وہاں لال رنگ کا ایک دروازہ ہے جس پر سفید ببلز بنے ہوئے ہیں! اسی کمرے میں چلی جانا! وہ ایک کونے میں اترتی سیڑھیوں کی جانب اشارہ کرتا ہوا بولا۔ اور ہاں۔۔۔ وہ اس شخص کی آواز پر جاتے جاتے رکی۔

غلطی سے بھی غلط کمرے میں مت چلی جانا! اس شخص کا انداز اسے خوف میں مبتلا کر گیا۔ مگر وہ ایمان ہی کا جواتنی آسانی سے جانے دے۔ اس نے سر جھٹکا اور سیڑھیاں اتر گئی۔ مگر یہ کیا؟ یہاں تو آخر تک کمرے ہی کمرے تھے ہر کمرہ لال رنگ کا تھا جس پر سفید ببلز کے نمونے بنے تھے۔ اسے سختی سے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

سنو لڑکی! تمہیں سلینا نے بھیجا ہے؟؟ وہ مڑی اور جانے ہی والی تھی کہ رعبدار آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی اور وہ خوف کے مارے اچھلی۔۔۔ اسکا پیر لڑکھڑایا۔ اور زمین پر جاگری۔ ہاتھ سے فون چھوٹ کر اس شخص کے پیروں میں جاگرا۔ اس نے بے اختیار ان لمبے تڑنگے سیاہ نقاب پوشوں کو دیکھا۔ اور پھر اپنے فون کو۔

اس شخص نے اسکی نظروں تعقب میں نظر اپنے قدموں کی جانب ڈالی۔ جہاں فون کی اسکرین پر سلینا کی تصویر جگمگا رہی تھی۔ دیکھتے ہی اس نے اپنے ساتھی کو نظروں سے

اشارہ کیا۔ اور آگے بڑھتے ہوئے وہ اسے دبوچتے ہوئے باہر لے جانے لگے۔ گویا اسکے سر پر آسمان آگرا ہو۔ خوف سے اسکی زبان سے ایک لفظ نہ ادا ہوا۔ وہ لوگ کون تھے؟ اور اسے کیوں لے جا رہے تھے؟

چھوڑو مجھے! میں نے کیا کیا ہے؟

مجھے کہاں لے جا رہے ہو! وہ حلق کے بل چلائی۔

چھوڑو مجھے! نبیشہ، نبیشہ! وہ رو دی۔

نبیشہ نے اپنے نام کی پکار پر جیسے ہی مڑ کر دیکھا۔ دو نقاب پوش پوش ایمان کو دبوچے پارکنگ لاٹ کی جانب لے جانے لگے۔ اسکے اوسان خطا ہونے لگے۔ فون اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر قدموں میں جاگرا۔

ای ایمان! ایمان! ایمان! وہ چلاتی ہوئی اسکی جانب بھاگی۔ وہ دونوں شخص چونک کر پلٹے۔ اور جلدی سے اسے گاڑی میں دھکیلنے لگے۔ اتنے میں وہ انکے قریب آ پہنچی۔ چھوڑو اسے کہاں لے جا رہے ہو! وہ غرائی۔

نبیشہ پلیز بچاؤ مجھے!

ان میں سے ایک شخص نے غصے میں آ کر بندوق کی ہتھی زور سے نبیشہ کے سر پر دے ماری۔ اور وہ لہرا کر زمین بوس ہو گئی۔ نبیشہ نبیشہ!

ایمان کی چنجیں فضا میں بلند ہوئیں۔

نبیشہ! وہ چنجتی چلاتی ان سے اپنا چھڑاتی ہوئی اسکے جانب لپکی۔

نبیشہ! پلیز اٹھو! وہ دونوں شخص بوکھلا کر رہ گئے۔ تیزی سے رومال پر کلورفام اسپرے کرتے ہوئے اسکے منہ کے آگے جمایا۔ اور اسکے کھینچتے ہوئے گاڑی کی میں ڈالا۔

اسکا کیا کرنا ہے؟ وہ شخص مڑ کر ایک نظر بے جان پڑی نبیشہ پر ڈالتے ہوئے بولا۔ وہ اپنے ساتھ کو جواب دیئے بغیر اسے بھی کندھے پر لاد کر گاڑی کی بیک سیٹ پر پھینکتے ہوئے۔ گاڑی اڑالے گئے۔

کیسا فیل ہو رہا ہے؟ آہ، ماحول تو پسند آیا نا تمہیں! دیکھو تمہارے لیے تو یہاں بیڈ بھی ہے! انفورچو نیٹلی کچھ لوگوں کو تو یہ بھی دیا جاتا!

اسکا اشارہ عثمان صاحب کی طرف تھا۔ اس جیل میں انہوں نے کتنی اذیتیں کاٹیں تھیں۔ کوئی نہیں جانتا تھا مگر وہ گواہ تھی اس نے اپنے باپ کی آنکھوں میں کرب اور لبوں پر مسکراہٹ دیکھی تھی۔

زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے! میں جلد ہی یہاں سے نکل جاؤنگا پھر دیکھنا میں تمہارا کیا حال کرتا ہوں! ساتھ ہی اسکا سلاخوں پر دھرا ہاتھ دبوچا۔
آہہہہ! وہ درد سے چلا اٹھی۔

میں تمہیں تمہارے بھائی سے بھی زیادہ اذیت ناک موت دوںگا! وہ بے دردی سے اسکی کلانی میں انگلیاں میں دھنسانیں۔
ہاہہہہ! وہ درد سے دہری ہونے لگی۔

چھوڑو اسے جاہل انسان! کرخت آواز اسکے سماعتوں سے ٹکرائی۔ مگر اس نے رخ نہیں موڑا۔ بمشکل سلاخیں تھامے اس نے خود کو گرنے سے بچایا۔

تم ٹھیک تو ہو؟ اور یہاں کیا کر رہی؟ شان پریشانی سے کہتا اسکے قریب آیا۔
ڈیم اٹ! تم تو۔۔۔۔۔ یہ کیا ہوا؟ وہ اسکی کلانی سے ٹپکتے خون کو دیکھ کر جیب میں ہاتھ مارنے لگا۔

یہ لو! اطہر نے کڑے تاثراتوں سے اسے گھورتے ہوئے رومال شان کی جانب بڑھایا۔ وہ کس شے کی بنی تھی؟ یا اس نے اپنی جان کو بے مول کر لیا تھا۔ اسے سخت غصہ آیا اس لڑکی پر۔

کھولو اسے! وہ مڑ کر انسپکٹر سے کہتا قبر بھری نگاہوں رحمان کو گھورنے لگا۔ انسپکٹر نے بڑھ کر لاک اپ کا دروازہ کھول دیا۔

اپنی محبوبہ کو تو سنبھال لو پہلے! دیکھو تو، بے چاری کو زخمی کر دیا میں نے! وہ کمینگی سے کہتا ہنس دیا۔

اسکے لفظوں سے زیادہ اظہر کو اسکے لہجے پر طاؤ آیا۔ رخ موڑ کر اس نے نہ جانے نشان کو کیا اشارہ کیا۔ وہ رومیسہ کی کہنی تھامے اسے باہر لے گیا۔ کچھ لمحے گزرنے کے بعد جب وہ واپس آیا تو اسکے نفاست سے بنے بال ڈھے چکے تھے۔

تم جاؤ یہاں سے! ہموار سانسوں کے درمیان نشان کو حکم دیتے ہوئے۔ وہ خاموشی سے اٹھا اور نگاہ رومیسہ پر ڈال کر وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

چلو میرے ساتھ! وہ تحکم بھرے لہجے میں بولا۔

مجھے کہیں نہیں جانا! رومیسہ نے الجھن بھری نگاہوں سے ایک نظر اسے دیکھا۔ اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے شدید درد ہو رہا تھا۔ اسکے جواب پر اظہر کی رگیں تنیں۔

وہ پہلے اس پر بہت غصے تھا۔ وہ غصہ دباتے ہوئے اسکی کہنی دبوچے گھسیٹتا ہوا پولیس اسٹیشن سے باہر پارکنگ میں لے آیا۔ بے رخی سے اسکا بازو چھوڑتے ہوئے اسے دور دھکیلا۔ وہ لڑکھڑا کر گاڑی سے ٹکرائی۔

منع کیا تھا نامیں نے! کیا تھا یا نہیں؟ کہ تم یہاں پولیس نہیں آؤ گی! وہ اسکے دائیں بائیں زور سے ہاتھ مارتے ہوئے غرایا۔ اس ہتک امیز رویے پر اسکی آنکھیں جل تھل ہونے لگیں۔ وہ پہلے ہی زخمی تھی اوپر سے اسکی عنایتیں۔

تم کون ہوتے ہو مجھے حکم دینے والے! میں کیوں مانوں تمہاری بات وہ آہستگی سے بولی۔ چلانے کی سکت اس میں اب باقی نہیں رہی تھی۔

کیوں کہ تمہارا کیس میں ہینڈل کر رہا ہوں! تم وہی کرو گی جو میں کہونگا! جواب حاضر تھا۔ تمہارے لیے بہتر ہے تم کیس ہینڈل کرو! نہ کہ مجھے! وہ اسکی سرخ آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بے باکی سے بولی۔ ہٹو میرے راستے سے! وہ کلائی سینے سے لگائے ہوئے۔ تکلیف کے آثار اسکے چہرے پر نمایاں تھے۔ اسکی برداشت جواب دینے لگی۔ اسکی سرخ کلائی پر نظر پڑتے ہی وہ سیدھا ہوا۔ وہ کیسے بھول گیا کہ وہ زخمی تھی! اسکی یہ حالت اس سے زیادہ اظہر کے لیے تکلیف دہ تھی۔

چلو میرے ساتھ! وہ پریشانی سے بولا۔ اسے ہاسپٹل لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ دیکھو! میں تم سے، بحث کرنے کے بلکل بھی موڈ میں نہیں ہوں پلیز مجھے، یک دم اسکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔

میں تمہیں ہاسپٹل چھوڑ دیتا ہوں آؤ، اسکی یہ حالت اس سے زیادہ اطہر کے لیے تکلیف دہ تھی۔ وہ اس وقت اذیت کی انتہاؤں پر تھا۔

ارد گرد نظریں پھیرتے ہوئے اس نے آنسو اپنے اندر اتارے۔ اور خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔

کیسی ہے اب وہ؟ وہ بے تابی سے ڈاکٹر کو باہر آتے دیکھ کر بولا۔

ٹھیک ہے بس ویکنس ہے آپ کو انکے کھانے پینے پر دھیان دینا ہوگا، اور ریگولر روٹین چیک اپ کے لیے آنا ہوگا! ڈاکٹر کہتے ہوئے دوائوں کی پرچی اسکی جانب بڑھائی۔ وہ بنا کچھ بولے اسکے ہاتھ سے چٹ لیے باہر نکلا۔ وہ راہداری سے گزر کر اسکے کمرے کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

ہیلو آفیسر؟؟؟ نسوانی آواز پر اسکا ہینڈل کی طرف بڑھا رکا۔ اس نے رخ موڑ کر سر تپا اس لڑکی کو دیکھا۔ سفید جلیز پر نیلا ٹاپ پہنے، کندھے پر پرس جھول رہا تھا۔ کٹے ہوئے بال بمشکل کندھوں پر پڑ رہے تھے۔ خوش شکل سی وہ لڑکی اسے دیکھ کر مسکرائی۔
اطہر نے نا سمجھی سے بھنویں سکڑیں۔

اب یہ مت کہہ دینا کہ 'میں تو تمہیں جانتا ہی نہیں'، کیونکہ ایک ڈیڑھ دن بعد ہماری منگنی ہے ڈیڑھ فیانسے! وہ زرا اسکی جانب جھک کر اہستگی سے بولی۔

اظہر نے لمبی سانس باہر اندر کھینچی مگر بولا کچھ نہیں۔ شاید تم بڑی ہو، ہم پھر بات کر لیں گے! وہ سمجھ چکی تھی۔ شاید!

کیونکہ اسکا سپاٹ چہرہ دیکھ کر تو کوئی بھی ایک سے دوسری بات نہ کرتا۔ وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔ اظہر نے بھی روکنے کی زحمت نہیں کی۔ اور اندر آ گیا۔ وہ اسٹریچر پر آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی۔ اظہر دبے قدموں کرسی کھینچ کر اسکے قریب بیٹھ گیا۔ اسکے سیاہ بال تکیے سے نیچے جھول رہے تھے۔ بے اختیار اسکا دل چاہا وہ انہیں چھو کر محسوس کرے۔ مگر یہ اسکی عادات کے برخلاف تھا۔ وہ چاہ کر بھی ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔ بے شک وہ اسکی محبت تھی مگر تھی تو نا محرم!

جبے محرم بنانے کے خواب بننے لگا تھا۔ مگر خواب تو خواب ہوتے ہیں۔ اور اس خواب کی تعبیر پانے کی خاطر وہ ایک بہت ہی انمول رشتہ نہیں کھو سکتا تھا۔ وہ اپنی ماں کی حکم عدولی نہیں کر سکتا تھا۔ کبھی نہیں!

وہ اسکی نہیں تھی یہ احساس ہی اسکے جی جلانے کو کافی تھا۔ وہ بے بسی سے اٹھا کھڑا ہوا۔ یہ سوچیں اسکے دماغ پر حاوی ہونے لگیں۔ ایک نظر اسکے معصوم چہرے پر ڈالی۔ اسکا دل کیا

وہ سارے بندھن، وعدے توڑ کر اسے اپنا لے اسکی سارہ تکلیفیں دور کر دے! کہ غموں کو اسکے قریب آنے کا موقع ہی نہ ملے۔ اور دوسری طرف اسکی ماں تھی۔ ایسی ہستی جو ہر وعدے، ہر اٹوٹ بندھن پر بھاری تھی۔ وہ اسے بہت پیاری تھی۔ لمحوں میں فیصلہ ہوا۔ وہ۔ اسے آخری بار نظر بھر کر دیکھ لینا چاہتا تھا۔ آنسو اسکی آنکھوں میں چمکنے لگے مگر اسے احساس نہ ہوا خاموشی سے الوداعی نظر ڈال کر باہر نکل گیا۔ آج اس نے اپنی خاموش محبت کو بھی دفنا دیا تھا۔ وہ کسی بہت پیارے کے لفظوں کی قید میں تھا۔ وگرنہ وہ اس محبت کو اس قدر خوبصورت سے پایا تکمیل تک پہنچا تا کہ دنیا اسکی محبت کی مثالیں دیتی۔

#THE_DARK

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

24: قسط |

از قلم: اوزائے زبان

بجلی کڑکنے کی آواز پر وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا، بجلی کڑکنے کے باعث کمرے میں ہلکی سی روشنی پیدا ہوئی تو، اس نے حیرت سے ارد گرد کا منظر دیکھا۔۔۔

بوسیدہ سے کمرے میں عجیب سی پراسراریت چھائی ہوئی تھی۔۔۔ جو شاید لکڑی کا تھا۔ جا بجا دیواروں پر کسی نوکدار چیز سے لکیریں لگیں ہوئی تھی۔ زمین پر مٹی تو کہیں لکڑی کا اکھڑا ہوا فرش تھا۔

وہ نہیں جانتی تھی وہ کہاں ہے؟؟؟؟ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔۔۔ اسکے ہاتھ پیچھے کو بندھے ہوئے تھے۔ گرہیں اتنی سخت تھی کہ اسکے زرا کسمانے پر ہی اسے اپنی جلد اکھڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔ ان کے ساتھ کیا ہوا تھا؟؟ یہ سوال شدت سے اسکے دماغ میں گردش کرنے لگا۔ جیسے جیسے اسے گزری رات کے خوفناک مناظر یاد آنے لگے۔ اسکا دل ڈوب ڈوب گیا۔ ایمان؟ ایمان کہاں ہے؟ اسے لب ہلنے سے انکار می تھے۔

اس نے نظر گھما کر دیکھا تو وہ اسکے بغل میں کرسی پر بندھی تھی۔ گردن ایک طرف لڑھکی ہوئی تھی

بند دروازہ کے اس پار مردانہ آوازیں آرہی تھی۔

مطلب باہر کوئی پہرے پر موجود تھا؟ یہ سوچ ہی اسکی جان نکالنے کے لیے کافی تھی۔

ای ایمان! ایمان اٹھو! وہ دائیں جانب رخ موڑ کر آہستگی سے بولی۔

وہ بے ہوش تھی۔۔۔ شاید! تبھی اس سن نہیں پا رہی تھی۔ یا اللہ، کہاں پھنس گئے ہیں ہم؟ اسکی آنکھیں ڈبڈبائیں۔ سر میں درد کی شدید ٹھیسیں اٹھ رہی تھی۔ اس نے خود کو اتنا بے بس کبھی محسوس نہیں کیا۔

ایمان اٹھووو۔۔۔۔۔ اٹھو نایار۔۔۔۔۔ پلیز مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے! وہ خوف سے کہتی رودی۔ مگر ایمان پر کچھ اثر نہ ہوا۔

اللہ میاں! پلیز ہماری مدد کر پتا نہیں ہم کہاں پھنس گئے ہیں! اس نے سسکتے ہوئے گردن ایک طرف ٹکائی۔

پھر وہ دن بھی آ گیا جس کا اسے چھوڑ کر باقی سب کو شدت سے انتظار تھا۔ وہ کل رات سے اب تک نہ جانے کتنے سگریٹ پھونک چکا تھا۔ اس نے زندگی میں کبھی سگریٹ نہیں پیا تھا۔ جتنا ایک دن میں۔

رات اس پر بہت بھاری تھی آخر کار کٹھن رات بھی اپنے اختتام کو پہنچی اور دن کی روشنی ہر طرف پھیلنے لگی۔ مسز کاظمی اسکا ڈریس تھامے کمرے میں داخل ہوئیں تو حیران رہ گئیں۔ سرخ قالین پر جا بجا سگریٹ کی راکھ پھیلی ہوئی تھی۔ اور ایش ٹرے پر نظر پڑتے ہی وہ ساکت رہ گئیں۔

تم نے سگریٹ پیناکب سے شروع کیا اطرہ؟؟؟ وہ کہتی ہوئی ڈریس بیڈ پر پھیلاتی اسکے قوریب صوفے پر آ بیٹھی۔ وہ خالی نظر ان پر ڈال کر جواب دیئے بغیر خلا میں گھورنے لگا۔ اطرہ؟ کیا ہوا میری جان! کوئی پریشانی ہے؟ مسز کاظمی نے پریشانی کے عالم میں اسکا کندھا تھاما۔

نہیں! کوئی پریشانی نہیں بلکہ اب تو سارا مسئلہ ختم ہو گیا وہ عجیب سے انداز میں انکا ہاتھ ہٹا کر پہلو میں رکھتا اٹھ کھڑا ہوا۔

مسز کاظمی کو سخت ملال نے آ گھیرا۔ کہیں وہ کوئی غلطی تو نہیں کر رہی تھی! اپنے بیٹے پر فیصلہ تھوپ کر، آخر کار وہ بالغ تھا اپنا اچھا برا سمجھتا تھا۔ اور پھر پہلی بار تو اسے محبت ہوئی تھی زندگی میں۔ وہ بھی انجام پر پہنچنے سے پہلے اختتام کو پہنچ چکی تھی۔ خیر! محبت تو کبھی نہ کبھی بھلا ہی دے گا۔ رومیصہ سے شادی کروا کر وہ اپنے سرکل میں سالوں سے بنائی گئی عزت اور اطرہ کا مستقبل دائو پر نہیں لگا سکتی تھی۔ سارہ حسب نسب والی تھی۔ خوبصورت تھی اور

ہر طرح سے اسکے بیڈ کے ساتھ چلنے کا قابل تھی۔ مگر اطہر کی یہ حالت انہیں سخت پریشان کر رہی تھی۔ وہ خاموشی سے بیڈ سے کپڑے اٹھاتا و اشروم میں گھسا۔

بھائی کہاں ہیں؟ ایمل اپنی فراق چٹکیوں میں تھامے اسکے کمرے میں داخل ہوئی۔ مسز کاظمی نے سوچوں کو جھٹکتے ہوئے و اشروم کی جانب اشارہ کیا۔
اور خاموشی سے باہر نکل گئی۔

انہیں کیا ہوا؟ ایمل نے منمناتے ہوئے اسکی پشت کو گھورا۔ اور اسکا کمرہ سمیٹنے لگی۔
سگریٹ کی راکھ دیکھ کر پریشان تو وہ بھی ہوئی تھی کیونکہ اطہر سگریٹ نہیں پیتا تھا۔ مگر اس نے نظر انداز کر دیا۔

اللہ۔۔۔ بھائی ایسی بھی کیا قیامت آگئی تھی منگنی ہی ہے نا! شادی تو نہیں ہو رہی جو آپ نے خوشی خوشی میں اتنے سگریٹ پھونک ڈالے! وہ اسے چھپرے لگی۔

اطہر نے اچھنبے سے اسے دیکھا اور ٹاول سے سر رگڑتے ہوئے آئینے کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اب وہ اسے کیا بتاتا وہ خوش نہیں تھا، سگریٹ پھونک کر خوشی کا اظہار کون کرتا ہے۔ یہ تو ماتم تھا جو اس نے رات بھر منایا تھا اور شاید تمام عمر منانے والا تھا۔ محبت جو کر بیٹھا تھا۔ خود اذیت میں اسکی تمام رات آنکھوں میں کٹی۔ اب آنکھیں سرخ پڑ چکی تھی۔ اس نے سر جھٹکتے ہوئے رخ موڑا۔

کہاں؟ تیار تو ہو جائیں آخر جلدی کس بات کی ہے؟ وہ اس کے آگے ہاتھ پھیلاتے شوخی سے بولی۔

ایمل ہٹو! وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

یار کیا بھائی۔۔۔ مسکراتو دیں ادھر مما بھی پتا نہیں کیوں منہ لٹکائے گھوم رہی ہیں، کوئی بات ہے کیا؟ آپ خوش تو ہیں نا بھائی؟ وہ یک دم سنجیدہ ہوئی۔

اطہر کو اس کے انداز پر بے جا پیار آیا۔

وہ زبردستی مسکراتے ہوئے سر ہلانے لگا۔

مجھے ایسے کیوں لگ رہا ہے کہ آپ خوش نہیں ہیں؟ وہ جانچتی نگاہوں سے اس کو دیکھنے لگی۔ تو کیا ناچوں اب میں؟ کیسے ہوا جاتا ہے خوش؟

وہ اکتا گیا۔

تو ناچیں نارو کا کس نے ہے! آخر کار آپ کی پہلی شادی شادی ہے! وہ شوخی سے کہنی مارتی ہوئی بولی۔

اطہر نے اس کا کان دبوچا۔

آہ میرے جھمکے، چھوڑیں بھی مزاق کر رہی تھی نا! وہ جھٹ سے بولی۔

چلو جاؤ تنگ مت کرو! اطہر نے اسے گھوری سے نوازتے ہوئے دوڑ دھکیلا۔

یہ ٹارچراپنی بیوی پر کرنا آئی سمجھ آفیسر، ہونہہ آئے بڑے جیس بانڈوہ جاتے جاتے
 دروازے کے قریب کھڑے ہو کر چلائی اور پھر غائب ہو گئی۔ اطر کس بے اختیار رومیصہ
 یاد آئی۔ تمام رات اس نے سہلا سہلا کر اپنی محبت کو سلایا تھا اور اس نادان نے پل بھر میں
 اسے پھر سے جگا دیا۔ اس نے ٹھنڈی سانس اندر دھکیلی اور باہر نکل آیا۔

گھر کا ٹیرس کافی کشادہ تھا۔ وہاں انجمنٹ کا خوبصورت سیٹ اپ کر دیا گیا تھا۔ جہاں انکے
 علاوہ مسز خان کی فیملی اور اسکے کچھ قریب لوگ شامل تھے۔ جس میں شان اور معاذ بھی
 شامل تھے جو منگنی کی تیاریوں میں پیش پیش تھے۔ اس نے ایک نظر ان رنگینیوں کو دیکھا
 اور خاموشی سے ایک طرف کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

ارے واہ! چیف بھی اپنے نام کے ایک ہیں!

معاذ کی زبان پھسلی۔

کیا ہوا؟ ویٹر سے بات کرتے شان نے مڑ کر اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔

دیکھو تو زرا آج بھی لیٹ نہیں ہوئے، بلکل ٹائم پر آئے ہیں! ہاں تو اچھی بات ہے نا

۔۔۔۔۔ پتا چلے لیٹ آنے پر لڑکی والو نے منگنی سے انکار کر دیا! پھر تو نقصان ہی ہے نا

بھائی! اوپر سے بندہ اتنا کھڑوس ہو تو لڑکی ملنا مشکل ہی ہے! شان نے پیش گوئی کی۔ جس

معاذ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ادھر آؤ تم دونو؟؟؟ اطر کی رعبدار آواز انکے کانوں میں پڑتے ہی انکی ہنسی کو بریک لگی۔
لو آگیا بلاوا! شان زیر لب بڑبڑایا۔

تم دونویہاں کیا کر رہے ہو؟؟؟ انتہائی بے مروت انداز تھا۔ ان دونوں نے صدمے بھری نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ انہیں تو لگا تھا وہ 'اسکے' انوٹیشن پر آئے تھے۔ مگر نہیں اس نے آج ثابت کر دیا تھا وہ ظالم مرد ہے۔

آہسمم! ہمیں میم نے بلایا تھا! معاذ کی اس بے عزتی پر بمشکل آواز نکلی۔

کیوں؟ وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔ دونوں کا سر مزید جھک گیا۔ حد ہوتی ہے! بندہ اتنا بھی فارمل نہ ہو! شان نے سوچا۔ مگر کہہ نہ سکا۔

کیا مطلب کیوں بلایا، بھئی انکے باس کی منگنی ہے وہ نہیں آئیں گے تو کیسے چلے گا! کیوں لڑکو؟ وہ انکے طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

بے چارے لڑکوں نے اتنی بے عزتی کے بعد معصوموں کی طرح جھٹ سے سر اثبات میں ہلایا۔

اچھا جاؤ تم لوگ زرا انتظامات دیکھ لو! وہ لوگ آتے ہی ہونگے! وہ ان دونوں کو منظر سے ہٹاتی ہوئی بولی۔ تو وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے کندھے کے سر سے سینک کی طرح غائب ہو گئے۔

اٹھ کیا پریشانی ہے؟ وہ اس کے سنجیدہ چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے بولی۔

اب تو کوئی پریشانی نہیں! وہ سرد لہجے میں بولا۔ مگر اسکی آنکھوں میں شکوہ غم، غصہ ملال کیا کیا نہیں تھا۔ بے شک وہ زبان سے نہ کہتا۔ مگر انہوں نے محسوس کر لیا تھا۔ انکا بیٹا خوش نہیں تھا۔ اسکے موبائل کی رنگ پر ہوش میں آئی۔ اسے باہر جاتا دیکھنے لگی۔

منگنی کا فکشن تمام ہو چکا تھا وہ بے دلی سے کار کی چابی اٹھائے باہر نکل گیا۔ بے مقصد سڑکوں پر آوارگی کرنے۔

اسکا دل تمام رنگینوں سے اچاٹ ہو چکا تھا۔ ابھی تو اس نے اپنی محبت کو محسوس ہی کیا تھا۔ ابھی تو سفر کی شروعات ہوئی تھی وہ اسکی محبت میں جینا چاہتا تھا۔ مگر ہوا کیا! اس نے اپنی ماں کے لفظوں کا پاس رکھ لیا اور محبت کو الوداع کر دیا۔ یہ فیصلہ اسکے دل پر بہت بھاری پڑا۔ جواب دن رات ٹرپ رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ اسے بھی جلا رہا تھا۔ فون کے

تھر تھرانے کی آواز پر وہ ہوش میں آیا تو اس نے خود کو اسکے گھر سامنے کھڑا پایا۔ وہ حیران رہ گیا۔ وہ یہاں کب اور کیوں آیا تھا؟

نہیں مجھے یہاں نہیں ہونا چاہیئے! آج ہی کسی کا نام میرے ساتھ منصوب ہوا ہے میں اس سے بے وفائی نہیں کر سکتا۔ وہ واپس مڑا۔

نہیں رک جاؤ، وہ تمہاری محبت ہے تم ٹرپ رہے تھے جسکی ایک جھلک دیکھنے کی خاطر اب کیا ایسے ہی چلے جاؤ گے؟؟؟ دل سے فریاد نکلی۔

نہیں، تم نے سارہ کو اپنے نام کی انگوٹھی پہنائی ہے! تم اب اسی کے ہو! دماغ غرایا۔ انسان صرف اسی کا ہوتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے، بھلا محبت کے بغیر بھی کوئی زندگی ہے! دل نے دہائی دی۔ آہیں غم و غصے سے چلایا۔ دل و دماغ کی جنگ میں اسکی حالت ابتر ہونے لگی۔

چپچپ ایک دم چپ! وہ جلالی انداز میں چیخا۔

رات کا ایک بجنے کے قریب تھا وہ سونے کی تیاری میں تھی۔ کچن میں پانی کا جگ بھرتے ہوئے اس نے کمرے کا رخ کیا۔ مگر کسی کے چلانے کی آواز پر اسکے قدم منجمد ہوئے۔

رات کے اس پہر ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہ اسکا وہم ہو۔ اسکا دل زوروں سے دھڑکنے لگا۔ پانی کا جگ لائونج میں ٹیبل رکھ کر اس نے کھڑکی سے

باہر جھانکا۔ تو اطر کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟ وہ پردہ برابر کرتی حیران سے بڑبڑاتی۔ اسے اُس رات اطر عجیب انداز یاد آیا۔

کیا کروں؟ باہر جاؤ یا نہیں! وہ کشمکش سے انگلیاں چٹانے لگیں۔ اور پھر لمبی سانس لے کر ہمت باندھتی دروازے کی جانب بڑھی۔ وہ آج اسکی اچھی خاصی کلاس لینے کے موڈ میں تھی۔ بھلا یہ کوئی وقت تھا کسی کے گھر آنے کا؟ اس نے واپسی کے لیے قدم بڑھائے ہی تھے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ اطر کے قدم منجمد ہوئے۔

کیا کر رہے ہیں آپ یہاں؟ مسٹر چیف، اسکی آواز میں تنز وضع تھا۔ اسے لگا اب وہ مڑا تو پتھر کا ہو جائے گا۔

ہیلو؟ وہ جواب نہ پا کر دوبارہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہتی ہوئی چوکھٹ چھوڑ کر اسکے سامنے آکھڑا ہوئی۔ اطر کا دل زور سے دھڑکا۔ اپنے اندیشے کے عین مطابق وہ پتھر کا ہو گیا۔ اسکا دل کیا بس یونہی عمر وہ اسے دیکھتا رہے۔ سیاہ بالوں کی لٹھیں اسکے سینے پر جھول رہی تھی۔ سرخ آنکھوں میں نیند کی خماری واضح تھی۔

ہو نٹوں کو کاٹتی وہ مضطرب نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی۔
کیا پوچھ رہی ہو میں؟ کیا کر رہے ہیں آپ یہاں؟ وہ بھڑکی۔

پتا نہیں! وہ اس نظروں کے حصار میں لیئے آہستگی سے بولا۔ اتنا آہستہ کہ رومصہ بمشکل سن سکی۔ وہ لاجواب ہوئی۔ اب وہ کیا کہتی! اطہر کے قدم بے اختیار اسکی جانب بڑھے۔ اسے اتنا قریب پا کر اسکا دل بے ایمان ہونے لگا۔ رومصہ اسکے انداز پر گھبرا کر الٹے قدم اٹھاتی دروازے کی چوکھٹ پر جا کھڑی ہوئی۔ اسے پہلے وہ دروازہ بند کرتی وہ بولا پڑا۔ کک کافی ملے گی؟

ہاں؟؟؟ وہ بے یقینی سے چلائی۔

کافی۔۔۔ اس نے اپنا سوال دہرایا۔ نظریں ہنوز اسکے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ تو کیا وہ اتنی دور اسکے پاس صرف کافی پینے آیا تھا؟

حد ہو گئی ویسے! وہ سخت نگاہوں سے گھورتی ہوئی ایک طرف ہو گئی۔ وہ قدم قدم چلتا ہوا لائونج میں آکھڑا ہوا۔ بیٹھیں! میں کافی لے کر آتی ہو آپ کے لیئے! وہ جتا کر کہتی کچن کی جانب بڑھی۔ وہ خاموشی سے بیٹھ گیا۔ نہ جانے اس نے یہ حرکت کیوں کی تھی۔ حالانکہ اسے کافی کی طلب ہر گز نہیں تھی۔ شاید اسکے ساتھ وقت بتانے کے بہانہ تھا اسکا؟؟؟

کچھ پلوں میں کافی کا کپ لیئے حاضر تھی۔ کپ اسکے ہاتھ میں تھمانے کے بجائے اس نے جان بوجھ کر اسکے ہاتھ کے ساتھ گرم کپ لگایا۔ مگر حیرت کی بات تو یہ تھی اس نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا۔ اسے اب بے چینی ہونے لگی۔ آپ ٹھیک تو ہیں؟؟؟ اس نے

بجھکتے ہوئے پوچھا۔ تو اطہر نے بے اختیار نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس قدر فکر مندی سے پوچھے جانے پر اس کا دل پھگنے لگا۔ نظریں اسکے چہرے سے ہٹنے سے انکاری ہونے لگیں۔ اس نے سر بے اختیار نفی میں ہلایا۔ رومیصہ نے نظروں کا رخ بدل لیا۔ اسکی بے تاب نگاہیں اب اسے پریشان کرنے لگی تھی۔

منگنی مبارک ہو! وہ اسکے کرتے پا جامے کو دیکھ کر انداز بولی۔ وہ شاید اپنی منگنی سے لوٹ رہا تھا؟؟؟

اطہر کافی کا سپ بمشکل گلے میں اندیلا۔ اسے آج سے پہلے کافی اتنی کڑوی کبھی نہیں لگی۔ اس نے زور سے کپ ٹیبل پر پٹخا۔ تو رومیصہ چونکی۔

اب ایسا بھی کیا کہہ دیا؟ وہ سوچ کر رہ گئی۔ وہ خاموشی سے جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ تھینکس تو کہتے جائیں!

وہ رک کر مڑا۔ اور قدم بڑھاتے ہوئے اسکے نزدیک آیا۔

کس لیے؟ وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

منگنی کی مبارکباد پر! وہ انجانے میں اسکے زخموں کو کریدنے لگی۔

تھینکس فار داکافی! وہ شکست خوردہ لہجے میں کہتا اس پر بھرپور نگاہ ڈالتے ہوئے باہر نکل گیا۔ رومیصہ نے آنکھیں گول کرتے ہوئے کندھے اچکائے اور کپ اٹھائے کچن کی جانب۔

بڑھی۔ اور اطہر سزا کے طور پر زور زور کے کار پر رسید کرنے لگا۔ زندگی میں اتنا بے اختیار کبھی نہیں ہوا۔ جتنا اسکے سامنے، اس نے ٹھان لی تھی آج کے بعد اس کے سامنے کبھی نہیں آنے گا۔ کبھی نہیں۔

اسکی یہ خواہش جلد پوری ہونے والی تھی۔ وہ بھی ایسے کہ اسے تمام عمر اس خواہش پر پیشمان ہونے والا تھا۔

ہاکیا چل رہا ہے مارشل؟؟؟
وہ آج کئی دنوں بعد سائیٹ پر آیا تھا۔ مارشل اسے دیکھ کر احترام اٹھ کھڑا ہوا۔
ہمارا پروجیکٹ کمپلیٹ ہونے والا ہے! کچھ دنوں تک! اچھا، اس پیش گوئی پر اس نے سر ہلاتے ہوئے فائل تھامی۔ اور کوئی خبر؟؟؟ وہ سر سر می نگاہ فائل پر ڈالتے ہوئے بولا
۔ اگلی ڈیوری دوسرے ہفتے کے شروعات سے ہوگی!
ہسم۔۔۔ وہ منمنایا۔ اور مارشل سوچ میں پر گیا اگلی بات اسے بتائے یا نہ بتائے۔

کیا بات ہے؟ وہ اسکی خاموشی نوٹ کرتے ہوئے بولا ساتھ ہی فائل ٹیبل پر اچھالی۔

وہ سر-----

جلدی مارشل اور بھی بہت کام ہیں مجھے! اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے گھڑی دیکھی۔

ہمارے لوگ غلط لڑکیوں کو اٹھالائے! انکا کیا کرنا ہے؟؟

اس نے ندامت سے سر جھکایا۔

***** کہیں کے، سب کے سب نا اہل ہو تم

اسکے نقوش تنے!

اس دھندے میں غلطی کی گنجائش نہیں، کام تو ہوگا وہ رک نہیں سکتا۔۔۔ پھر چاہے جو مرضی کرے! ہمارے لوگ کریں یا کوئی۔۔۔ گاڑی نکالو تم! اگلا حکم صادر کرتے ہوئے وہ آفس سے باہر نکل آیا۔

وہ سرباس نے کہا تھا کہ آپ اس معاملے کو زرا دیکھ لیں تو۔۔۔ اسکی بات سن کر اس نے ناپسندیدگی سے دیکھا۔ تمہارے باس صرف نام کا ہی 'باس' ہے! چلو اب۔۔۔ وہ سخت بے زار ہوا۔

- کچھ دیر بعد وہ لوگ سنان علاقے میں جنگلوں کے بیچوں بیچ آ کر کے - مارشل نے گھوم کر اسکی طرف کا دروازہ کھولا - اور اسے راہ دکھانے لگا - وہ ایک بوسیدہ سے کمرے کے سامنے آ کر کے -

اس نے گردن دائیں بائیں جھٹکی اور زور سے دروازے کو پیر مارا تو دھاڑکی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا - ایمان ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی اور خوف سے نبیشہ کو تکنے لگی - رات کے اس پہر روشنی میں اسکا چہرہ دیکھ نہیں پائی مگر وہ جو کوئی بھی تھا خاصا باچوڑا اور وحشت زدہ شخص معلوم ہو رہا تھا اپنے ارادوں - ایمان نے تھوک نگلا - مارشل نے بڑھ کر کرسی کھینچی اور ان کے عین سامنے رکھ دی - وہ آگے بڑھ کر کرسی پر براجمان ہو گیا -

چہرے پر عجب سی وہشت تھی - وہ کچھ دیر ان دونوں کو گھورنے کے بعد سیدھا ہو بیٹھا - وہ دونوں ہی کم عمر اور معصوم واقع ہوئیں تھی - مگر وہ کیا کرتا! یہی اسکا کام تھا - - - اسکا گھٹنا ایمان کے گھٹنے سے ٹکرایا تو اسکی چینیں نکل گئیں - وہ خوف سے آنسو بہاتی پیچھے سر کی - اسی اثنا میں نبیشہ کی آنکھ کھلی - جب اس نے اپنے بیچ کسی تیسرے نفوس کو محسوس کیا تو اسکی جان ہوا ہونے لگی - - - خوف سے اسکی آنکھیں باہر آنے کو تھی - ماتھے کا طواف کرتی کچھ لٹھیں ، عجب سارنگ تھا آنکھوں کا جو کسی کو بھی خوف میں مبتلا کرنے کے لیے کافی

تھا۔ قدرے بڑھی ہوئی شیو! ویل ڈریسڈ وہ کسی بھی لحاظ سے کوئی غنڈہ یا موالی معلوم نہیں ہو رہا تھا۔

تم دونوں کی شکلیں کافی ملتی جلتی ہیں! بہنیں ہو تم دونو؟؟؟ وہ بل دانتوں تلے چباتا آرام دہ لہجے میں بولا۔ ایمان نے خوف سے سر ہلایا۔

ہمم! نام کیا تمہارا وہ نظریں ایمان پر گھاڑھے نبیشہ کا جانب انگلی کرتا ہوا بولا۔
ن ن نبیشہ! وہ تھوک منگلتی ہوئی بولی۔
لیشہ؟؟ وہ بولا۔

ن نبیشہ! اس نے درستگی سے کہا۔

ہاں؟؟؟ کیا؟؟؟ وہ نا سمجھی سے بولا۔

اسکا لہجہ ان دونوں کو خوف مبتلا کر گیا۔

کیا مارشل؟ تم نے معزز مہمانوں کو میری دہشت کی داستانیں سنا کر پہلے ہی خوفزدہ کر دیا! وہ رخ موڑ کر برہمی سے مارشل سے کہنے لگا۔ جب اسکی نظر غیر ارادی طور پر ایمان کے سینے پر جھولتے لاکٹ پر پڑی۔ وہ جھٹ سے سیدھا۔ ایمان کی سانسیں گلے میں اٹکنے لگیں۔ نبیشہ بھی خوفزدہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر بے دردی سے لاکٹ کھینچ لیا!

پلیزیہ میرے بابا کی آخری نشانی ہے، اسے واپس کر دو پلیزیہ! وہ روتے ہوئے فریاد کرنے لگی۔

ریٹلی؟؟؟ تمہارے باپ نے تمہیں مرنے سے پہلے دیا تھا؟؟؟ یمان کو تعجب ہوا۔
نہیں، یہ مجھے میری بہن نے دیا ہے! پلیزیہ واپس کر دو پلیزیہ! اسکی آواز اب سرگوشیوں میں بدلنے لگی۔

ویری اسمارٹ۔۔۔۔۔ وہ متاثرہ انداز میں بولا۔ بڑے شاطرانہ انداز میں لاکٹ کے اندر ٹریسرفٹ کیا گیا تھا۔

مگر اسکے سامنے یہ ہوشیاری کسی کام کی نہیں آنے والی تھی۔ اس نے لاکٹ زمین پر پھینکا اور بے رخی سے جوتے کے نیچے مسلنے لگا! ان دونوں نے غم و غصے کے عالم میں یہ منظر دیکھا۔

لڑکیوں کو اٹھا لائے اور چیکنگ تمہارا باپ کریگا کیا؟ وہ رخ موڑ کر ان تینوں چاروں پر چلایا۔

وہ دونوں خوف سے سہمی۔ البتہ اسکی زبان سمجھنے سے قاصر تھی وہ جس زبان میں لوگوں سے مخاطب تھا۔ کیسی چیکنگ سر؟ مارشل نا سمجھی سے بولا۔

اس ٹریسر کے ذریعے اگر تمہارے سسرالی یہاں پہنچ گئے تو اپنا انتظام تم لوگ خود کر لینا!
بے وقوف!

وہ سخت نگاہوں سے گھورتا ہوا انکی جانب مڑا۔

پلیز ہمیں جانے دو! ہم نے کچھ نہیں کیا، ہم تو تمہیں جانتے بھی نہیں پلیز! نبیشہ کو اسکے ہر
ہر سے انداز خوف محسوس ہو رہا تھا۔ وہ باقاعدہ رودی۔

ٹھیک ہے! جانے دیں گے، بالکل جانے دیں گے تمہیں مگر!
وہ رکا۔۔۔ ساتھ ہی اسکے چلتے منہ کو بریک لگی۔

اور ان دونوں کی سانسوں کو۔

تھووو۔۔۔ کی آواز کے ساتھ اس نے بل گم ایک طرف پھینکی اور سیدھا ہو بیٹھا۔
ہمارا کام کرنا ہوگا تمہیں! کر دو گی تو آزاد ہو جاؤ گی ورنہ۔۔۔

وہ معنی خیزی سے بات ادھوری چھوڑتا ان دونوں کو باری باری گھورنے لگا۔
ان دونوں کی آنکھیں ابل کر باہر آنے کو تھی۔

سمجھ گئی نا تم دونو؟ وہ تاکید کی نظروں سے دیکھنے لگا۔ انکا تو یہ حال تھا آگے کنواں تھا اور
پیچھے کھائی۔

کام کیا تھا یہ تو خدا ہی جانتا تھا۔ فلحال جان بچانا ضروری تھی۔

سمجھ گئی؟؟؟ اسکی دھاڑ پر خوف و ہراس سے نبیشہ کا سر جھٹ سے ہلا۔

گڈ گرل! اس نے متاثرہ نگاہوں سے سر جھٹکا۔ اور کرسی پر پھیلا۔

غیر ملکی ہو تم دونوں؟ وہ سر سری سا پوچھنے لگا۔

ایمان کا سر اثبات میں ہلایا۔

کیا کر رہی تھی یہاں؟ ہاتھوں کی مٹھی لبوں پر جماتا ہوا دلچسپی سے بولا۔

اسکا لرشپ پراسٹڈی کے لیے آئے تھے! اس نے بمشکل جملہ ادا کیا۔ اس شخص کی نظریں خوف میں مبتلا کئے دے رہیں تھی۔

چہ چہ! سن کر افسوس ہوا۔۔۔ پتا ہے یہ ملک ہی ایسا ہے، باہر سے جتنا خوبصورت ہے

اندر سے اتنا ہی سیاہ اور گہرا ہے، میں بھی جب پہلی بار یہاں آیا تھا تو ایسا ہی تھا! وہ بے

چارگی بھرے لہجے میں بولا۔

ایمان کو لگا وہ اسکا مزاق اڑا رہا ہو جیسے۔

پلیز ہمیں جانے دو، ہم نے کچھ نہیں کیا خدا کے لیے! وہ ایک بار پھر ملتی انداز میں گڑ گڑائی۔

مگر اس پتھر نما شخص کے سامنے رونا دھونا بیکار تھا۔

سنو پچی؟؟؟ کیوں آئی؟؟؟ کیسے آئی؟ اسکا علم تو مجھے بھی نہیں! مگر اب آہی گئی تو اتنی

آسانی سے نہیں جاسکتی تم۔۔۔۔۔ ہر رہائی کی ایک قیمت ہوتی ہے! تمہیں بھی قیمت ادا کرنی

پڑے گی! ورنہ۔۔۔ وہ دوانگلیوں سے گن بنا کر اسکے ماتھے کی جانب پوائنٹ کرتا ہوا بولا۔

ایمان خوف سے لرزی۔

پلیز اسے کچھ مت کرنا! نبیشہ نے دہائی دی۔

نہیں کریگے! دیکھتے ہیں تم کیا کرتی ہو ہمارے لئے! وہ سپاٹ لہجے میں کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ کس مصیبت میں پھنس گئی تھی۔

کہیں، کہیں یہ وہی تو نہیں تھے؟؟ وہ سیزیلین؟؟

اس کے دماغ میں جھماکا سا ہوا۔۔

وہ اس سے آگے سوچ ہی نہ سکی۔ اگر ایسا تھا تو رومیصہ بالکل سہی تھی۔ انکا بھی وہی حشر ہونے والا تھا جو انکے باپ کا۔ یعنی وہ بھی گناہ موت مرنے والی تھی۔

ت ت تم سیزیلین ہو؟ وہ ہمت جٹائی آخر کار بول پڑی۔

ایمان رک کر مڑا۔ سیزیلین کے نام پر اسکے ماتھے پر ناگواری کی لکیریں نمودار ہوئیں۔۔۔ نہیں، مگر اتنا جان لو کہ میں ان سے کئی زیادہ وحشی ہوں! کرختگی سے کہتا باہر نکل گیا۔ جبکہ وہ دنگ رہ گئی۔

سیزیلین بھی نہیں تھے؟؟ تو اور کون تھا پھر؟؟

یا اللہ رحم کر ہم پر! وہ رو دی۔

یہ لوگ بہت خطرناک ہیں یہ ہمیں مار ڈالیں گے نبیشہ! دیکھنا تم! ایمان خوف سے منمنائی۔
چپ کرو یا راہ ایمان، کم از کم مایوسی کی باتیں تو مت کرو ہم انکا کام کریں گے اور بدلے میں
وہ ہمیں جانے دیں گے، اب زیادہ مت سوچو! وہ اسے تسلی دینے لگی۔

تمہیں کیا معلوم وہ ہم سے کیا کروائیں گے نبیشہ!

مباری؟؟؟ قتل؟؟؟ یا کچھ بھی ایسا۔۔۔ تو کیا ہم کر دیں گے؟؟؟ ہم اپنی جان بچانے کی
خاطر کسی کو نقصان نہیں پہنچائیں گے نبیشہ؟؟؟ وہ زندگی سے بھرپور لڑکی آج بے بسی کی
انتہاؤں پر تھی۔ نبیشہ نے بے اختیار آنسوؤں سے ترچہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ سچ ہی تو
کہہ رہی تھی۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

روم شہر میں دھوپ اپنا بوریا بستر سمیٹ چکی تھی۔ انہی دنوں میں سے ایک دن شام ڈھل
رہی تھی جب فرمان عاطر کے وسیع عریض مینشن کے ٹیرس پر پرائیویٹ جیٹ اتر۔

پچاس سالہ شخص سفید بالوں میں انگلیاں پھیرتا ہوا جیٹ کی سیڑھیاں اترتا نیچے آیا۔ اور تکان بھرے انداز میں اپنا کوٹ ریگنر کی کی جانب بڑھا دیا۔

ویلیکم باس! وہ خوشدلی سے کہتا اسکے پیچھے چلنے لگا۔ وہ سر خم دیتا آگے بڑھنے لگا۔ فرمان آج دو مہینے بعد روس سے لوٹا تھا۔ اسکے بعد اسکے بزنس سمیت تمام غیر معیاری مع غیر قانونی کام جن میں وہ ملوث تھا۔ میان کے ذمے تھے۔ جو میان بخوبی انجان دے رہا تھا۔ لفٹ انہیں دوسرے فلور پر پہنچا چکی تھی۔ اس سے آگے راہداری سے گزر کر لائونج تھا۔ جس میں میان پہلے سے ہی موجود تھا۔

میری آنکھوں کی ٹھنڈک! وہ بانہیں پھیلاتے ہوئے گرمجوشی سے میان کی جانب بڑھا۔ مگر مقابل سرد مہری سی تھی۔ وہ خاموشی سے اٹھا اور باپ کے بغل گیر ہوتے ہوئے دوبارہ صوفے پر ڈھے گیا۔

کیسا ہے میرا شیر؟؟ فرمان مقابل صوفے پر براجمان ہوا۔ جیسا نظر آ رہا ہوں! وہ سرسری سا کہتے ہوئے شراب کی بوتل گلاس میں انڈیلنے لگا۔

کوئی مسئلہ تو نہیں ہونا میرے بعد!

بھلا سر کے ہوتے ہوئے کیا مسئلہ ہو سکتا ہے! مارشل کی پیش گوئی پر میان نے تنقیدی نظر نگاہوں سے اسے دیکھا۔

لیکن تمہارے ہوتے ہوئے بہت مسئلے ہو رہے ہیں مارشل! وہ اسکی توجہ ان لڑکیوں کی جانب دلانے لگا۔ جنہیں وہ غلطی سے اٹھا لائے تھے۔ وہ ابھی بات مکمل کر رہا تھا کہ گارڈز نے افریقی نوجوان کے آنے کی اطلاع دی۔

آنے دو۔۔۔ اسے بھی آنے دو

فرمان نے لفظوں کو کھینچ کر ادا کیا

لحے بھر میں وہ اسکے سامنے حاضر تھا۔ اسکے کندھے جھکے ہوئے تھے۔ جس سے فرمان نے اندازہ لگالیا تھا وہ اس بار بھی ہی ناکام لوٹا ہے۔ اس نے ضبط سے مٹھیاں بھیخیں۔

کیا خبر لائے ہو پھر؟ بظاہر اطمینان زدہ لہجے میں کہتا صوفے پر پھیلا۔ جبکہ میان گلاس کو منہ لگائے بے نیاز سا نظر آنے لگا۔

اس نے تو الٹا مجھے ہی گھما دیا باس!

اچھا!!!! فرمان زہر خندی سے گویا ہوا۔

اس نے کہا میں تمہیں اسکا ڈبل دونگا تم ۔۔۔۔۔ تمہم یمان کو مار دو! اس نے کہتے ہوئے سر نہامت سے جھکالیا

یمان نے بے ساختہ اس شخص کو دیکھا۔

ہاہاہاہاہاہاہا! وہ ہنسا اور سر پیچھے کی جانب گرا لے ہنستا چلا گیا۔ اسکے لئے یہ بات مزاق ہو جیسی

فرمان نے عجب نگاہوں سے سپوت کو دیکھا۔ جبکہ مارشل بھی زیر لب مسکرایا اسکی غیر متوقع ہنسی نوجوان افریقی کو خوف میں مبتلا کرنے لگی۔

وہ *** میرے ہاتھوں مرے گا دیکھنا تم! وہ مطمئن سے انداز میں کہتے ہوئے گلاس لبوں سے لگانے لگا۔ اسکی آنکھوں میں شرارے سے پھوٹنے لگے

فرمان نے افسوس سے سر جھٹکا اور اٹھ کر آرام گاہ کی جانب بڑھ گیا۔ میان نے دو انگلیوں کے اشارے سے اس شخص کو غائب ہونے اشارہ دیا۔ تو وہ پل بھر میں نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ جان بچی تو لا کھوں پائے

قبر تک مجھے اپنے پیچھے پائے گا وہ! اس نے آخری گھونٹ حلق میں انڈیلا اور خیالوں میں بہرام کو برے برے القابات سے نوازتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

میری اجازت کے بغیر نہ کوئی اندر جائے گا اور نہ کوئی باہر آئے گا! چاہئے وہ مر ہی کیوں نہ جائیں! وہ مارشل کو سختی سے تنبیہ کرتا ہوا بولا۔ اشارہ لڑکیوں کی جانب تھا۔ اور ہاں۔۔۔ وہ جاتے جاتے رک کر مڑا۔

اگلی ڈیویری کا انتظام کرو، دیکھتے ہیں لوگ جان بچانے کی خاطر کس حد تک جاسکتے ہیں! وہ مزے سے کہتا آگے بڑھ گیا۔ جبکہ مارشل اثبات میں سر ہلاتا داخلی دروازے سے باہر نکل گیا۔

وہ سوئی جاگی کیفیت میں سر ایک طرف گرائے ہوئے تھی۔ جب اسکے کانوں سے ایمان کی آواز ٹکرائی۔۔۔ اسکے سرا بھی بھی شدید درد تھا۔۔۔

نبیشہ! نبیشہ اٹھو مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔۔ پلیز۔۔۔ اٹھو،

ایمان کی لرزتی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تو وہ ہمت جٹتی سیدھی ہو بیٹھی۔ اسکے سر میں درد سے شدید ٹھیسیں اٹھنے لگیں تھیں۔ ضرب لگنے کی وجہ سے خون نکل سر شاید جم چکا تھا۔ وہاں کوئی ہے۔۔۔ دیکھو۔۔۔ نبیشہ وہاں کوئی ہے!

وہ خوف سے کانپنے لگی۔ اس نے رخ موڑا کر دیکھا تو سایہ سالہرا نے لگا۔ دروازے پر شاید کوئی پہرہ دے رہا تھا۔

ت تم ڈرو مت ایمان باہر کوئی ہوگا! تبھی تو سایہ نظر آ رہا ہے۔۔۔ وہ تسلی دینے لگی۔ ڈر اسے بھی لگ رہا تھا مگر کیا کرتی؟

م مجھے بہت ڈر لگ رہا نبیشہ! پپ پلیز کچھ کرو

وہ خوف سے رو دی۔

ایمان پلیمز چپ کرویا، کیوں ہماری مشکلیں بڑھا رہی ہو اگر کسی نے سن لیا تو نہ جانے ہمارے ساتھ کیا کریں گے! صبر کرو یا ر۔۔۔ اس کے گلے میں آنسوؤں کا پھندا سا لگا۔

ایمان کو اک نئے خوف نے آگھیرا۔ وہ دودنوں سے بھوکی پیاسی اس کچی نما کمرے میں قید تھی۔ کس قدر ظالم لوگ تھے کھانا تو دور کی بات پانی تک نہیں دیا پینے۔ زندگی میں پہلی بار سخت مایوس کے عالم میں رونے لگی۔ پلیمز ایمان رو تو مت! نبیشہ نے متلجی نگاہوں سے اسے اور پھر بند دروازے کو خوف سے دیکھا۔

میں نے رومی کے ساتھ بہت غلط کیا نا؟؟؟ اس کا دل دکھایا تبھی میرے ساتھ ایسا ہو رہا ہے نا نبیشہ؟؟؟

اسے اپنی آواز اٹھا گہرائیوں سے آتی سنائی دی۔ نبیشہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ اسے اسکی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔

یہ تم کیسی باتیں کر رہی ہو ایمان؟ تم نے کچھ نہیں کیا اب چپ کرو۔۔۔ وہ اسے ڈپٹی ہوئی بولی۔

سچ کہہ رہی ہونا؟؟؟ رومی کا دل دکھانے کی سزا دی نا اللہ پاک نے مجھے! آنسوؤں کے بیچ اسکی ہچکیاں بندھنے لگیں۔ نبیشہ سخت مایوسی سے اسے دیکھا اور رخ موڑ لیا۔ دودن کی قید

نے اس اس قدر حساس بنا دیا تھا کہ وہ خود کو رومیصہ کا مجرم سمجھنے لگی جبکہ رومیصہ نے تو کبھی اسکا برا نہیں چاہا۔ ہمیشہ درگزر سے کام لیا تھا۔ وہ مکر بھی ان دونوں کا برا نہیں چاہے گی اسے یقین تھا۔

#THE_DARK

25: قسط |

از قلم: اوزائے زبان |

وہ کھانے کی ٹرے سامنے رکھتے ہوئے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ ان دونوں نے خوف سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

وہ ازلی لا پرواہی سے کرسی پر پھیلا۔

میری شکل کیا دیکھ رہے ہو ہاتھ کھولوان کے!

وہ رخ موڑ کر مارشل سے مخاطب ہوا۔ جو سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ رسیوں سے آزاد کرنے لگا۔

ایمان نے اچھتی نگاہ دونوں لڑکیوں پر ڈالی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ چلو اٹھو۔۔۔ !
وہ نبیشہ نے مخاطب ہوا۔ اسکی جان ہوا ہونے لگی۔

ن نہیں! ایمان کے لب پھڑپھڑائے وہ نفی میں زوروں سے سر ہلاتی رونے لگی۔

اٹھوووو، سنا نہیں کیا تم نے؟؟ وہ کرختگی سے بولا۔ ہمیں جانے دو پلیز۔۔۔ پلیز۔۔۔ پلیز!

ایمان نبیشہ کا ہاتھ دبوچتے ہوئے گر گڑائی۔ مگر اس پتھر دل پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ اپنے بات روکیے جانے پر سختی سے اسکی کہنی دبوچتا ہوا باہر لے جانے لگا۔ وہ پتھر کی مورت بنی اسکی گھسٹتی چلی گئی۔

نہیننننن! پلیز ہمیں چھوڑ دو جانے دو ہمیں تم لوگوں کو خدا کا واسطہ! وہ روتے ہوئے چلائی
مگر دروازہ ٹھاء کی آواز کے ساتھ اسکی منہ پر بند کر دیا گیا۔ ایمان کی سانسیں حلق میں اٹکنے
لگیں۔ وہ لوگ کیا کرنے والے تھے؟؟؟

کہاں لے جا رہے ہو مجھے۔۔۔ چھوڑو! اس نے اپنا بازو چھڑاتے ہوئے کمزور سا احتجاج
کیا۔

تم بھول گئی تمہیں بہت سے کام کرنے ہیں! رہائی چاہیے نا؟؟؟؟ ایمان اسے پرے دھکیلتا
ہوا تاکید می نظروں سے دیکھنے لگا۔

اس نے بے بسی سے آنسوؤں کے بیچ سر ہلایا۔ حامی بھرنے کے سوا اسکے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔ نہ جانے وہ اس سے کیا کام کروانے والے تھے؟

ت۔۔ تم جو بولو گے میں وہ کرنے کے لیے تیار ہوں پلیز میری بہن کو چھوڑ دو! اسے جانے دو؟

وہ اس وحشی کے سامنے ہاتھ جوڑنے لگی۔ شاید اسے رحم آ جائے۔

وہ تو تمہیں کرنا ہی پڑے گا، مگر تب تک تمہاری بہن ضمانت کے طور پر ہمارے پاس رہے گی، میری پناہ میں اسے ناخن جتنی کھروچ بھی نہیں آئے گی بے فکر ہو!

وہ آرام دہ لہجے میں کہتا اپنی مخصوص کرسی پر برجمان ہوا۔

اب سنو دھیان سے اس کام کے کچھ اصول ہیں چاہے تمہاری موت واقع ہو جائے تمہیں انہیں پھلانگنے کا سوچنا بھی مت! نبیشہ نے سختی سے لب بھینچے۔۔۔

رول نمبر ون! تمہیں بیگ دیا جائے گا، جو تمہیں ڈلیور کرنا ہے بنا اس کو کھولے! اسکے لہجے میں سختی در آئی۔ نبیشہ کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑنے لگے۔

رول نمبر دو؛ پولیس کی نظروں میں آئے بغیر تمہیں بتائے گئے پتے پر پہنچنا ہے! پولیس کا نام سن کر اسکا حلق خشک ہونے لگا۔

رول نمبر تھری : ان کیس اگر تم پکڑی جاؤ پولیس کے ہاتھوں ۔۔۔ تو 'میں تمہیں نہیں جانتا اور

'تم بھی مجھے نہیں جانتی' کلیئر ؟؟؟

اس سے اچھا ہوتا وہ لوگ اسکی جان ہی لے لیتے۔

اور'۔۔۔۔۔ وہ رکا۔

اگر تم ہمارے مال یعنی اس بیگ کی حفاظت کرو گی تو یقین مانو تمہیں ایسے پروٹیکٹ کیا جائے گا جیسے لوگ اپنی آنکھوں کو کرتے ہیں! سمجھ گئی تم؟ وہ حتیٰ انداز میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔

مارے خوف کے اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا مگر اس نے حامی بھری۔

کم بیمیر، وہ سائیڈ ٹیبل سے موجود ایک چپ نما مائیکروفون اٹھاتے ہوئے بولا۔

وہ کنفیوز سی انگلیاں چٹاتی قدم قدم چلتی اسکے قریب آ کھڑی ہوئی۔

مج۔۔۔ مجھے کیا کرنا ہوگا؟ وہ ہمت جٹاتی ہوئی بول ہی پڑی۔

تمہیں انسٹرکشنز دے دی جائیں گی! وہ مصروف سے انداز میں آلے کو جوڑتا ہوا اسکے

مقابل آ کھڑا ہوا۔ اور کان کے پیچھے جوڑنے لگا۔

اس پریک نخت کپکپی طاری ہونے لگی۔

ڈونٹ موو۔۔۔ وہ برہمی سے بولا۔

نبیشہ نے بے بسی سے اپنے کپکپاتے ہاتھوں کو جوڑتے ہوئے خود پر قابو پانے کی ناکام کوشش کی۔

آئی سیڈ ڈونٹ موو! وہ اسکے ہاتھوں کی لرزش نوٹ کرتا ہوا اس بار آہستگی سے بولا۔ اس نے سختی سے پلکیں میچے خود پر پایا۔

دو گھنٹے بعد تمہاری فلائٹ ہے! گوگیٹ ریڈی! وہ آلہ اسکے کان کے گرد چسپاں کیئے دور ہوتا ہوا بولا۔

ف فلائٹ؟ وہ نا سمجھی سے بولی۔

روس کی فلائٹ! وہ کہتا ہوا فائلوں میں مصروف نظر آنے لگا۔ اور نبیشہ کے سر پر گویا چھت آگری ہو۔

وہ نہتی اب روس جائے گی؟ کیسے؟

اس نے تو آج تک گھر سے مارکیٹ تک کا سفر اکیلے طے نہیں کیا کجا کہ کہیں دور کسی دوسرے ملک میں سفر کرنا۔

کل موسکوائیر پورٹ پر لینڈ کرتے ساتھ ہی ہمارا مال ڈلیور کرنا اور اگلے دن اٹلی کی فلائٹ پکڑ کر واپس آجانا! فرض کرو یہ تمہارے لیے ایک ٹپ کی طرح ہے، انجوائے یور سیلف وہ تمسخرانہ انداز میں کہتا اٹھا اور باہر نکل گیا۔ نبیشہ کسی پتے کی مانند لرز نے لگنے۔

مج مجھے اپنی بہن سے ملنا ہے ایک بار پلیمز! وہ منت بھرے انداز میں مارشل سے مخاطب ہوئی۔

بے چارہ مارشل اسکے آنسو کے سامنے کمزور پڑا۔ دراصل غلطی سراسر اسکی تھی۔۔

وہ اسکی کہنی تھامے اسے پہلے کی سی جگہ پر لے آیا۔ صرف دو منٹ! وہ تنبہ کرتا ہوا ایک طرف ہوا۔

نبیشہ۔۔۔ ایمان اسے دیکھ کر جان میں جان آئی۔

تم بالکل بھی فکر مت کرو میں یہاں سے چھڑا لوں گی تمہیں، ٹھیک ہے تمہارے بغیر بالکل نہیں جاؤں گی یہاں سے چاہے کچھ بھی جائے! وہ اسے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیے محبت بولی۔

ایمان کو کچھ بہت غلط ہونے کا احساس ہوا۔

ت ت تم تم کہاں جا رہی ہو؟ وہ ہونکو کی طرح اسے دیکھنے لگی۔

یہ لوگ مجھے روس بھجوا رہے ہیں! ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا اور وہ پھوٹ کر رودی۔

ن نہیں نہیں! نہیں نہیں ت تم مت جا نو پلیز مجھے چھوڑ کر مت جا نو مجھے یہاں سے بہت خوف آتا ہے پلیز نبیشہ مت جا نو نا! وہ منتوں پر اتر آئی۔

جانا پڑے گا ایمان! بس تھوڑا سا صبر کر لو صرف دو دن کی بات ہے پھر ہم یہاں سے آزاد ہو جائیں گے! وہ اسے بچوں کی طرح پچکار تے ہوئے بولی۔

بس بہت ہو گیا! مارشل کی رعب دار آواز کے ساتھ وہ بھی آٹپکا۔ اور ساتھ ہی اپنے ساتھ گھسیٹنے لگا۔

نہیں! رکو پلیز! نبیشہ مجھے چھوڑ کر مت جا نو! نبیشہ پلیز رک جا نو مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے! وہ چلا چلا کر دہائیاں دے رہی تھی۔ مگر وہاں موجود کسی نفوس پر بھی اسکا چیخ و پکار کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ نبیشہ خود تو اس کے گھسٹتی جا رہی تھی مگر اسکا دل کہیں بہت پیچھے رہ گیا۔ وہ بے جان گڑیا کی طرح گاڑی میں بیٹھی مارشل کے ہمراہ کسی اپارٹمنٹ میں آ گئی۔ وہ اسے کسی اسٹائلسی لڑکی کے پاس چھوڑ کر مطلوبہ ہدایت دیتا باہر نکل گیا۔ نبیشہ کے اعصاب جواب دے گئے۔ وہ ہولے سے پلکیں گرا نے زمین پر سرکتی چلی گئی۔

یہ بیگ دھیان سے رکھنا کہیں کچھ توڑ مت دینا! اس میں میری پرسنل کیئر کا سامان ہے
بھئی!

وہ ہانک لگا کر اپنے مینیجر کو یاد دلانے لگی۔

کہاں جانے کی تیاری ہو رہی ہے؟ وہ ٹاول سے سر رگڑتا سیڑھیوں سے نیچے جھانکنے لگا۔

ہاہ! تم ابھی تک تیار نہیں ہوئے؟
وہ اسے دیکھ کر حیران رہ گئی۔

کیوں؟ میری شادی ہے آج؟ وہ غالباً اچھے موڈ میں تھا۔ شرانے نے بمشکل لب دبائے۔

وہ بھی ہو جائے! تم جلدی سے تیار ہو جاؤ ہمارے آدھے گھنٹے بعد میلان کی فلائٹ ہے،
بھول گئے تم

برینڈ کے لانچ کے لیے فیشن شو آرگنائز کیا میں نے اتنی محنت سے یشم اور تم ہو کہ! وہ
سخت برہم ہوئی۔

اوہہ! تو ٹھیک ہے۔۔۔ تم جاؤ میں آتا ہوں کچھ دنوں تک!

وہ سرے سے بھول چکا تھا۔

کچھ دنوں تک؟ چار دن بعد فیشن شو ہے اور تم کچھ دنوں بعد آؤ گے! وہ چیخی۔

اچھا ٹھیک ہے دو دنوں بعد آ جاؤنگا تاتیا! ابھی نہیں آ سکتا سمجھو یا۔۔۔ میرا بہت بڑی شیڈول ہے!

کہتے ہوئے اس نے شرانے کو آنکھ ماری۔ جو کچھ سمجھ چکی تھی۔

ہا۔۔۔ ہاں ہاں! سر ٹھیک کہہ رہے ہیں! وہ بوکھلائی۔ افسفٹ! ٹھیک ہے تم دھیان رکھنا اسکا! وہ لمبی سانس اندر کھینچتے ہوئے ہارمان کر بولی۔

یہ کیوں میرا دھیان رکھے گی! میں کوئی بچہ تھوڑی نہ ہوں! وہ ہارمان گیا۔

ٹھیک ہے بھی آپ اپنا خیال رکھنا! شتم صاحب! وہ مصنوعی انداز میں بولی۔ تویشتم کو جی بھر

کر پیار آیا۔ وہ ٹاول پھینک کر سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے آیا اور چٹا چٹ اسکا منہ چومنے لگا۔

اونہسوں! دور ہٹو! وہ اسے پرے دھکیلتی ہوئی بال سنورانے لگی۔ وہ بے ساختہ ہنس دیا۔

اپنا بہت خیال رکھنا میری جان! اور میڈیسن ٹائم پر لینا، وہ اسکے بغل گیر ہوتی ہوئی بولی۔

آپ بھی تاتیا مادام، وہ فرمانبردار بچوں کی طرح مسکراتے ہوئے سر ہلانے لگا۔ گاڑی

پورچ سے باہر نکلنے کی دیر تھی۔ وہ پارٹی۔۔۔ پارٹی چلانے لگا۔

شرانے نے بے اختیار کانوں پر ہاتھ رکھے۔

ڈاکٹر نے الکوحل سے منع سے کیا سر!

وہ اسے یاد دلانے لگی۔

اوہ؟؟؟ اچھا! ہو سکتا ہے تمہیں کہا ہو کیونکہ مجھ سے تو ایسا کچھ نہیں کہا ڈاکٹر نے! وہ اسکی بات کو مزاق میں اڑاتے ہوئے سپڑھیاں پھلانگتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ ہفففففف! شرائے نے ایک لمبی سانس اندر کھینچی اور ٹیبلٹ اٹھالیا۔ پھر سے وہی روٹین شروع ہونے والی تھی اسکی۔

جب اسے ہوش آیا تو اس نے خود کو بیڈ پر پڑا پایا۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ کہاں تھی وہ اس وقت؟ اس نے ارد گرد نگاہیں گھما کر دیکھا کمرے میں کوئی نہیں تھا سوائے اسکے۔ گلاس وال کے اس پار بڑی بڑی عمارتیں نظر آرہی تھی۔ جب اسکی نظر گلاس وال پر ابھرتے اپنے عکس پر پڑی تو از حد حیران ہوئی۔ اس نے بے ساختہ اپنا چہرہ چھوا۔ میک اپ سے سیاہی زدہ آنکھیں، سرخ لپ اسٹک لال گال! اسٹریٹ بال کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ سیاہ رنگ کا اسٹائلس سالباس پہنے وہ خود کو پہچان ہی نہ پائی۔

یہ کس نے کیا؟ وہ بے اختیار مڑ کر کسی نفوس کو تلاش کرنے لگی۔ مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ غیر ارادی طور پر اسکی نظر دیوار پر چسپاں چٹ پر پڑی۔ جس پر 'وقت' کے ساتھ ساتھ وارننگ بھی تھی۔ ٹھیک آدھے گھنٹے کے بعد اسکی فلائٹ تھی۔ اور اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلی تو لمبی سی راہداری میں کمرے ہی کمرے تھے۔ غالباً وہ کسی ہوٹل میں تھی۔ اس نے گھبرا کر دروازہ بند کر دیا۔ اور کمرے کے سائیڈ ٹیبل کھنگالنے مگر وہاں کچھ نہ تھا۔ اسنے کبڈ کھولا تو اس میں سفری بیگ کے ساتھ ایک ہینڈ بیگ پڑا تھا۔ وہ کئی دیر خوف سے اس بیگ کو گھورتی رہی۔

کیا ہو سکتا تھا اس بیگ میں؟ پھر اسے کھینچ کر نیچے اتارا اور سینڈل پہننے لگی۔ ایک پل کو اسکا دل چاہا وہ سب کچھ چھوٹ چھاڑ کر بھاگ جائے یہاں سے

مگر ایمان کا خیال اسکے پیروں میں زنجیریں باندھنے کے لیے کافی تھا۔ وہ اپنی بہن کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی۔ اس نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا وہ کس قدر خوفزدہ لگ رہی تھی ڈر کے مارے اسکے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ اس نے بیگ سے چشمہ نکال کر آنکھوں پر سجایا اور خود کر پر سکون کرنے کی خاطر لمبی لمبی سانسیں بھرتی بیگ کھینچتے پونے باہر آگئی۔ راہداری سے ایگزٹ کا رخ کرتے ہوئے اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے سب کی نظر اسی پر ہے نے مڑا کر دیکھا تو کوئی بھی اسکی طرف مخاطب نہیں تھا۔ وہ رخ موڑ آگے چل دی

- ہوٹل کے باہر گاڑی پہلے سے موجود تھی نہ جانے کس کے لئے تھی۔ مگر اس شخص نے اسے دیکھ کر گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔ اسکے ہاتھ کا نپنہ لگے۔ وہ خود کو مطمئن ظاہر کرتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔ گاڑی اپنے سفر رواں دواں تھی جب ڈرائیور نے فون ملا کر اسکی جانب بڑھایا اس نے کچھ پس و پشت کے بعد فون تھام لیا۔

Don't be afraid!

بیگ کی اوپری زپ میں کچھ ہے اسے کان کے ساتھ لگا لو تمہیں انسٹرشنز ملتی رہیں گی! بس اسکے بعد فون بند ہو گیا۔ وہ کپکپاتے ہاتھوں سے آلہ تلاش کرنے لگی۔ گاڑی اسے ایئر پورٹ پر چھوڑ کر چلی گئی وہ ہونکوں کی طرح آتے جاتے لوگوں کو دیکھنے لگی۔

یہاں کھڑی کس کا انتظار کر رہی ہو! جاؤ سامان کی چیکنگ کرو! اور اپنی سیٹ پر بیٹھ جاؤ! آواز اسکے کان کے پاس ابھری۔ ایک پل کو تو ڈر کر اچھلی۔ پھر حواسوں پر قابو پاتے ہوئے بیگ کھینچتی آگے بڑھ گئی۔ سامان کی چیکنگ کے دوران اسکا سانس گلے میں اٹکا ہوا تھا۔

کیا ہوا اگر بیگ سے غیر اخلاقی چیز برآمد ہو جائے؟ اور اٹلی پولیس اسے سزا کے طور پر پھانسی پر چڑھا دے؟؟؟ یا

جیل میں ڈال دے؟؟؟

یہ سوچیں اسکی جان لینے کے درپے درپہ تھیں۔

Have a safe journey madam

آفیسر نے اسکے کاغذات لٹاتے ہوئے مسکرا کر کہا تو وہ ہکا بکارہ گئی۔ ان لوگوں نے

سب کچھ پہلے سے ہی پلین کر رکھا تھا؟؟؟ ایئر پورٹ کا عملہ بھی اس میں ملوث تھا؟

سر ہلاتے ہوئے اپنا پاسپورٹ تھاما اور آگے بڑھ گئی۔ اسے بزنس کلاس کی سیٹ فراہم کی

گئی تھی۔ جس میں کچھ چند لوگ جو شکل سے بزنس مین معلوم ہو رہے تھے اور اس کے علاوہ

کوئی نہیں تھا۔ وہ خاموشی سے بیگ ٹھکانے پر رکھتی اپنی جگہ پر آ بیٹھی۔ سارے راستے پل

بھر بھی اسے سکون میسر نہیں ہوا۔ رہ رہ کر اسے ایمان کا خیال آ رہا تھا نہ جانے وہ اسکے بغیر

کیسی ہوگی؟ اس نے کھانا کھایا ہو گا یا نہیں؟ یا اللہ اسے اپنے امان میں رکھنا۔۔

دکھی دل سے دعا کرتی کرسی کی پشت ٹیک لگالی۔

www.urdu novels mania.com

رورو کر اسکی آنکھوں سے آنسو سوکھ چکے تھے۔ مگر یہ وقت گزر کے نہیں دے رہا تھا

۔ اکیلے پن کے خوف سے اسکی جان جا رہی تھی۔ جس کی جگہ پچھتاوے نے لے لی تھی۔

نبیشہ سہی کہتی تھی تمہارے ایڈونچر کسی دن ہماری جان لے لیں گے! جان لے لی تھی ان دونوں بہنوں کو جدا کر دیا تھا۔ اس سے برا اور کیا سکتا تھا کاش۔۔۔۔ وہ رومیسہ کی بات مان لیتی اور لاہور یونیورسٹی میں ایڈیشن لے لیتی! کاش وہ یہاں آتے ہی نہ! کاش۔۔۔۔ کاش وہ ندامت سے آنسو بہاتی دیوار پر اپنا سر پٹختے لگی۔

تبھی دھاڑ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور وہی شخص کھانا لیئے حاضر تھا جو پچھلے دو دنوں سے انکا نگرہاں تھا۔ اسکی نظریں ایمان کو سخت خوف میں مبتلا کیئے دے رہی تھی۔ کھانا کھا لو!

وہ وہ کمینگی سے مسکراتا ہوا بولا۔

ایمان بے اختیار خود میں سہٹی۔

سنا نہیں تم نے کھانا کھا لو! وہ اپنی بات دہرانے لگا۔

مگر وہ اپنی جگہ سے ہلی تک نہیں۔

تم ایسے نہیں مانوگی، تمہیں اپنے طریقے سے سمجھاتا ہوں،۔۔۔ وہ پستول ایک طرف رکھتا اپنا کوٹ اتارنے لگا! ایمان کا اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

وہ کیا کرنے والا تھا؟؟؟؟

مجھے نہیں کھانا کھانا، تمہیں سمجھ نہیں آتی

وہ خوفزدہ ہو کر چیخی۔

وہ کوٹ ایک طرف پھینکتا دروازہ بند کیا اور اسکی بازو پکڑ کر کھینچنے لگا۔

چھوڑو مجھے! وہ روتے روتے چلائی۔ قسمت نے انہیں کیسے کیسے دن دکھائے جہاں عزت بچانا بھی مشکل ہو گیا تھا۔ چھوڑو مجھے، کیا کر رہے ہو تم! وہ چلائی۔

تبھی دھاڑ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور وہی لمبا چھوڑا نوجوان جسے وہ لوگ 'باس' کہہ کر پکارتے تھے وہ نمودار ہوا۔ ایمان سینے کے گرد بازو پھیلاتی ایک کونے میں دہکی۔ اس شخص کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔

کیا ہو رہا تھا یہاں؟ وہ سر تا پا قبر بھری نگاہوں سے دیکھتا ہوا بولا اور ساتھ ہی مکوں کی بھرمار اس شخص پر کر دی۔ ایمان خوف سے کانپنے لگی۔ وہ جس بے رحمی سے اس شخص کے مار رہا تھا اسکا مرجانا طے تھا۔ ایمان اسے کھینچتے ہوئے باہر دھکیلا۔

اس شخص کا اتارا ہوا کوٹ ایمان کی جانب پھینکا۔ اور دھاڑ کی آواز کے ساتھ دروازہ بند کر دیا۔ وہ خوف سے سہمی کوٹ اپنے گرد لپیٹتے ہوئے کھڑی سے باہر جھانکنے لگی۔ اور پھر اس نے دیکھا وہ شخص اسکے قدموں میں بیٹھا ہاتھ جوڑ رہا تھا اپنی جان کی بھیک مانگ رہا تھا مگر اس نوجوان کو اس پر رحم نہ آیا اس نے بندوق کے کئی فائر اسکے سینے میں اتار دیئے۔ وہ آنکھیں پھاڑے خوف سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ دونوں ہاتھ اپنے منہ پر سختی سے

جماتے ہوئی اس نے چیخوں کا گلا گھونٹا اور دیوار کے ساتھ لگی کانپنے لگی۔ اب اسکے ساتھ کیا ہوگا؟

کئی گھنٹوں کی تھکا دینے والی فلائٹ کے بعد آخر کار جہاز کی موسکوائس پورٹ پر لینڈنگ ہوئی اور وہ بیگ کھینچتی عجلت میں ایئر پورٹ سے باہر نکلی۔ وہ ٹیکسی کی تلاش میں ادھر ادھر نگاہ دوڑانے لگی۔ جب اسکی نظر سڑک کے اس پار سیاہ رنگ کی دو گاڑیوں پر پڑی۔ غالباً وہ انہی کے لوگ تھے۔ وہ آنکھوں پر چشمہ سجاتی ہوئی آگے بڑھی۔ جلد سے جلد گلے میں لٹکتی تلوار سے جان چھڑوانا چاہتی تھی۔ اسے دیکھ کر گارڈز نے دروازہ کھولا اور وہ اندر جا بیٹھی۔ وہ 'مارشل' نامی شخص گاڑی کے اندر موجود تھا۔ اسے دیکھتے ہی مسکرایا۔

--- Bravoooo

اور بیگ اپنے قبضے میں لے لیا۔

ت تمہیں اتنی سہولیتی درکار ہیں یہ کام خود بھی تو کر سکتے تھے، بے ساختہ اسکے لبوں سے ادا ہوا

سسی کہا تم نے مگر، وہ رکا۔۔۔

یہ دنیا خوبصورت لوگوں کی ہے اب دیکھو تم پر کسی نے شک بھی نہیں کیا اور مجھے دیکھو! کیا میں یہ کام کر سکتا ہوں؟؟؟ شکل سے ہی بد معاش لگتا ہوں۔۔۔ وہ دم بخود رہ گئی دنیا کتنی چال باز تھی اسے کچھ کچھ اندازہ ہونے لگا تھا۔۔۔

اور۔۔۔ میری بہن۔۔۔! وہ نا سمجھی سے ان تماموں کو دیکھنی لگی۔ کام پورا نہیں ہوا ابھی مادام! ہمارا ڈرائیور ہوٹل چھوڑ دے گا واپسی کی فلائٹ دو دن بعد ہے تب تک لیجئے ایک اور کام ہے تمہارے لیجئے ہمارے پاس! وہ مسکراتا ہوا بولا جبکہ اسکے چہرے کی ہوائیاں اڑنے لگی۔

مگر تم لوگوں نے کہا تھا۔۔۔ ہاں کہا تھا وہ بھی یہی نے کہا تھا یہ بھی ہم ہی کہہ رہے ہیں! خاموشی سے سب کرتی جاؤ ورنہ انجام بہت برا ہوگا! وہ آخری الفاظ سختی سے کہتا ہوا آنکھوں پر گاگز جماتا بیگ لیجئے باہر نکل گیا۔

نبیشہ کے گالوں پر بے بسی سے آنسو بہنے لگے۔ ڈرائیور ماسکوائس پورٹ سے اسے شاندار ہوٹل میں ڈراپ کیئے غائب ہو گیا وہ ریسپشن سے اپنے کمرے کی 'کی کارڈ' لیجئے بوجھل

قدموں سے اندر آئی اور اوندھے منہ بیڈ پر گرنے کے سے انداز میں لیٹتے ہوئے پھوٹ
پھوٹ کر رودی۔

شام کے چھ بج رہے تھے جب فون کی بیل پر اسکی آنکھ کھلی وہ روتے روتے کب سو گئی
اسے پتا ہی نہیں چلا۔ یہ فون بھی اسے انہی کی طرف سے دیا گیا تھا۔ سوان جلا دوں کے
علاوہ اور کون ہو سکتا تھا اس نے سوچا۔ اور فون کان سے لگایا۔
سائیڈ ڈرار میں ایک خاکی لفافہ اور ایک چٹ پڑی ہے! اس لفافے کو لو اور چٹ پر لکھے
ایڈریس پر پہنچاؤ!

اگلا حکم حاضر تھا۔ وہ بے بسی اٹھ کھڑی ہوئی۔ کبڈ میں ایک عدد کپڑوں کا جوڑا پہلے سے
موجود تھا۔ اس نے شور لے کر سادہ لباس پہنا اور لفافہ اٹھا کر باہر آ گئی۔ ماسکوں میں اس
وقت شام اتر رہی تھی اسکی خوبصورتی دیدنی تھی۔ اس نے زندگی میں کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ
روس یا کسی دوسرے اجنبی ملک اکیلے سفر کرے گی۔ وہ سڑک پر بے مقصد چلتی جا رہی

تھی جیسے کوئی بچہ اپنی ماں سے ہنچڑ گیا ہو۔ تبھی ایک ٹیکسی اسکے قریب آرکی۔ وہ سمجھ نہیں پائی وہ شخص مقامی زبان کیا کہہ رہا تھا۔ اس نے غائب دماغی سے ایڈریس ڈرائیور کے حوالے کیا اور تکان سے سر سیٹ کی پشت پر ٹکا دیا۔ کچھ ہی لمحوں بعد گاڑی مطلوبہ جگہ پر رکی۔ وہ پوش علاقہ تھا۔ انتہائی خوبصورت ہم رنگ قطار در قطار گھر بنے ہوئی تھیں۔ جو ایک ہی جیسے معلوم ہو رہے تھے۔ اس نے چٹ پر مکان نمبر دیکھا اور قدم قدم چلتے دروازے کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ بیل پر ہاتھ رکھ کر وہ ایک طرف ہو گئی۔ اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا اور دروازہ کھلا۔ مگر جو منظر اس نے دیکھا اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ وہ سلینا تھی۔ انکی روم میٹ سلینا۔

ت تم؟ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ بمشکل لفظ اسکے لبوں سے ادا ہوئے۔
کیا مطلب؟ کیا کر رہی ہو؟ میرا گھر ہے یہاں! وہ اکھڑ مزاجی سے بولی۔
لاؤ میرے پیسے دو! وہ ہاتھ بڑھا کر بولی۔
کیس۔۔۔ کیسے پیسے؟؟؟ نبیشہ اپنی جگہ شکا کر رہ گئی۔

وہی جو تم لائی ہو! اب دماغ کا دہی مت کرو پیسے دو اور اپنا راستہ ناپو! وہ بد لحاظی سے بولی۔
نبیشہ اب کچھ کچھ سمجھنے لگی۔ یہ سب تم نے کیا نا؟؟؟؟ وہ بے یقینی سے پوچھنے لگی۔

سلینا نے اکتاہٹ بھرے انداز میں اپنا ہاتھ واپس کھینچا۔ ہاں! میں نے کیا ہے تو؟؟؟ کچھ غلط کیا کیا؟ انہیں لڑکیوں کی ضرورت تھی اور سچ بتاؤں تو میں اس کام سے بور ہو گئی تھی سو میں نے جان چھڑانے کی خاطر تمہارا نام بتا دیا۔ بتاؤ کیا غلط کیا اس میں؟ تم بھی تو غریب ملک سے آئی ہو آخر۔۔۔ پیسے کماؤ اور عیش کرو! اسکی باتیں سن کر نبیشہ کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔

ہماری بہن نے پانی پانی جوڑ کر اپنے خون پسینے کی کمائی سے ہمیں یہاں تک پہنچایا تھا، اور تم نے سب خاک میں ملا دیا۔۔۔! اسکا ضبط جواب دے گیا۔ اس نے غصے سے ایک زور دار تھپڑ سلینا کے منہ پر دے مارا۔

جاہل عورت! یہ کیا کیا تم نے؟ وہ جلالی انداز میں چیخنی۔ سلینا کا چہرہ غصے سے سرخ پڑا۔ اس نے پل بھر میں بندوق نکال کر اس پر تانی۔ مگر اس بار نبیشہ کو زرا خوف محسوس نہیں ہوا۔

www.urdu novelsmania.com

کیا تھا اس بیگ میں؟؟ وہ نظریں اس پر گاڑے مضبوط لہجے میں بولی۔
کم آن اوور ایکٹنگ مت کرو! جیسے تمہیں نہیں پتا اس بیگ میں کیا تھا مجھے میرے پیسے دو اور جاؤ یہاں سے ورنہ بہت برا ہوگا! وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولی
میں نے پوچھا کیا تھا اس بیگ میں؟ وہ اپنا سوال دہراتی اٹل انداز میں چلائی

بلیک منی، اسلحہ، ہیروئن ایسی بہت سی اور چیزیں ہو سکتی ہے! وہ بولی۔ نبیشہ کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ وہ جانے بغیر اتنا سنگین جرم کر آئی تھی۔

اللہ غارت کریں تمہیں! وہ غصے اور نفرت سے خاکی لفافے زور سے اسکے منہ پر مارتی وہاں سے چلی آئی۔ چلتے چلتے اسکے اعصاب شل ہونے لگے۔ اسکی ہمت جواب دے گئی تھی۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے سڑک کے ایک طرف رکھی کرسی پر گرتی بری طرح رو پڑی۔ وہاں سے گزرتا بوڑھا زہیف شخص اسے روتا دیکھ کر پانی کی بوتل اسکی جانب بڑھانے لگا۔ جو اس نے دو گھونٹ بھرنے کے بعد واپس کر دی۔ وہ بوڑھا شخص اسے اور بھی بہت کچھ کہہ رہا تھا مگر وہ سن کہاں رہی تھی۔ بس خاموشی سے چلتے جا رہی تھی۔ انجان سڑکوں پر۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

فون بجنے کی آواز پر وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ وہ کل کس وقت واپس آئی اور کب سوئی اسے کچھ خبر نہ ہوئی۔

گڈ مارنگ مادم۔۔۔ اس شخص کی گھمبیر آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔
ک ک کون؟ کون ہے؟ وہ بوکھلائی۔

Well, the devil..

یمان اطمینان مزے سے بولا۔ وہ سمجھ چکی تھی وہی شخص تھا جسکے کہنے پر اسکی زندگی جہنم بن چکی تھی۔ تم وہاں خواب و خروش کے مزے لوٹ رہی ہو اور یہاں۔۔۔ اس نے معنی خیزی سے جملہ ادھورا چھوڑا۔

یہاں؟ یہاں کیا؟ کیا یہاں! میں نے پہلے بھی کہاں تھا میری بہن کو کچھ مت کرنا میں سب کرنے کے لیے تیار ہوں! نبیشہ کا دل ڈوب کر ابھرا۔

فحال تو کچھ نہیں کیا مگر! ہمارے کچھ لوگوں کی نیت خراب ہو گئی تھی یونو، خوبصورت بہت ہے نا تمہاری بہن انفار چوٹلی مجھے اپنے ہی آدمی کو مارنا پڑا اب کون جانے اگلی بار وہ بچ پاتی ہے یا! نبیشہ کے پسینے چھوٹنے لگے۔ فون بند ہو چکا تھا وہ شکڑہ گئی اسکی باتیں سن کر یہ سچ تھا۔ یا پھر کوئی نئی دھمکی۔ جو بھی تھا وہ از حد پریشان ہو چکی تھی۔ یا اللہ اسکی حفاظت فرما۔ میں کیا کرو؟ کہاں جاؤں اگر یہ کام کرنے کے بعد بھی ہمارا ان پیچھا نہ چھوٹا تو؟؟؟ یہ کیسی آزمائش میں ڈال دیا ہے تو نے مجھے! وہ بالوں میں انگلیاں پھنسائے کمرے میں چپکے کاٹنے لگی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ اوپر سے اس نے ہفتوں سے ڈھنگ سے کچھ کھایا بھی

نہیں تھا کمزوری کے باعث اسکا سر چکرانے لگا۔ اس نے شاور لیا اور نیچے آگئی۔ لابی میں کئی لوگ ٹیبلوں پر موجود تھے۔ اس نے بے دلی سے دو چار لقمے زہر مار کیے اور اٹھ کھڑی ہوئی آج اسکی واپسی تھی وہ جلد سے جلد واپس جانا چاہتی تھی۔ مگر دوسری طرف ہنوز خاموشی تھی اسے فلائٹ کے حوالے سے کوئی میسج یا کال موصول نہیں ہوا۔ وہ بوجھل دل سے ہوٹل سے باہر نکل آئی۔ مین روڈ پر لوگوں کا جیسے سیلاب امد آیا ہو۔ روڈ کے اس پار پولیس اسٹیشن تھا۔ ایک پل کو اسکا دل چاہا پولیس کو سب بتا دے۔ اسی لمحے اسے نوٹیفیکیشن موصول ہوا۔ اس نے فون کان سے لگایا۔ جیسے جیسے وہ سنتی جا رہی تھی اسکے اوسان خطا ہونے لگے۔ یہ ایمان کی آواز تھی وہ چلا رہی تھی خوف سے۔ فریاد کر رہی تھی۔ تبھی اسکے فون پر کال آنے لگی۔ کیا کیا ہے تم نے میری بہن کے ساتھ؟؟؟ وہ روتے ہوئے چلائی۔

تم پولیس اسٹیشن کے باہر کیا کر رہی ہو! غصیلی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔ اور خوف نے اسکو اپنے لپیٹے میں لے لیا۔ وہ مڑ مڑ کر دیکھنے لگی۔ جیسے کسی نفوس کو تلاش کر رہی ہو۔ انہیں کیسے پتا چلا؟ وہ یہاں بھی اسکا پیچھا کر رہے تھے؟ اسکی جان ہوا ہونے لگی۔

م۔۔۔م۔۔۔ میں پولیس اسٹیشن نہیں جا رہی تھی تم لوگوں کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے پلیز اسے کچھ مت کرنا! پلیز پلیز تمہیں خدا کا واسطہ ہے! وہ چیخی۔ مگر فون کب کا بند ہو چکا تھا۔ وہ تیزی سے جانے کے لئے مڑی۔

مگر یہ کیا؟ وہاں لوگوں کا سیلاب اٹھ آیا اچانک سے۔ شاید کوئی فیسٹول تھا یہاں آج۔ اس میں اب اور سکت نہیں تھی۔ وہ اور نہیں سہہ سکتی تھی اسے کسی بھی حال میں رومیصہ کو بتا دینا چاہیے تھا۔ وہ ضرور کوئی نہ کوئی حل نکال لے گی۔ مگر کیسے؟ وہ ہر جگہ سے اس پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ یہاں تک وہ کسی فون بوتھ سے کال بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اس بے دردی سے آنسو پونچھے اور لوگوں کے سیلاب کو چیرتی آگے بڑھنے لگی۔ جب بری طرح کسی سے ٹکرائی۔

روڈ پر اسکی گاڑی خراب ہو چکی تھی سو اس نے پیدل چلنے کا سوچا مگر لوگوں کے اس سیلابی ریلے نے اسے سخت کوفت میں مبتلا کر دیا وہ اپنے فیصلے پر سخت پچھتاتے ہوئے خود کو کوس رہا تھا کہ بے دھیانی میں زور سے کسی ٹکرایا۔

Pardon! Pardon!

(سوری۔۔۔سوری)

اس نے جھٹ سے کہا۔

نبیشہ کا سر چکرانے لگا اچانک سے۔ مگر اس نے ہار نہیں مانی تبھی اسکے دماغ ایک خیال کودا۔ وہ سوچے سمجھے بغیر اس اجنبی شخص کے سینے پر جماتے ہوئے اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے دیوار سے لگا۔

Izvinitemenya???

(Excuseme??)

یشم اس افتاد پر ہوا میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے بوکھلایا۔
پلیز پلیز پلیز پلیز ہیلپ می پلیز! وہ سختی سے آنکھیں میچے منت بھرے انداز میں اس کے سینے سے سر اٹھا کر بولی۔ اور اسے دھکیل کر ایک کونے میں عمارت کی دیوار سے لگا دیا۔ یشم تعجب سے اس لڑکی کو دیکھنے لگا۔ اسکا سامنا ایسے کئی 'ڈائے ہارٹ' فینز سے ہو چکا تھا مگر۔۔۔

سرخ آنکھیں، سلگتی ناک، عنبابی لب مکھن کی طرح چمکتا چہرہ! سیاہ بال کی کچھ لٹھیں اسکے سینے پر، تو کچھ اسکے چہرے کا طواف کر رہی تھی

وہ جو کوئی بھی تھی بہت خوبصورت تھی۔ یشم کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا۔
پلیز ہیلپ می! وہ پھر سے التجا کرنے لگی۔ غالباً وہ اسے کسی چیز خوفزدہ لگ رہی تھی۔

H,howmayIhelpyou?

وہ اپنے حواسوں میں لوٹتے ہوئے بمشکل اسکے چہرے سے نظر ہٹاتا ہوا بولا۔ وہ تو اسے کچھ اور ہی سمجھ رہا تھا تمہارے پاس فون ہے؟؟؟ وہ رخ موڑ کر نہ جانے کسے ڈری سہمی پوچھنے لگی۔

آہ۔۔۔ ہہاں! ہاں ہے۔۔۔ وہ حواس باختہ سا ہو کر جیب ہاتھ مارتے ہوئے فون نکال کر اسکے سامنے کیا۔ جو نبیشہ نے تقریباً جھپٹ کر رومیصہ کو کال ملانے لگی۔

Chtostoboy???
(Whatsthematterwithyou???)

وہ اسکے ہاتھوں کی کپکپاہٹ تو کبھی مڑ مڑ کر پیچھے دیکھنا نوٹ کرتے ہوئے اچھنبے سے پوچھنے لگا۔

رومیصہ پلیز فون اٹھاؤ پلیز پلیز! وہ اسکی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے بے بسی سے رودی اسکے پاس یہ آخری موقع تھا۔

Ehehneplach'
(Don'tcry)

اسے روتے دیکھ کر نہ جانے کیوں یشم کے دل کو کچھ ہوا۔ مگر وہ سن کہاں رہی تھی۔ اگر وہ اپنے حواسوں میں ہوتی تو اسے کب کا پہچان لیتی۔ آخر کار یشم الیم کا ذکر سب کے زیادہ انہی کے ہاسٹل روم ہوا کرتا تھا۔

ہے۔۔۔ ہے ہیلو رومی! فائنلی کال رسیو کر لی گئی۔ وہ بری طرح رو پڑی۔ دوسری طرف رومیصہ اس سے رونے کا سبب پوچھ رہی تھی۔ مگر اسکی زبان ساتھ نہیں دے رہی تھی وہ بس رونے جا رہی تھی۔ اسے روتا دیکھ کر یشم کے ہاتھ پیر پھولنے لگے۔ اسکا پہلی بار ایس سچویشن سے سامنا ہو رہا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کیا کرے۔ اوپر اس لڑکی کی زبان اسکے سر اوپر سے گزر رہی تھی۔ وہ شاید غیر ملکی تھی۔

TYchego-toboish'sya????

(Areyouafraidofsomething???)

وہ ہچکچاتے ہوئے بولا۔

سب، سب ختم ہو گیا! سب برباد ہو گیا۔۔۔ ہم سے بہت بڑی غلطی ہو گئی

اس نے سسکتے ہوئے دیوار سے سر ٹکایا۔ اور دوسرا ہاتھ غیر ارادی طور اسکے سینے پر جمایا۔ وہ سہارا چاہتی تھی اسکے اعصاب جواب دینے لگے۔

یشم نے بے اختیار ایک نظر اسے دیکھا اور پھر ایک منظر اسکے ہاتھ پر ڈالی۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا اسے سنبھالے یا اپنے دل کو۔ اچانک یہ احساسات محسوس کرنے پر وہ خود بھی حیران تھا۔

ایمان ان کے قبضے میں ہے! انہوں نے ہمیں کڈ نیپ کر لیا تھا رومی مجھے چھوڑ دیا مگر ایمان کو نہیں چھوڑا پلیز کچھ کرو رومی، ایمان کو بچا لو پلیز ز! وہ بدحواسی کے عالم میں روتے روتے گرنے کو تھی۔

یشم نے جھٹ سے اسکی کہنی تھام کر اسے گرنے سے بچایا۔

Stoboyvsevporyadke??
(areyoualright???)

www.urdu novelsmania.com

وہ فکر مندی سے پوچھنے لگا۔ مگر اس بار بھی وہ لڑکی اسکا سوال سننے یا سمجھنے سے قاصر تھی۔

Yatrepushchuktebe, devochka?
(I am talking to you girl?)

وہ اس بار برہمی سے بولا۔

Tyrusskaya??
(areyourussian?)

نبیشہ نے فون بند کرتے ہوئے ایک نظر اس اجنبی شخص پر ڈالی۔ اسکا سر چکرانے لگا تھا۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا تھا۔

Seiitaliano?
(Areyouitalian?)

وہ اسکے اسٹائش کپڑوں پر ایک نظر ڈال کر انداز بولا کیونکہ اٹلین خواتین ہی اس قدر فیشن ایبل ہوا کرتی تھی۔ نبیشہ بند ہوتی آنکھوں سے سر اثبات میں ہلایا۔
اوہ، او کے مادام،، آپ مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی! یہاں رکیں میں آپ کے لیے پانی لاتا ہوں! وہ اطالوی زبان میں قدرے پریشانی لہجے میں سموتے اسے تاکید کرتا لوگوں کی بھیڑ میں غائب ہو گیا۔ نبیشہ بمشکل پلکیں کیں اور پوری قوت سے اپنے قدموں پر اٹھ کھڑی ہوئی وہ کسی کے لئے مسلا نہیں بننا چاہتی تھی۔ اس اجنبی ملک میں کسی نے اسکی مدد کر دی تھی اسکے لیے اتنا کافی تھا۔ وہ اس شخص کا فون مقامی بچے کے حوالے کرتے ہوئے وہاں سے

غائب ہو گئی۔ یشم گاڑی سے پانی کی بوتل لیئے لوٹا تھا کہ اس لڑکی کو ناپا کر بے چینی سے اطراف میں دیکھنے لگا۔ سنو تم نے یہاں کسی لڑکی کو دیکھا!
وہ اجنبی لڑکے کو روک کر پوچھنے لگا۔

یہاں ہر طرف لوگ ہی لوگ ہیں بھائی آپ کس کے بارے میں پوچھ رہے ہو! واقعی اطراف میں لوگوں کا ہجوم تھا۔ ایسے میں وہ کہاں اسے ڈھونڈتا۔
شٹ! اس نے بے بسی سے پیز پٹے۔ تبھی ایک بچہ قدم قدم چلتا ہوا اسکا فون اسکی جانب بڑھانے لگا۔ اس نے ایک نظر بچے پر ڈال کر فون تھا ما اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ نہ جانے کون تھی؟ اور کیا مسئلہ تھا اسے؟
وہ سوچ کر رہ گیا۔

urdu
novels mania
www.urdu novelsmania.com

#THE_DARK

26: قسط |

از قلم: اوزائے زبان |

وہ جب سے واپس آیا تھا اسکا دل کہیں نہیں لگ رہا ایک عجیب سی بے چینی رگ و پہ
سراست کر چلی تھی۔

وہ دو منٹ کی ملاقات اسے بھلائے نہیں بھول رہی تھی۔

Stop thinking about her dude, stooopppp it

She's just a ordinary girl!!!

وہ خود کو ڈپٹے ہوئے تکیے منہ پر جمائے سونے کی کوشش کرنے لگا مگر بے سدھ۔
کیا مصیبت ہے! وہ تکیہ زور سے زمین پر پھینک کر اٹھ بیٹھا۔ اور تاتیہ کو فون ملانے لگا اسے
بتانے بغیر اسے نیند نہیں آنی تھی اسکی عادات میں شامل تھا۔ اگر اسے کوئی چیز پریشانی کرتی
تو وہ تاتیہ سے شیمہ کر لیا کرتا تھا۔ جو اسکی "واحد" دوست بھی تھی اور ماں بھی۔

ہیلو۔۔۔ تاتیہ؟ وہ گلاس وال کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

کیا ہوا؟؟؟ شیم۔۔۔ سب ٹھیک تو ہے اس وقت کیوں کال کر رہے ہو؟؟؟ وہ گھڑی پر

نظر ڈالتی ہوئی بولی جو رات کے دو بج رہی تھی۔

ہاں سب ٹھیک ہے! وہ آہستگی سے بولا۔

اچھا! تو پھر سو جاؤ ہم کل بات کرینگے، شاباش!

وہ تکان سے آنکھیں موندتے ہوئے بولی۔

تاتیہ سنو نایا! نیند نہیں آرہی مجھے بہت دیر سے کوشش کر رہا ہوں! وہ اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولا۔

مگر کیوں میری جان؟ تم نے کھانا کھایا؟ اور ٹیبلٹ لی! وہ فکر مندی سے بولی۔
اففف تاتیہ اففف! وہ جھنجھلا گیا۔

پھر کیا بات ہے؟ وہ اچھنبے سے پوچھنے لگی۔

آج ایک لڑکی ملی تھی۔۔۔۔۔ راہ چلتے۔۔۔۔۔ مدد مانگ رہی تھی کافی پریشان تھی، غیر ملکی تھی شاید! وہ رک رک کر کہتے ہوئے غیر مرنی نقطے کو گھورتا کسی اور دنیا کا باسی لگ رہا تھا۔
تمہیں کیا چیز پریشان کر رہی ہے یشم؟
وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگی۔

وہ بہت خوبصورت تھی تاتیہ!

وہ پلکیں موندے تخیل میں اسے سوچنے لگا۔
آں آں! میرا بیٹا پھر کسی کو دل دینے کے لیے تیار ہے؟ وہ خوشگوار حیرت سے پوچھنے لگی۔

ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ اس بار کچھ نیا ہے۔۔۔ کچھ بہت الگ۔۔۔ جو اسے لمس سے محسوس ہونے لگا،، میں خود بھی حیران ہوں! وہ ہاتھ گلاس وال پر ٹکائے بے یقینی سے مسکرایا۔ اس نے تمہیں چھوا؟ وہ شوخی سے پوچھنے لگی۔

ایسے نہیں یار۔۔۔ یعنی۔۔۔ ایکسڈنٹلی!

وہ اسکے مزاق کو برہمی سے رد کرتا ہوا بولا۔

خیر، چھوڑو، کوئی فین ہوگی، تمہارے قریب آنے کی خاطر مدد کا بہانہ لیا ہوگا، خود کو مت تھکائو، چلو سو جاؤ شاہاش ہیو آگڈ نائٹ! کہتے ہوئے اس نے کال کاٹ دی۔

چھوڑ دیا۔۔۔! وہ فون کی سیاہ اسکرین کو گھورتا ہوا بڑبڑایا۔۔۔ تانتیہ کی بات پر یقین کر لینا

چاہتا تھا مگر دل نہیں مان رہا تھا۔ اس نے گلہز اٹھائے پریکٹس روم کی طرف آگیا۔ نیند

ویسے بھی اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ سو وہ اپنے پسندیدہ مشغلے میں مصروف آنے

لگا۔

www.urdu novelsmania.com

رومیصہ کی زندگی اپنے معمول کی جانب لوٹ رہی تھی۔ اس نے اپنی جاب پھر سے جوائن کر لی تھی۔ ابھی بھی وہ عدالت کے باہر کسی کیس کے سلسلے میں موجود تھی جب اسکا فون بجنے لگا۔ وہ سنی ان سنی کرتی اپنے اسسٹنٹ کو ہدایات دینے لگی۔ مگر شاید بہت ضروری کال تھی۔ تم فائل ریڈی کرو ہم اس کیس پر بھی کام شروع کرتے ہیں کل سے! وہ اپنے سے کہتے ہوئی فون لیے زرا فاصلے پر آکھڑی ہوئی۔ ان نان نمبر سے کال تھی۔

ہیلو؟؟؟ اس نے فون کان سے لگایا۔ مگر دوسری طرف ہنوز خاموشی تھی۔

ہیلو؟؟؟ کس سے بات کر رہی ہو میں؟ وہ بلند آواز بولی۔ مگر نبیشہ کے رونے کی آواز نے اس کے چودہ طبق روشن دیئے۔

ہے ہیلو! نبیشہ تم ہو؟ وہ بے چینی سے بولی۔

نبیشہ؟ کیا ہوا یا ر؟ رونا بند کرو؟ اور کچھ تو بتاؤ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے؟ وہ بے تابی چکر کاٹنے لگی۔

www.urdu novelsmania.com

کیا سب ختم ہو گیا؟ کیا برباد ہو گیا؟ کیسی باتیں کر رہی ہو پلیز ٹھیک سے بتاؤ! ہوا کیا؟؟؟ وہ پیشانی مسلتی ہوئی سخت پریشانی نظر آرہی تھی۔ اور پھر جو نبیشہ نے بتایا رومیصہ کو اپنے کانوں پر یقین نہ آیا۔ ان دونوں کو کسی نے اغوا کر لیا تھا! مگر کیوں؟ اور کیسے؟ وہ صدمے سے گرنے کو تھی۔ اس نے دیوار کا سہارا لیتے ہوئے خود بمشکل گرنے سے بچایا۔ کیا ہوا

میم آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟ اسکا اسٹنٹ بھاگتا ہوا اسکی طرف آیا۔ مجھے ابھی اور اسی وقت ان کے پاس جانا ہوگا! وہ زیر لب بڑبڑاتی۔ کیا ہوا؟ کس کے پاس؟ میم کوئی مسئلہ ہے کیا؟ وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگا۔

مجھے ابھی جانا ہوگا! وہ سخت پریشانی کے عالم میں بھاگتی ہوئی گاڑی میں بیٹھی اور ریش ڈرائیونگ کر کے گھر پہنچی۔ پاسپورٹ کی تلاش میں اس نے پورا گھر درہم برہم کر دیا۔ ایک آزمائش ختم ہوتی نہیں تھی کہ دوسری دروازے پر تیار کھڑی تھی۔ یا اللہ ان دونوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا! میں ماما بابا کو کیا منہ دکھاؤنگی! وہ آسمان کی جانب منہ کر کے کہتی رو پڑی۔ کون جانتا تھا یہ آزمائش کتنوں کے سر لینے والی تھی۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

رات دیر سے سونے کے بعد اسکی آنکھ کمرے میں ہونے والی کھٹ کھٹ سے کھلی۔ اس نے ناگواری سے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ شرانے تھی۔ گڈ مارنگ سر! اسکی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی۔

ہفففف! سکون نام کی چیز سے تو یہ لڑکی واقف ہی نہیں! وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔
کیا شیڈول ہے آج کا؟ وہ کسمندی سے مخاطب ہوا۔

آپ ہی نے تو کہا سب کینسل کر دو، دو گھنٹے بعد ہماری میلان کی فلائٹ ہے! وہ بوکھلائی۔

اوہ ہاں! میری دماغ سے نکل گیا وہ پیشانی رگڑتا ہوا بولا۔ ٹھیک ہے تم پیکنگ کر لو میں
فریش ہو جاؤ تب تک! پھر چلتے ہیں! وہ بیڈ چھوڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور واشروم کا رخ کرنے
لگا۔

اس کا جسم سخت بخار میں تپ رہا تھا۔ اسے بس اتنا یاد تھا کہ وہ آج واپس جا رہی ہے۔ وہ
ایمان سے ملے گی اسے اپنے ساتھ لے گی اور پھر پاکستان واپس چلی جائے گی ہمیشہ ہمیشہ
کے لیے۔ اٹلی ان کے لیے نہیں تھا۔ دیر سے ہی سہی مگر انہیں اندازہ ہو چکا تھا۔ لیکن جیسا
ہم سوچتے ہیں ہر بار ویسا تو نہیں ہوتا نا۔۔۔ شاید ہماری قسمت کچھ اور ہی چاہتی ہو ہم سے
!۔

ناشتہ اس نے کمرے میں ہی منگوایا تھا دو چار لقمے لینے بعد اس نے گویاں نکلی۔ تبھی اسکے فون نوٹیفیکیشن موصول ہوا۔ اس سارے وقت میں وہ پہلی بار مسکراتی تھی۔ اسکی فلائٹ کے ڈیٹیل تھے وہ میلان واپس جا رہی تھی۔ اسکے بعد وہ ایمان سے مل سکتی تھی۔ اسکی خوشی دیدنی تھی۔ مگر خطرہ ابھی ملا نہیں تھا۔ وہ بیگ کندھے پر ڈالتی ہوٹل سے باہر نکل آئی۔ معمول کے مطابق گاڑی اسکے انتظار میں پہلے سے ہی موجود تھی۔ وہ روڈ کراس کرتی گاڑی میں جابیٹھی۔ مارشل نامی شخص گاڑی میں پہلے سے ہی موجود تھا۔ اسے دیکھتے اس نے لوگوں سے اشارہ کیا اور وہ ایک اور سیاہ بیگ اسکے حوالے کیے گاڑی سے باہر نکل گئے۔ اسکے دل پر بوجھ سا آگرہ۔ وہ سنگین جرم کر رہی تھی۔ مگر اپنی جان چھڑوانے کا انکے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا۔

یہ بیگ پہلے والے زیادہ ضروری ہے، یاد رہے اگر کوئی غلطی ہوئی نا تو ہم تمہاری بہن کو اوپر پہنچا دیں گے سمجھی؟؟؟ وہ کھلے عام دھمکی دیتا گاڑی سے باہر نکل گیا۔ نبیشہ کے گلے میں آنسوؤں کا پھندا سا لگا۔ کتنا آسان تھا ان کے لئے کسی کی جان لینا۔

گاڑی اسے ماسکوائیر پورٹ پر چھوڑ کر جا چکی تھی۔ یہاں اسکے سامان کی چیکنگ ہونی تھی اسکی سانسیں گلے میں اٹکنے لگیں۔ مگر کان میں موجود آلے سے ملنے والی ہدایات کے مطابق وہ تھرڈرو میں جا کھڑی ہوئی۔ سامان کی چیکنگ ہو چکی تھی۔ آفیسر اسکی طرف دیکھ کر مسکرایا

- اور وہ مسکرا بھی نہ سکی۔ اسکے چہرے کا رنگ ایسے اڑا ہوا تھا جیسے کوئی قتل کی واردات انجام دے کر آرہی ہو۔ وہ تیزی سے بیگ گھسیٹتی اپنی سیٹ پر جا بیٹھی۔

صد شکر بزنس کلاس میں آج بھی زیادہ لوگ نہیں تھے۔ ورنہ اسکی حالت دیکھ کر لوگ ضرور اسکا راز بوجھ لیتے۔ اللہ اللہ کر کے یہ سفر بھی تمام ہوا۔ اس بیگ میں کیا تھا؟ یہ سوال شدت سے اسکے دل و دماغ میں گردش کرنے لگا۔ وہ اپنا ڈرپچھپاتے ہوئے بیگ گھسیٹ کر واشروم میں لے آئی۔ نہیں۔۔۔ نہیں یہ غلط ہے اگر ان لوگوں کو پتا چل گیا تو کیا ہوگا!

بنی بنائی بات بگڑ جائے گی! اس نے بڑھا ہوا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ پھر ایک لمبی سانس بھرتے ہوئے۔ کپکپاتے ہاتھوں سے بیگ کی زپ ایک طرف سرکائی۔ اسکے پیروں تلے سے گویا زمین نکل گئی۔ سفید پڑیا کس چیز کی تھی؟ ڈر کر؟ اس نے بے اختیار دونوں ہاتھ منہ جمائے۔

یہ میں نے کیا کر دیا؟ پولیس۔۔۔ اگر پولیس کو پتا چل گیا تو؟ اس سے اچھا ہوتا وہ انجان ہی رہتی۔ اسکا ضمیر بار بار اسے لعنت و ملامت کرنے لگا۔ اس نے ڈر کے مارے جلدی سے زپ بند کی۔ اور سر تھام لیا۔

میں یہ بیگ ان کے حوالے کر دوں گی! یہ آخری بار ہے! اسکے بعد میں کوئی ایسا کام نہیں کروں گی! وہ خود کو دلا سے دیتی بیگ گھسیٹتی باہر آ گئی۔ اسکے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ سانسیں

ہموار تھیں۔ اسکے اندر ایک ڈر بیٹھ گیا تھا۔ تبھی پولیس کے سارن کی آوازیں لگیں۔ جو کہ معمول کی بات تھی۔ مگر اس پاگل کون سمجھاتا۔ بیگ کی ہتھی اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری۔ وہ خوف ہراس سے اطراف میں دیکھنے لگی۔ تبھی ہر طرف شور سا پھیل گیا۔ اسے لگا اب تو وہ گئی۔ پولیس اسے پکڑ لے گی۔۔۔ اور سزائے موت سنائے گی۔۔۔ وہ مارے خوف کے

جوں ایئر پورٹ کے احاطے سے نکلی اور جی جان سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ تبھی یشم ایئر پورٹ میں داخل یہ شور و غل اور پولیس اسی کی پروٹیکشن کے لیے تھا مگر اس نادان نے لاعلمی میں سب برباد کر دیا۔ یشم نے اکتاہٹ بھرے لہجے میں چیختے چلاتے لوگوں کو دیکھا اور بیگ ایک طرف سرکا کر انہیں آٹو گراف دینے لگا۔ شرانے فار میلٹیز پوری کر رہی تھی۔ تبھی اسکیمز شور مچانے لگے اور پولیس سمیت ایئر پورٹ کا سارا عملہ وہاں اٹ آیا۔

وہ نا سمجھی سے سب دیکھنے لگا۔

ہینڈز اپ! پولیس آفیسرز اس پر چیخے۔

آؤ کے آؤ کے! وہ بوکھلاتے ہوئے ہاتھ کھڑے کرنے لگا۔

پولیس آفیسر اس پر بند قوتانے بیگ کی تلاشی لینے لگے۔ جیسے بیگ کھلا ہر طرف سفیدی ہی سفیدی نظر آنے لگی۔ اسے سمجھنے زیادہ وقت نہیں لگا تھا وہ کیا چیز ہے۔ مگر یہاں شاید کوئی غلط فہمی ہو گئی تھی۔ وہ بیگ اسکا نہیں تھا۔ کیا ہے یہ؟؟؟ آفیسر قہر بھری نگاہوں سے اسے دیکھتا ہوئے بولا۔

کیا۔۔۔ کیا ہے؟ یہ بیگ میرا نہیں ہے! وہ فوراً بولا۔ تبھی شرانے اسکی جانب دوڑی چلی آئی۔

آفیسر زاسے ہتھ کڑی لگانے لگے۔ لوگوں میں کھرام سا مچ گیا۔ کیا ہو رہا ہے؟ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ وہ چیخی۔ انہیں بتا لو کہ یہ بیگ میرا نہیں ہے! وہ سر پھرا بے زاری سے چلایا اٹھا۔

ہاں! یہ بیگ انکا نہیں ہے پلیز انہیں چھوڑ دیں، آپ دیکھ سکتے ہیں ہم نے ابھی سامان کی چیکنگ کروائی ہے وہ پریشانی کے عالم میں بولی۔

مگر آفیسر زسنی ان سنی کرتے ہوئے اسکے ہتھ کڑی لگانے ایئر پورٹ سے باہر جانے لگی۔ شرانے کے ہاتھ پیر پھولنے لگے اگر مس تاتیا کو پتا چل جاتا تو اسکی خیر نہیں تھی۔ نئی مصیبت گلے پڑ گئی تھی۔ وہ تیزی وکیل کا نمبر ملانے لگی۔

ایسپر پورٹ سے اندھا دھند بھاگتے بھاگتے وہ ساحل سمندر پر آرکی۔ گھٹنوں پر ہاتھ جمائے
ہموار سانسیں بحال کرنے لگی۔ اپنی جان تو بچ گئی تھی مگر اب وہ لوگ ایمان کے ساتھ کیا
کرتے یہ تو اسکا خدا ہی جانتا تھا۔

کیا کروں اب؟ نہ جانے بیگ کس کے ہاتھ لگا ہوگا۔

وہ ایمان کو مار ڈالیں گے، یہ میں نے کیا کر دیا؟

یا اللہ! وہ پریشانی سے چکر کاٹنے لگی۔

کین آئی یوزیور فون؟ وہ سمندر پر ٹہلتی لڑکی سے درخواست کرنے لگی اس لڑکی نے کچھ

سوچتے ہوئے سر ہلایا اور فون نکال کر اسے تھما دیا۔

نبیشہ تیزی سے رومی سے رومی کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔

ہیلو! رومی؟ کہاں ہو تم پلیز یہاں آ جاؤ پلیز پلیز! وہ چھوٹے ہی رو پڑی۔ مگر اسکی بات
سن کر اسے کچھ حوصلہ ملا۔ وہ ایسپر پورٹ پر موجود تھی میلان کی فلائٹ پکڑ کر آرہی تھی۔ تب

تک اسے یہیں رہنا تھا۔ خوف و ہراس نے اسے ہر طرف سے پھیٹ میں لیا ہوا تھا۔ اگر وہ یہاں سے تو پولیس اسے پکڑ کر لے جائے گی۔ اور پھر وہ تمام عمر اپنے باپ کی طرح جیل میں سڑتی۔ اس ازیت سے وہ اچھے سے واقف تھی۔ اس نے فون واپس کیا اور بیچ پر آ بیٹھی۔ وہ ہنوز کانپ رہی تھی۔ اور ایمان کے لیے دعائیں مانگ رہی تھی۔

کمرے میں ہر طرف اندھیرے کا راج تھا۔ وہ شرٹ سے عاری اوندھے منہ بیڈ پر سویا ہوا تھا۔ سرخ کمفر آدھا اسکے جسم پر تو کہیں فرش پر پھیلا ہوا تھا۔ تبھی اسکے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ناگوار پیشانی سے ٹیبل پر ہاتھ مار کر فون اٹھایا اور بنا دیکھے رسیو کرتے ہوئے کان سے لگایا۔

www.urdu novelsmania.com

ہاں مارشل؟؟؟؟

سرگڑ بڑ ہو گئی! مارشل پریشان آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔

اب کیا؟ وہ خمار آلود آواز میں بولا۔

بیگ پولیس کے ہاتھ لگ گیا! یشم بابا بھی ایئر پورٹ پر موجود تھے اور پھر، مارشل نے بات ادھوری چھوڑی۔

لعنت ہو! وہ جھٹکے سے کمفرٹر ہٹاتا اٹھ بیٹھا۔

لعنت ہو تم سب پر! نا اہل۔۔۔۔۔ تیزی سے شرٹ پہنتے ہوئے پستول اٹھائی اور کوٹ اچکتا ہوا باہر کا رخ کرنے لگا۔ گاڑی پورچ میں پہلے سے موجود تھی اس نے چابی گھمائی اور تیزی سے مین روڈ کا رخ کیا۔ وہ پولیس اسٹیشن جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ کان میں ایئر پوڈ سیٹ کرتے ہوئے اس نے مارشل کو کال ملائی۔ اور فون ڈیش بورڈ پر اچھال دیا۔

ہاں مارشل؟ کیا کستی ہے پولیس؟ وہ یشم کے لئے از حد پریشان تھا پولیس کو غلط فہمی ہو گئی ہے شاید، وہ لوگ یشم بابا کو زمرہ دار ٹھہرا رہے ہیں! مارشل کی بات سن کر اس نے زور سے اسٹیرنگ پر ہاتھ مارا۔ اور وہ لڑکی؟ وہ کہاں مر گئی؟ اس کی رگیں تنیں۔

لڑکی ابھی تک غائب ہے سر!

ٹھیک ہے! لڑکی کو ڈھونڈو فوراً۔۔۔۔۔ اور پولیس اسٹیشن کے پچھلے دروازے کی جانب میرا انتظار کرو! میڈیا کو اسکی خبر نہیں ہونی چاہیے! وہ اگلا حکم صادر کرتا ہوا۔ گاڑی کی اسپید بڑھانے لگا۔ کچھ چند لوگوں کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا یشم اور یمان بھائی ہیں۔ یعنی

فرمان عاطر کی کوئی دوسری اولاد بھی ہے۔ سو وہ اس بات کو راز رکھنا چاہتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا اسکی وجہ سے اسکے بھائی کا نام خراب ہو۔ مارشل اسے دور سے آتا دیکھ بھاگ کر اسکی طرف کا دروازہ کھولا۔

پولیس کوئی بار بھی سننے کو تیار نہیں ہے،

دیکھ لیں گے پولیس کو بھی، وہ کڑے تاثراتوں سے کوٹ پہنتے ہوئے پستول پشت اڑی۔ اور اسٹیشن کی سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اندر کی جانب بڑھا۔ پولیس آفیسر اسے دیکھ کر کرسی چھوڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

ہاں؟ کیا مسئلہ ہے؟ وہ بے نیازی سے کرسی کھینچ کر ٹانگ ہر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے سر! آفیسر بوکھلایا۔

تو اس لڑکے کو چھوڑا کیوں نہیں ابھی تک!

وہ زور ٹیل پر ہاتھ مارتے ہوئے آگے کو ہوا۔

سر ایسے نہیں چھوڑ سکتے کچھ فارمیٹیلز پوری کرنا ضروری ہے!

ایسی کی تیسری تمہاری فارمیٹیلز کی، اسکا اس سب سے کوئی لینا دینا نہیں خبردار اگر اسکے خلاف کیس فائل کیا تو! وہ انگلی کر سختی سے تنبیہ کرنے لگا۔

لگتا ہے مارشل۔۔ تم نے اپنے باس کی بات نہیں کروائی آفیسر ز سے شاید وہ مڑ کر تاکید
نظروں سے مارشل کو دیکھنے لگا۔

ہا ہا ابھی کروا تا ہوں، وہ سرعت سے فون نکال کر فرمان کو کال کرنے لگا۔

ن نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے، ہم ابھی ریلیز کر دیتے ہیں یشم کو! وہ جانتے تھے جسکا
نمک کھا رہے تھے اس سے نافرمانی کتنی مہنگی پڑ سکتی تھی۔

ابھی۔۔! وہ ٹیبل بجاتا ہوا بولا۔ اور آنکھوں پر چشمہ سجاتے ہوئے پولیس اسٹیشن سے باہر
نکل گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا یشم یا پھر میں سے کوئی بھی اسے دیکھے۔ مگر شاید اتنے سالوں بعد
اسکی قسمت میں ان سے ملنا لکھا تھا۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

#THE_DARK

آخری قسط |

از قلم: اوزائے زبان

آں آں آں! لوک ہوز ہیر تاتہ!

یشم کاٹ دارلجے میں اسکی پشت کو گھورتا ہو بولا۔ وہ اسے آتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔ مگر آنے کا سبب نہیں جان پایا تھا۔ اتنے سالوں بعد اسکا سامنا میان سے ہوا تھا۔ اور وہ ان سے ملے بغیر ہی وہاں سے جانے کے لئے تیار تھا۔

یمان کے قدم وہیں منجمد ہو گئے

ہے مافیا میں؟؟؟ وہ جواب نہ پا کر کاٹ دارلجے میں قدم قدم چلتا ہوا اسکے سامنے آکھڑا ہوا

یمان کے دل پر پھریاں سی چلنے لگیں۔ اس نے آہستگی سے رخ موڑ کر کسرتی بدن والے خوبصورت نوجوان کو دیکھا اسے دیکھا۔۔۔ وہ کتنا بڑا ہو گیا تھا۔۔۔

کیا لینے آئے تھے تم یہاں؟ اپنی تمام فوج کے ساتھ؟ وہ اسکے پیچھے سیاہ فاموں پر نظر ڈالتا ہوا بولا۔

یمان جواب دینے بغیر ہی جانے کے لئے پلٹا۔

ارے آؤ تاتیتہ، دیکھو تو زرا تمہارا بیٹا باس بن گیا ہے

باس۔۔۔ دیکھو کتنے لوگ طعنات کیئے فرمان عاطر نے اسکی حفاظت میں! یشم کا

لجہ تمسخر اڑاتا ہوا تھا۔ یمان کا صبر جواب دینے لگا۔

تاتیہ پولیس اسٹیشن کی سیڑھیوں پر سپتھرائی آنکھوں سے اس مضبوط کندھوں والے جوان کو تکیے لگی۔

وہ بہت چھوٹا تھا جب فرمان اسے تاتیہ سے چھین کر لے گیا تھا۔ وہ مرقی کیا نہ کرتی اس نے ہارمان لی۔ کیونکہ وہ بہت طاقتور انسان تھا۔ تاتیہ اسکے آگے نہیں لڑ سکتی تھی۔ سو دوسرے بیٹے کے چھین جانے کے خوف سے اس نے کبھی مڑ نہیں دیکھا کہ اسکا پہلا بیٹا کیسا ہے۔ واقعتاً اس نے زیادتی کی تھی مگر جو قسمت کو منظور۔

برداشت نہیں ہوانہ۔۔۔ تم سے میری کامیابی، اور چلے آئے میری راہ میں کانٹے بچھانے

دو قدم آگے بڑھاتے ہوئے یمان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے زہر خند لہجے میں بولا۔
اس الزام تراشی پر یمان کی آنکھوں میں سرخ ڈورے چمکے
اسے تو لگا تھا اسکا جھوٹا بھائی اسے سینے سے لگائے گا۔ اور کسے گا کہ میں نے تمہیں بہت یاد کیا بھائی؟؟؟

مگر وہ شاید کچھ زیادہ ہی بڑا ہو گیا تھا۔

وہ کوئی بھی جواب دیے بغیر جانے کے لئے قدم بڑھانے لگا۔ مگر شرم اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

وہ کسی کا غصہ کسی پر نکال رہا تھا۔

مجھے بھڑکاؤ مت یشم۔۔۔۔ وہ سرخ آنکھیں پھیرتا ہوا ضبط سے بولا۔

اچھا؟ کیا کر لو گے تم مجھے پٹاؤں گے اپنے ان کتوں سے! وہ بد لحاظی سے اکر کر بولا۔

Yashumm! Don't exaggerate, come on lethimgo!

تاتیہ اسکا شانہ دبوچتی ہوئی بولی۔

بہتر ہوتا تم اپنے سپوت کو تھوڑی اخلاقیات بھی سکھا دیتی کہ بڑوں سے کیسے بات کی جاتی ہے! تاتیہ میڈم ایمان دانت پیستے ہوئے اس عورت سے مخاطب ہوا۔ جسے اسکی زندگی برباد کر دینے کا اعزاز حاصل تھا۔

یشم کو اسکی بات غصے دلانے کے لیے کافی تھی۔ اس نے طیش کے عالم میں ایک زوردار گھونسا ایمان کے جبروں پر دے مارا۔ وہ

لڑکھڑاتے ہوئے دو قدم پیچھے ہوا۔ کئی لمحوں سے یہ زیادتی دیکھتے مارشل کا صبر بھی جواب دے گیا۔

وہ خونخوار نظروں سے یشم کو گھورتے ہو ابندوق تانی۔ یشمسم! تاتیہ کی جان ہوا ہونے لگی۔

یشم کا خون کھولنے لگا۔

یہاں انگلیوں سے اپنا منہ دبا رہا تو وہ اسیدھا ہوا۔ اگر اسکی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ اسکا کیا حال کرتا۔

مارشل! اس نے مارشل کا کندھا جھٹکا۔

مگر موہ ہنوز اس پر بندوق تانے ہوئے تھا۔

مارششششل! اب کی بار وہ دھاڑا۔

مارشل نظروں سے اسے گھورتا ہوا یہاں کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔ یشم نے تاسف بھری نگاہ اس پر ڈالی اور گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

اس کے جاتے ہی یہاں نے طیش میں آکر ایک زوردار مکہ مارشل کے جبرڑوں پر رسید کیا۔ اور اسکا گریبان دبوچ کر اونچا کرتے ہوئے چلایا۔

تم جانتے ہو نا کہ وہ میرا بھائی ہے، پھر تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس پر بندوق تاننے کی۔۔۔۔۔ وہ غصے سے گر جا۔

میں صرف اتنا جانتا ہوں آپ میرے باس ہیں!

مارشل نے مضبوط انداز میں دلیل پیش کی۔

اس نے ایک جھٹکے سے اسے دور دھکیلا۔

اس لڑکی کو ڈھونڈو، میں اپنے ہاتھوں سے اسکی جان لونگا، ایک بار اسے میرے سامنے لے آؤ! سخت طیش کے عالم میں گاڑی اڑاتا ہوا منظر سے غائب ہو گیا۔
مارشل نے اٹھ کر کپڑے جھاڑے اور فون ملانے لگا۔

وہ ایئر پورٹ کے احاطے میں سر پر اسکارف لپیٹے بے چینی سے رومیسہ کا انتظار کر رہی تھی۔
جسکی فلائٹ بس لینڈ کرنے ہی والی تھی۔ کچھ آدھے گھنٹے کے قریب وقت گزرا ہوگا جب رومیسہ اسے آتی دکھائی دی۔ وہ ضبط کے سارے بندھن توڑے اسکے گلے میں بانہیں ڈالے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

اٹس اوکے،۔۔۔ تم فکر مت کرو! میں آگئی ہوں ناں
سب ٹھیک ہو جائے گا
وہ اسکا کندھا سہلاتے ہوئے ڈھارس بندھانے لگی۔

کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوگا! کچھ بھی نہیں! مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی رومی، وہ۔۔۔ وہہہ
لوگ بہت ظاہم ہیں ایمان کو کچھ کرنا دیں پلیر کسی طریقے سے اسے بچا لو رومی پلیر! وہ اس کے
ہاتھوں میں منہ دیئے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

کیس۔۔۔ کیسی؟ کیس غلطی؟ میں سمجھی نہیں نبیشہ؟ وہ آنسو پیتے ہوئے اسے سیٹ پر بٹھانے لگی۔

یہ سب بتانے کا وقت نہیں ہے رومی ہمیں ایمان کو ڈھونڈنا ہوگا! وہ بے چینی سے بولی۔
ٹھیک ہے میرے پاس اس جی پی ایس کی لاسٹ لوکیشن موجود ہے، جو میں نے اس لاکٹ
میں فٹ کیا تھا، اس سے ہم آسانی سے ایمان کو ڈھونڈ لیں گے تم فکر مت کرو! وہ اسکا
کنڈھا سہلاتے ہوئے بولی۔

میں بھی تمہارے ساتھ جاؤنگی رومی! وہ اسکا ہاتھ تھام کر استراشیہ انداز میں بولی۔
ہرگز نہیں۔۔۔ تم وہاں کیا کروگی! وہ بیگ کندھے پر ڈالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

پلیز رومی لے چلو نا، میں تمہیں اکیلے نہیں جانے دینا چاہتی نبیشہ استفسار کرنے لگی۔
ٹھیک ہے چلو! وہ اسکا ہاتھ ماتھے ہونے ایئر پورٹ کے احاطے سے باہر نکلی اور ٹیکسی
ڈرائیور کو ایڈریس سمجھانے لگی۔

تمہیں پورا یقین ہے ایمان وہیں موجود ہوگی! رومیصہ نے تکان بھرے انداز میں سیٹ کی پشت سے سرٹکایا۔

پتا نہیں رومی، کچھ معلوم نہیں میرے جانے پہلے انہوں نے اسے وہیں رکھا تھا، اسکے بعد کی مجھے کچھ خبر نہیں؛ نبیشہ پریشانی کے عالم میں انگلیاں چٹانے لگی۔ ٹیکسی ڈرائیور انہیں سڑک پر اتار کر چلا گیا۔ رومیصہ نے اطراف میں نظر گھما کر دیکھا۔ بیا باں جنگل۔۔۔۔ ہر طرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں۔

یہاں تو کوئی نہیں ہے رومی! نبیشہ نظریں اطراف میں دوڑاتے ہوئے بولی۔
یہیں ہونا چاہیے نبیشہ، چلو ڈھونڈتے ہیں! وہ ٹریسر کی لوکیشن پر نظر ڈالتی اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھام کر جھاڑیوں میں راستہ بناتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ بیگ اتار کر اس نے نبیشہ کے حوالے کیا۔ اور چھوٹے سائز کے چاقو پر گرفت مضبوط کرتی ہوئی قدم قدم آگے بڑھنے لگی۔ تبھی انہیں زرافا صلے پر لکڑی کا ایک مکان نظر آیا۔ وہ نظروں سے نبیشہ کو دیکھتی تصدیق چاہنے لگی۔

ہا ہا ہا، ہاں یہی ہے رومی یہی ہے وہ گھر جہاں وہ ہمیں لائے تھے! وہ بے اختیار بولی۔
رومیصہ لبوں پر انگلی رکھتے ہوئے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور آواز پیدا کیے بغیر آگے بڑھنے لگی۔

تم ہیں رکومیں جا کر چیک کر کے آتی ہوں! وہ اسکے کان میں بڑبڑاتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ پلیز رومی دھیان سے! وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے دعائیں مانگنے لگی۔ رومیہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی دائیں جانب دیوار سے جا لگی۔ وہ کئی لمحے اندر ہونے والی حرکات کو محسوس کرنا چاہ رہی تھی مگر اندر شاید کوئی نہیں تھا۔ اس زور سے دروازے کو لات مارتے ہوئے دروازہ کھولا۔ خالی بوسیدہ کمرے میں کرسی اور اس سے لٹکتی رسی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ وہ اسے کسی اور جگہ شفٹ کر چکے تھے۔

نبیشہ آجائو؛ وہ دروازے کی چوکھٹ سے باہر جھانکتی ہوئی اسے اندر بلانے لگی۔ خالی کمرہ دیکھ کر نبیشہ کے اوسان خطا ہونے لگے۔

کہاں؟ کہاں گئے وہ لوگ، کہیں ایمان کو کچھ؟؟؟؟

وہ پریشانی کے عالم میں روتے روتے لب کاٹتے لگی۔

اللہ نہ کرے، کیسی باتیں کر رہی ہو! اندر سے وہ بھی جی جان سے لرزی۔ اگر وہی ہمت ہار جاتی تو ان دونوں کا کیا ہوتا۔ سوا سے وہ حوصلہ اور ہمت بنائے رکھنی تھی۔

چلو اٹھو! آس پاس دیکھتے ہیں، شاید ایسی کوئی اور جگہ ہو! رومیہ ناک رگڑتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

رومی میری وجہ سے اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گی! وہ زمین پر بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

شششش، خاموش رہو۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہوگا، مجھ پر بھروسہ رکھو میں سب ٹھیک کر دوں گی!

وہ بمشکل آسنو پیتی۔ بال اسکے کان کے پیچھے اڑتے ہوئی اسکا ہاتھوں کے پیالے میں لیئے۔ مضبوط لہجے میں بولی۔ نبیشہ نے بے اختیار نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی اپنی ان کے لیئے اپنی جان داؤ پر لگانے کے لیئے تیار تھی۔ نبیشہ کو سختی سے اپنی خطائوں کا احساس ہونے لگا۔

چلو اٹھو شاہاش!! اسکا بازو تھام کر اسے اٹھایا اور جنگل کھنگھالنے لگی۔ مگر اس جنگل میں کہیں کسی جگہ کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔

شششش؟؟؟ تمہیں کسی کے بولنے کی آواز آرہی ہے

رومیسہ لبوں انگلی جماتے ہوئے رازداری سے بولی۔

وہ غور سے کان لگا کر سننے لگی۔ ہاں آتورہی ہے!

وہ شور پیدا کیے بغیر آواز کا تعاقب کرنے لگیں۔ تبھی انہیں پانی کے جھرنے سے دو لوگ پانی بھرتے دکھائی دیئے۔ رومیسہ نے نظر گھما کر دیکھا تو روڈ پر ایک گاڑی کھڑی تھی۔ غالباً

گاڑی میں ڈالنے کے لیے پانی بھر رہے تھے۔ ہم انکا پیچھا کرتے ہیں، ہو سکتا ہے یہ وہی لوگ ہوں، ورنہ معمولی انسان جنگل کے راستے سے کیوں جائے گا! وہ نبیشہ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولی۔ نبیشہ نے سر اثبات میں ہلایا اور بیگ کندھے پر ڈالتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ سڑک جنگل سے زراڈھلوان کی طرف تھی۔ سو وہ آسانی سے انکا تعاقب کر سکتی مگر مسئلہ یہ تھا کہ وہ گاڑی پر تھے اور وہ دونوں پیدل۔ مگر انہوں پھر بھی ہار نہیں مانی۔ وہ جی جان سے انکی پیچھے بھاگنے لگیں۔ آخر کار نے انہیں ایک warehouse تک پہنچا دیا۔ شام کے وقت تھا۔ سورج ڈھل رہا تھا۔ پنچھی اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے اور وہ دونوں گھر سے در بدر ہو کر جنگل میں اپنے بہن کی تلاش میں بھٹک رہی تھیں۔

امید ہے یہی وہ جگہ ہو! رومیصہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھتی سانس بحال کرنے لگی۔

انشا اللہ! وہ اسکے نظروں کے تعقب میں اس گھر پر نظر ڈالتے ہوئے بولی۔

اب میری بات دھیان سے سنو! میں اندر جاؤنگی اور تم یہیں رک کر انتظار کرنا، اور ایمان کو لے کر یہاں سے دور چلی جانا، ان کیس اگر مجھے کچھ ہو جاتا ہے تو پاگل پن مت کرنا اپنی جان بچانا! ٹھیک ہے؟؟؟

اس نے اپنی بات مکمل کیئے نظر گھما کر نبیشہ کو دیکھا تو وہ آنسو سے ترچہہ لیے بے بسی اور بے یقینی سے اسے گھور رہی تھی۔

تمہیں کچھ نہیں ہوگا! وہ روتے ہوئے اس سے لپٹی۔ رومیصہ نے مسکراتے ہوئے اس کے گرد بانہیں پھیلائیں۔

یہ لو اسے پکڑو، اور انتظار کرو! وہ چاقو اس کے ہاتھ میں دیتی ہوئی بولی۔

نن نہیں اسے تم اپنے پاس رکھو، رومی وہ لوگ بہت خطرناک ہیں! وہ یہ بات کوئی چھتیس بار دہرا چکی تھی۔ رومیصہ کو اب کچھ کچھ اندازہ ہونے لگا تھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے چاقو موڑ کر جیب میں ڈالا اور اسکی ماتھے پر لب رکھتی ہوئی آگے بڑھنے۔

رومی؟؟؟ وہ بے بسی سے اسے پکار بیٹھی۔ رومیصہ نے مڑ کر اسے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

تمہیں کچھ نہیں ہوگا نا؟؟؟؟؟ نہ جانے وہ پوچھ رہی تھی یا بتا رہی۔۔۔۔۔ پتا نہیں اسے کیوں کچھ بہت غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔ رومیصہ مسکرا کر سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ وہ اس وقت ویرہاؤس کی پکھلی جانب موجود تھیں۔ رومیصہ گارڈز کی نظر سے بچتی بچاتی ایک کمرے کا رخ کرنے لگی۔ جو خوش قسمتی سے کنٹرول روم تھا۔ واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ اس نے آواز پیدا کیے بغیر واشروم کے دروازے کی کنڈھی چڑھائی اور کرسی کھینچ کر سیٹی وی فوٹیج کا جائزہ لینے لگی۔ وہ باآسانی اس وقت پورے ویرہاؤس کو دیکھ سکتی تھی۔ ایک کمرے کی فوٹیج پر اسکی نظر ٹھہر سی گئی۔ وہ یقیناً ایمان ہی

تھی۔ اس نے جلدی سے بیگ اٹھایا اور باہر کا رخ کرنے لگی۔ مگر پھر کچھ سوچتے ہوئے رکی۔ وہاں ایک لیپ ٹاپ پڑا تھا جہاں کسی پر جیکٹ کی فوٹج چل رہی تھی۔ اس نے موقع جان کر بیگ سے پینڈرا یونیکالی اور سارا ڈیٹا اسمیں ٹرانسفر کرنے لگی۔ اسکے لیئے یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ وہ ماہر تھی۔ پینڈرا یونیکال کراس نے لیپ ٹاپ بند کیا اور آواز پیدا کیئے بغیر باہر نکل کر کمرہ لاک کر دیا۔ ایمان کا کمرہ تلاش کرنے میں اسے دقت نہیں ہوئی کیونکہ یہ اس ویرہاؤس کا پہلا حصہ تھا۔

گھر کا پہلا پورشن جہاں زیادہ کمرے نہیں تھے۔ وہ آہستگی سے لاگ گھما کر اندر داخل ہو گئی۔ ایمان گھٹنوں میں منہ دیئے سوئی جاگی کیفیت میں پڑی تھی۔ اسکی حالت دیکھ کر رومیسہ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہونے لگے۔ کہاں وہ سچی سنوری ہشاش بشاش زندگی سے بھرپور ایمان۔ اور کہاں یہ خستہ حال ڈری سہمی اسکی بہن۔ ایمان؟ ایمان؟ اس نے رازداری سے کہتے اسکا کندھا ہلایا۔ ایمان نے آہستگی سے پلکیں واکیں۔ تو رومیسہ کا چہرہ اسکے نظروں سے ٹکرایا۔ پہلے پہل تو اسے یقین نہیں آیا۔ اس نے بے یقینی سے اسکے گالوں کو چھوا۔ رررر رومی، رومی! یہ یہ تم ہو؟؟؟؟ وہ بے یقینی سے اسکا ہاتھوں میں لیئے بولی۔ رومیسہ نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔ وہ اسے خود میں سموتی زار و قطار رو پڑی۔ تم کہاں تھی رومی، تمہیں پتا ہے ہم یہاں پھنس گئے ہیں رومی وہ سسکتے ہوئے بولی۔

میں آگئی ہوں نا، چلو شاباش اٹھو جلدی، ورنہ کوئی آجائے گا! وہ اسکا کندھا تھام کر اٹھاتی ہوئی۔ کھڑکی کے پٹ وا کرنے لگی۔ ایمان اسکی مدد سے کھڑکی کے اس جانب کودنے ہی والی تھی کہ دھڑادھڑا دروازہ بجنے لگا۔ رومیصہ نے جلدی سے اسے باہر کی جانب دھکیلا اور بیگ اتار کر اسے تھمایا۔

اس بیگ میں ایک پینڈرائیو بہت قیمتی ہے، اس میں ان لوگوں کے خلاف تمام ثبوت ہیں یہاں سے جاتے ہی وہ پولیس کو دے دینا اب جاؤ یہاں سے! وہ عجلت میں کہتی چیختی۔ دروازہ ہنوز بج رہا تھا۔

ن نہیں نہیں میں تمہارے بغیر نہیں جاؤنگی رومی! ایمان خوف سے نفی سر ہلاتی ہوئی وہیں جمی رہی۔

پاگل مت بنو جاؤ یہاں سے، نبیشہ کچھ دوری پر موجود ہے اسے جنگل کا راستہ بھی معلوم ہے اب جاؤ

وہ غصے سے چلائی۔ ایمان بے بسی سے روتی اسکا بیگ اپنے سینے سے چمٹائے وہاں سے دور ہوتی چلی گئی۔ نبیشہ کو دیکھ کر اسکا رہا سہا ضبط جواب دے گیا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر پڑی۔ نبیشہ اسے بمشکل سنبھالتی درخت کی اوٹ میں لے آئی۔ یہاں سے سامنے کھڑکی کا منظر واضح دکھائی دے رہا تھا۔ تبھی دھاڑ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور لمبا چوڑا شخص سیاہ

پینٹ کوٹ میں ملبوس وہاں پر نمودار ہوا۔ وہ قہم بھری نگاہوں سے رومیصہ کو گھورنے لگا۔ رومیصہ کو اسکی آنکھوں سے خوف آنے لگا۔ اور تو اور اسکے ہاتھ میں بندوق پہلے سے موجود تھی۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے چاقو پر گرفت مضبوط کی۔ اس سے پہلے وہ کوئی کاروائی کرتی۔ اس ظالم شخص نے بندوق اسکی جانب پوائنٹ کرتے ہوئے سخت طیش کے عالم میں ٹریگر دبا دیا۔ ٹھاہ کی آواز سنسان رات میں فضا میں گونجی۔ رومیصہ کی آنکھوں میں خون اترنے لگا

- ہاہہ - ہہہہ اس نے بے یقینی سے سسکتے ہوئے اپنے سینے پر ہاتھ جمایا۔ اسے تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اس نے سینے پر جما ہاتھ نظروں کے سامنے کیا تو اسے ہر طرف خون ہی خون نظر آنے لگا۔ ایک سسکی اسکے لبوں سے برآمد ہوئی۔ اور اسکے حواس جواب دے گئے۔ وہ لہرا کر اوندھے زمین پر جا گری۔ اسکی آنکھیں دھیرے دھیرے بند ہونے لگیں۔ زوہان تو کبھی اسکی ماں کا مسکراتا چہرہ اسکے سامنے گردش کرنے لگا اور پھر مکمل سیاہی چھا گئی ہر طرف۔ وہ دونوں سسکتے کے عالم میں درخت کی اوٹ سے یہ منظر دیکھنے رہی تھی۔

نبیشہ سختی سے انگلیاں اس کے منہ پر جماتے ہوئے چیخوں کا گھلا گھونٹا

کس قدر خود غرض تھی وہ دونوں۔۔۔ اپنی جان بچانے کی خاطر اپنی سرپرست کی جان سولی پر چڑھا دی۔۔۔ وہ رات ان پر بہت بھاری تھی۔ میان نامی بلا کے لوگ ہر طرف انہیں ڈھونڈ رہے تھے۔ وہ کسی طرح جنگل سے نکل کر میلان شہر میں داخل ہو چکی تھی۔ کیونکہ جنگل والا حصہ وینس شہر میں جا پڑتا تھا۔ اپنا آپ وہ کہیں بہت پیچھے چھوڑ آئی تھی۔ ایمان ہنوز سکتے میں تھی۔ نبیشہ کو کچھ خبر نہیں تھی وہ کہاں ہیں۔۔۔ کہاں نہیں؟ انہوں نے اسے مار دیا، وہ ہماری وجہ سے مر گئی، رومی ہماری وجہ سے مر گئی ایمان غیر مرئی نقطے کو گھورتی سرگوشیوں میں بولتی پاگل معلوم ہو رہی تھی۔

نبیشہ اسکے قریب ہوتے ہوئے اسکا سراپہ کندھے پر ٹکایا۔ رورو کرانکے آنسو سوکھ چکے تھے مگر صدمے تھا کہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ وہ دونوں زندہ لاشیں بن کر رہ گئیں تھی۔۔۔ آنکھیں آج ہر قسم سے جذبات سے عاری ہو چکیں تھی۔ وہ لاوارثوں کی طرح سڑک کے کنارے بیٹھیں تھیں۔ مگر رات ابھی باقی تھیں۔ وہ یہاں نہیں گزار سکتیں تھی۔ اٹھو، ایمان چلو چلیں یہاں سے، وہ خالی خالی آنکھوں سے اسے گھورتی ہوئی بولی جو ناخنوں سے زمین پر سے مٹی کھروچ رہی تھی۔

میں رومی کے بغیر نہیں جاؤنگی! تمہیں کتنی بار بتایا ہے! وہ ہٹ دھرمی سے بولی۔

چلو بھیجی! نبیشہ اسکا بازو کھینچتی ہوئی بولی۔ ایمان نے سرخ نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

مجھے تم پر یقین نہیں آ رہا تم اتنی غرض کیسے ہو سکتی ہو وہ اسکا کندھا جھٹک کر آگے آگے حل دی۔

وہ اسے مورد الزام ٹھہرانے لگی۔۔۔ نبیشہ خاموشی سے اس کے ہم قدم ہوئی۔ انہیں نہیں معلوم وہ کہاں جا رہی تھی۔ بس راستہ تھا کہ ختم ہو کے نہیں دے رہا تھا۔ وہ دونوں مکمل بات چیت بند کیے۔ سنسان انجان راستوں پر چلتی جا رہی تھی۔ اتنا کہ ایمان تھک کر زمین بیٹھ گئی۔ یہ کوئی پوش علاقہ تھا۔ رات کے وقت وہاں اکا دکا لوگ تھے۔

مجھے پیاس لگی ہے! وہ آہستگی سے بولی۔ نبیشہ نے نظر گھما کر دیکھا وہاں کوئی اسٹور بھی موجود نہیں تھا۔ مطلب انہیں اب اور آگے چلنا تھا۔ وہ مایوسی سے اسکی کہنی تھامے اپنے ساتھ گھسیٹنے لگی۔ زرا دور ایک جانی پہچانی عمارت کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ وہ میوزیم تھا۔ وہ لوگ یہاں پہلے بھی ایک بار ٹور کر چکے تھے۔ مگر آج یہاں معمول سے زیادہ رش تھا۔ شاید کوئی تہوار منایا جا رہا تھا۔ یہ ان کے لیے سیف جگہ تھی وہ یہاں رات گزار سکتی تھی۔ مگر اندر کیسے داخل ہوتی ان کے پاس تو اسٹوڈنٹ کارڈ بھی موجود نہیں تھا۔ وہ عین سامنے کھڑی اجڑی حالت میں روشنیوں کو گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

نبییشہ! ولدان کی چمکتی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا۔ وہ بھاگتی ہوئی اسکے سینے سے آگئی۔ کہاں غائب ہوگئی تھی تم دونو، پتا ہے میں کتنا پریشان ہوگئی تھی! اسٹڈی کا اتنا لاس ہوگیا اور تم لوگ ہو کہ سیر سپاٹے ہی ختم نہیں ہو رہے تمہارے! وہ نان اسٹاپ شروع ہو چکی تھی۔ اسکے تاثرات اور حلیے کا جائزہ لیئے بغیر ہی۔ اچھا یہ بتاؤ ایمان کہاں ہے، میں پہلے بتا رہی ہو میں اسے معاف نہیں کرونگی، چاہے جتنی بھی معافیاں مانگ لے بھلا ایسے بتائے بغیر بھی کوئی جاتا ہے کیا؟؟؟؟؟

یار! بتاؤ نا کہاں ہے ایمان؟ نبییشہ نے رخ موڑ کر بیچ پر بیٹھی ایمان کی جانب دیکھا۔ ولدان اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھتی ایمان کی جانب لپکی۔

تو یہاں بیٹھی ہے میڈم! کہاں غائب تھیں تم، پتا ہے پروفیسر جانس نے تمہارے پانچ اسکور مانس کر دیئے ہیں اور تم ہو کہ کوئی پر اوہ نہیں! وہ ایمان سے اور بھی بہت کچھ کہہ رہی تھی مگر وہ غائب دماغی کے عالم میں بیٹھی رہی۔

اور پتا ہے آج فار فیسٹیول ہے، ہم نے پلین کیا تھا ہم یہاں آئیں گے شکر ہے تم آگئی ورنہ میں تمہارے بغیر سخت بور ہوگئی تھی بھائی کے ساتھ، چلو آؤ تمہیں دکھاتی ہوں اندر سے بہت خوبصورت ہے! ولدان اسکا ہاتھ تھامے میوزیم کے اندر لے گئی۔ ایمان وہاں ہو کر بھی وہاں نہیں تھی۔ نبییشہ لٹے پٹے انداز میں بیچ پر ڈھے گئی۔ سب اسکا قصور تھا۔

سب اسی کی غلطی تھی نہ وہ رومیصہ کو بلاتی نہ یہ سب ہوتا۔ مگر امتحان ختم نہیں ہوا تھا۔ ابھی بہت کچھ باقی تھا۔۔۔۔۔

وہ غصے میں پولیس اسٹیشن سے نکلنے کے بعد کئی گھنٹوں سے ساحل سمندر پر موجود تھا۔ یمان کی آنکھوں میں شناسائی کی رمت تک موجود نہیں تھی۔ مطلب اسکا چہیتا بھائی اسے بھلا چکا تھا۔ تو پھر وہی بے وقوف تھا جو ماضی میں گزرے پلوں کو یاد کر کے اپنا دل جلا رہا تھا۔ اس نے ہاتھ پکڑا برسلٹ مسلا۔ ایک پل کو اسکا دل چاہا اسے سمندر کی نظر کر دے مگر کچھ سوچتے ہوئے اس نے دوبارہ جیب میں ڈالا اور کپڑے جھاڑتا اٹھ کھڑا ہوا۔ تبھی اسکے فون پر اسے نوٹیفیکیشن موصول ہوا۔ جو کسی جگہ کی لوکیشن تھی شاید۔۔۔۔۔ اسکے دوستوں کی جانب سے سینڈ کی گئی تھی۔ وہ اپنے آپ کو کام ڈالوں کرنا چاہتا تھا سو گاڑی میں سوار ہوتے ہوئے لوکیشن پر آ پہنچا۔ مگر یہ تو کوئی میوزیم تھا۔ اسے لگا وہ لوگ اسے کلب یا پارٹی وغیرہ میں بلا رہے ہیں۔ میوزیم جیسی تاریخی جگہوں میں اسکا انٹر سٹ بلکل زیرو تھا۔ وہ گاڑی کی چابی

گھماتے ہوئے واپس ہو گیا۔ سنگی پنچ کے پاس سے گزرتے ہوئے اسکے نظر غیر معمولی طور کسی لڑکی پر پڑی وہ نظر انداز کرتا دو قدم آگے بڑھا۔ مگر کوئی تاثر سا لہرایا اسکی نظروں کے سامنے وہ رک مڑا۔ اور اس لڑکی کا چہرہ دیکھنے لگا۔ بلاشبہ وہ وہی لڑکی تھی۔ جو اسے ماسکوں میں ملی تھی۔ اس کی نظر پلٹنا بھول گئی۔ وہ کئی لمحے اس لڑکی کو اسی نظروں سے تنکرا رہا۔ تبھی اسے غیر معمولی شور سانسائی دیا۔ میوزیم کی عمارت سے دھواں سا اٹھنے لگا۔

What the hell is going on????

وہ بے یقینی سے عمارت سے اٹھتا دھواں دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔ پھر ایک نظر گھما کر اس لڑکی پر ڈالی جو ہنوز اسٹیجوبنی وہاں بیٹھی ہوئی تھی۔

لوگوں میں خوف ہر اس پھیل گیا۔ آگ آگ چلاتے ہوئے میوزیم سے باہر نکلنے لگے۔ گویا قیامت برپا ہونے والی ہو۔ یشم تیزی سے نمبر ڈائل کرتے ہوئے فائر بریگیڈ کو خبر کرنے لگا۔ میوزیم کی عمارت لکڑی سے بنی تھی۔ تبھی منٹوں میں اسے آگ نے لپیٹے میں لے لیا۔ فضا میں پولیس کی گاڑیوں کے سارن بجنے لگے۔ ہمیشہ حواسوں میں لوٹتی ہوئی اٹھی اور اس جانب چل دی۔

ہے ہے ہے، ویسے آریو گونگ؟ یشم اسے اندھا دھند جاتا دیکھ کر اسکی کہنی دبوچ کر روکا۔

وہ۔۔ وہاں، وہاں میری بہن ہے! وہ اسے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔
تم دیکھ نہیں رہی وہاں آگ لگی ہے۔۔۔۔۔ آگ!
یشم لفظوں پر زور دیتا ہوا بولا۔

آ۔ آگ؟ ن نہیں نہیں نہیں! ایمان؟ ایمان اندر ہے ایسممااااا! وہ چلاتی ہوئی اپنا ہاتھ
چھڑا کر بھاگی۔ اے رکوکھاں جا رہی ہو! وہ بھوکھلا کر اسکے پیچھے بھاگا! پولیس آفیسر نے DO
'NOT ENTER' کا سلیش لگا کر سارا ایریا سیل کر دیا تھا۔
پلیز آفیسر مجھے اندر جانے دیں میری بہن اندر ہے

وہ منت بھرے اندر میں آفیسر پر چلائی جو اسے دبوچے ہوئے تھا ایما نففننن۔۔۔۔۔ چھوڑو
مجھے۔۔۔۔۔ وہ مزاحمت کرتی چیخی۔۔۔ اتنے میں زوردار دھماکہ ہوا اور عمارت زمین بوس
ہو گئی۔ ہر طرف چیخ و پکار اور دھواں دھواں پھیل گیا۔ نبیشہ صدمے کے عالم میں یہ منظر
دیکھنے لگی۔ بیکایک اسکی نظروں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ وہ بے ہوش ہو کر گرتی
یشم نے اسکے گرد گھیرا بنا کر تھام لیا۔۔۔۔۔

THE END OF THE FIRST SEASON..